النحو فی الکلام کالملح فی الطعام

نحوی پہیلیاں

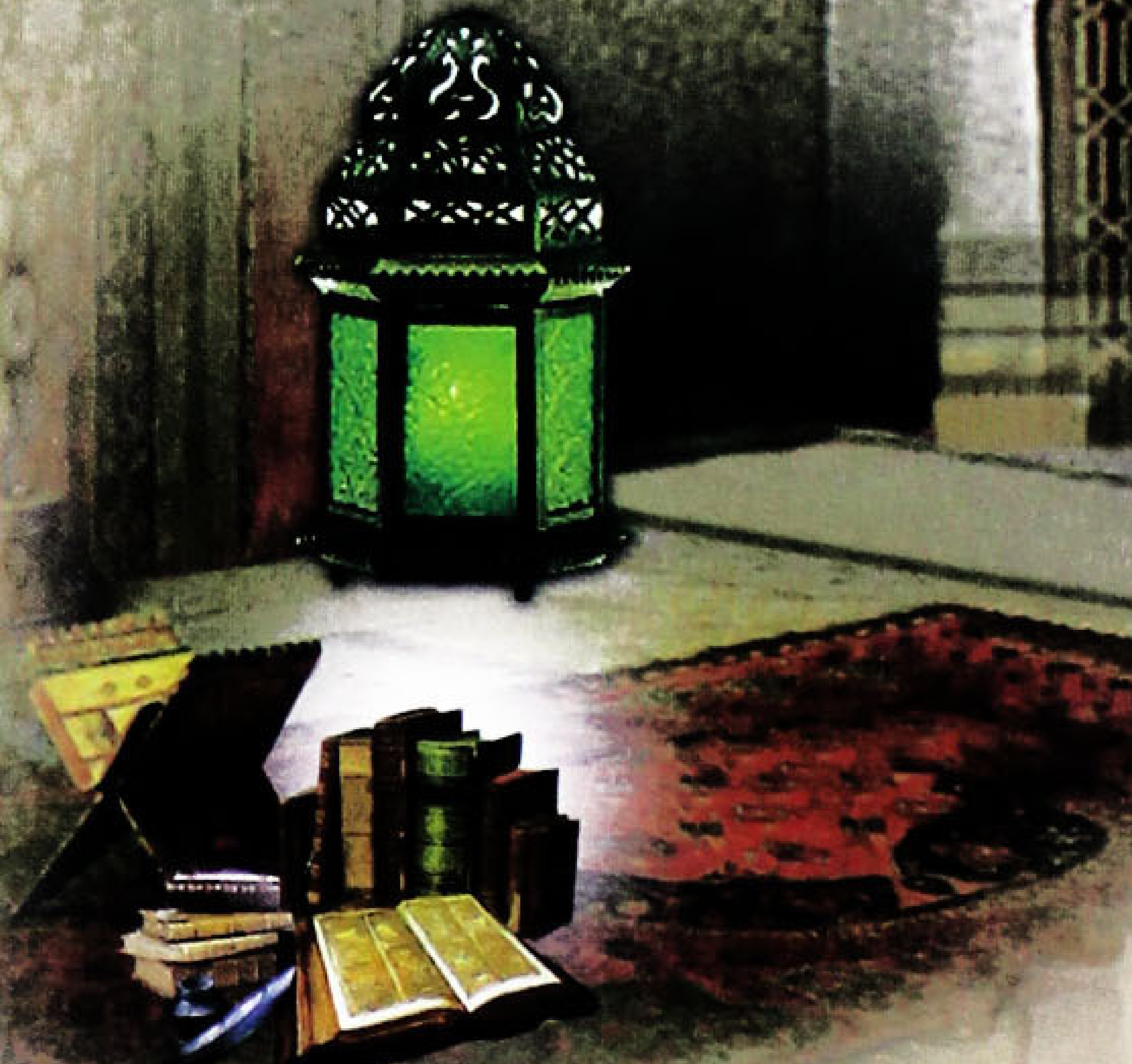

تصنیف

حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خان رضوی بریلوی

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف (انڈیا)

مکتبہ اعلیٰ حضرت

Marfat.com

النحو فی الکلام کالملح فی الطعام

نحوی پہیلیاں

تصنیف

حضرت علامہ مولانا محمد حنیف خان رضوی بریلوی

صدر مدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف انڈیا،

مکتبہ اعلیٰ حضرت

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

0315-8842540

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	نحوی پہلیاں
زبان	اردو
مصنف	مولانا حنیف خان رضوی مدظلہ العالی
صفحات	162
سن اشاعت	اکتوبر 2017
موضوع	نحو
تعداد	1000
ہدیہ	-/180

ناشر

مکتبہ اعلیٰ حضرت

داتا دربار مارکیٹ لاہور

042.37247301 0300.8842540

Marfat.com

فہرست

حرف آغاز	3
مقدمہ	5
علم نحو کی تعریف	8
موضوع نحو	10
غرض وغایت	11
ایجاد نحو سبب	12
علم نحو کی عظمت واہمیت	13
بارگاہ رسالت میں نحو واہل نحو کا مقام	18
علم نحو کی شرعی حثیت	19
علم نحو کی ماخذ	21
علم نحو کی تاریخ	24
عہد بنو امیہ 41ھ تا 132ھ	31
عہد بنی عباس	34
پہلا دور	35
بصری وکوفی مکاتیب فکر	36
بصری وکوفی اختلافات کی بنیاد	37
عباسی خلفاء کی جانبداری	39
بصری وکوفی اختلافات کے چند نمونے	40
اس دور کے مشاہیر نحات	47
دوسرا دور	48
تیسرا دور	49

چوتھا دور	50
علمائے نحو پر مسلم سلاطین کی	51
علم نحو سقوط بغداد سے زمانہ	52
اس دور کے علمائے نحو	55
ہندوستان میں علم نحو	57
ہندوستان میں آنے والے پہلے نحوی	57
ہندوستان کے پہلے امام النحو	58
علمائے ہند کی نحوی خدمات	
آٹھویں صدی	60
نوی صدی	61
دسویں صدی	62
گیارہویں صدی	62
بارہویں صدی	63
تیرہویں صدی	64
چودھویں صدی	64
علمائے دیوبند اور علم نحو	66
فاعل کی پہیلیاں	75
جوابات فاعل کی پہیلیاں	76
نائب فاعل یعنی مفعول	82
جوابات نائب فاعل کی پہیلیاں	82
مبتدا وخبر کی پہیلیاں	86
جوابات مبتدا وخبر کی پہیلیاں	87

Marfat.com

خبر حروف مشبہ بالفعل کی پہیلیاں 95
جوابات خبر حروف مشبہ بالفعل 95
مفعول مطلق کی پہیلیاں جوابات 97
مفعول مطلق کی پہیلیاں 97
مفعول بہ کی پہیلیاں 99
جوابات مفعول بہ کی پہیلیاں 99
مفعول فیہ کی پہیلیاں 102
جوابات مفعول فیہ کی پہیلیاں 102
مفعول لہ کی پہیلیاں 105
جوابات مفعول لہ کی پہیلیاں 105
مفعول معہ کی پہیلیاں 108
جوابات مفعول معہ کی پہیلیاں 108
حال کی پہیلیاں 110
جوابات حال کی پہیلیاں 111
تمیز کی پہیلیاں 117
جوابات تمیز کی پہیلیاں 120
مستثنیٰ کی پہیلیاں 120
جوابات مستثنیٰ کی پہیلیاں 123
خبر افعال ناقصہ کی پہیلیاں 123
جوابات خبر افعال ناقصہ کی پہیلیاں 125
منادی کی پہیلیاں 126
جوابات منادی کی پہیلیاں

حروف جارہ کی پہیلیاں 131
جوابات حروف جارہ کی پہیلیاں 131
اضافت کی پہیلیاں 134
جوابات اضافت کی پہیلیاں 134
ضمائر کی پہیلیاں 140
جوابات ضمائر کی پہیلیاں 140
غیر منصرف کی پہیلیاں 143
جوابات غیر منصرف کی پہیلیاں 143
تثنیہ کی پہیلیاں 145
جوابات تثنیہ کی پہیلیاں 145
جمع کی پہیلیاں 147
جوابات جمع کی پہیلیاں 147
اسم فاعل کی پہیلیاں 151
جوابات اسم فاعل کی پہیلیاں 151
صفت مشبہ کی پہیلیاں 155
جوابات صفت مشبہ کی پہیلیاں 159
اسم تفضیل کی پہیلیاں 159
جوابات اسم تفضیل کی پہیلیاں 162
متفرق پہیلیاں 162
جوابات متفرق پہیلیاں

Marfat.com

حرف آغاز

باسمہ تعالیٰ و تقدس

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نحوی پہیلیاں حصہ اول جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کی ترتیب ۱۴۰۸ھ میں اب سے انیس (۱۹) سال قبل ہوئی تھی اور اسی وقت اس کا پہلا ایڈیشن منظر عام پر آیا تھا، اس کے بعد ایک ،م تبہ مزید طبع ہوئی، لیکن جب رضا دار الاشاعت سے نشر و اشاعت کا سلسلہ بند ہوا تو اس کی طباعت بھی موقوف ہوگئی، اس کے بعد سے اب تک اہل علم اور باذوق حضرات کی طرف سے مطالبہ رہا کہ اس کی طباعت جاری رکھی جائے ، چونکہ اس کتاب کی کتابت اچھی نہیں تھی ، لہذا عصر حاضر کے مطابق دوبارہ اس کو کمپیوٹر پر کمپوز کرایا گیا۔

راقم نے اس سے پہلے بھی وعدہ کیا تھا کہ اس کا دوسرا حصہ بھی ہدیہ قارئین ہوگا، لیکن کثرت کار کے سبب وہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوسکا ہے، دوسرے حصہ کا آغاز اگر چہ اسی وقت ہوگیا تھا لیکن دوسرے کام درمیان میں آتے گئے اور یہ کام ٹلتا رہا اور پھر گویا نسیا منسیا ہوگیا۔ لہذا اس مرتبہ بھی پہلا حصہ ہی منظر عام پر لایا جارہا ہے، انشاء المولیٰ تعالیٰ اب جلد ہی دوسرا حصہ بھی ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا مختار احمد صاحب قادری مدظلہ کا علم نحو کی تدوین وارتقاء کے موضوع پر نہایت وقیع اور معلوماتی مقدمہ حسب سابق زینت

Marfat.com

کتاب ہے جودراصل کتاب کی جان ہے، قارئین علما وطلبہ نے اس کوخوب خوب سراہا اور پسند کیا تھا۔ مولانا موصوف نے مقدمہ لکھنے کے ساتھ ہی پوری کتاب کی اصلاح بھی فرمائی تھی جس پر میں ان کا ممنون ہوں۔

مولیٰ تعالیٰ ہم سب کی مساعی کو مشکور فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیة والتسلیم۔

محمد حنیف خاں رضوی

خادم الطلبہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

۳؍محرم الحرام ۱۴۲۷ھ بروز پنجشنبہ

۲؍فروری ۲۰۰۶ء

Marfat.com

مقدمہ

ازقلم: فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مختار احمد صاحب قادری
صدر المدرسین مدرسہ بحر العلوم بہیڑی

بسم لله الرحمن الرحيم

الحمد لله العليم الغفار، والصلوة والسلام على نبيه المختار، وعلى آله واصحابه الكاملين فى جميع الاطوار۔

علم الالغاز "پہیلیوں کا علم" ایک قدیم علم ہے جس کو مورخین علوم نے ایک مستقل علم کی حیثیت سے علوم وفنون کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ علمائے سلف نے اس میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، چنانچہ عزالدین حمزہ بن احمد شافعی دمشقی متوفی ۸۸۴ھ نے ایک کتاب ،، کتاب الالغاز ،، کے نام سے تصنیف فرمائی، ان سے قبل جمال الدین عبدالرحیم بن حسن اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ اور تاج الدین عبدالوہاب سبکی متوفی ۷۷۱ھ نے بھی پہیلیوں کی کتابیں تالیف کیں " الذخائر الاشرفيه فى الالغاز الخفية" کے نام سے ایک کتاب قاضی عبدالبر بن شحنہ حلبی متوفی ۹۲۱ھ نے ترتیب دی۔

مگر اس قسم کی ساری کتابیں فقہی الغاز پر مشتمل ہیں جن میں مسائل فقہ کو پہیلیوں کی شکل میں بیان کیا گیا ہے۔

علم الالغاز کی تاریخ میں کسی ایسی کتاب کا تذکرہ نہیں ملتا جس میں فقہ کے علاوہ کسی دوسرے علم کے مسائل کو پہیلیوں کی شکل میں ترتیب دیا گیا ہو۔

حضرت علامہ محمد حنیف خاں صاحب قابل صد تحسین وتہنیت ہیں کہ انہوں نے نحوی پہیلیاں جمع کر کے علم الالغاز کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے جو انکا یقیناً ایک عظیم کارنامہ ہے۔

مولانا موصوف ایک ابھرتے ہوئے جواں سال عالم ہیں جو اپنی وسیع علمی صلاحیتوں

Marfat.com

کی بنیاد پر نوجوان علماء میں ایک منفرد و ممتاز حیثیت اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ پختہ کارانہ تدریسی مہارت اور شگفتہ و سنجیدہ انداز خطابت کے ساتھ ساتھ رب کریم نے موصوف کو عظیم تصنیفی ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔

مولانا نے دیگر موضوعات کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ علوم عربیہ سے متعلق کئی کتابیں تصنیف کی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی زیور طبع سے آراستہ ہو کر طالبان علوم عربیہ کے لئے بہترین معاون اور رہنما ثابت ہوں گی ''الالغاز النحویہ'' ''نحوی پہیلیاں'' ان کی تازہ ترین تصنیف ہے جس میں انہوں نے سوالات و جوابات کی صورت میں نحو کے ایسے اہم مسائل ترتیب دیئے ہیں جن کی طرف عام طور سے طلبہ بہت کم توجہ دیتے ہیں۔

کتاب کا انداز یہ ہے کہ پہلے پہیلیوں کے عنوان سے سوالات درج کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر نحو کا طالب علم سخت حیرت اور خلجان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسکا ذہن اس کشمکش میں پڑ جاتا ہے کہ ایسا کس طرح ہو سکتا ہے۔

ذہن میں پیدا ہونے والا یہ تحیر و تجسس اس کی ساری توجہات کو جواب کی جانب مرکوز کر دیتا ہے اور طالب علم بے اختیار ہو کر جواب کا صفحہ کھولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

پھر جیسے جیسے وہ جواب پڑھتا جاتا ہے اس کے ذہن کی گرہیں کھلتی جاتی ہیں اور بالآخر وہ اضطراب و کشمکش کے اندھیروں سے نکل کر یقین و آگہی کے اجالوں میں آجاتا ہے۔

اس طرح سوالات سے پیدا ہونے والا تجسس و استعجاب پھر جوابات پڑھ کر ذہنی خلجان سے نجات پانے کی روحانی لذت و فرحت اور ایک الجھے ہوئے باریک مسئلہ کی حقیقت تک رسائی حاصل کر لینے کا مسرور کن احساس، طالب علم کو پوری طرح کتاب میں غرق کر دیتا ہے اور مسائل اس کے ذہن پر ثبت ہوتے چلے جاتے ہیں۔

علم نحو علوم عربیہ شرعیہ وادبیہ کے لئے اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر موجودہ دور میں اس کی جانب سے سخت بے توجہی و غفلت اختیار کر لی گئی ہے جس کے نتیجے میں طلبہ برسوں تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی عربی علوم سے ناآشنا و بے شعور رہتے ہیں۔ عربی کلام کو سمجھنا اور عربی زبان میں گفتگو کرنا تو درکنار عربی عبارت کی چند سطریں تک صحیح طور سے نہیں پڑھ پاتے ایسے وقت میں مولانا نے یہ کتاب تصنیف کر کے طلبہ پر عظیم احسان فرمایا ہے۔

Marfat.com

جزاه الله تعالی خیر الجزاء"

موصوف نے ازراہ اخلاص ومودت اس خاکسار سے اس کتاب پر مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی جو علم نحو کے مبادیات، اس کی ضرورت واہمیت، شرف وعظمت اور مختلف ادوار کی تاریخ پر مشتمل ہو۔

مولانا چونکہ عزیز ترین قریبی احباب میں ہیں۔ اس لئے اس راہ میں اپنی بے بضاعتی کے کامل احساس کے باوجود مجھے ان کے شدید وپیہم اصرار سے مجبور ہوکر وعدہ کرنا ہی پڑا! مگر تدریسی وتقریری مصروفیات کی کثرت کے سبب ایفائے وعدہ کا موقع نہ مل سکا۔ ادھر کتاب کاتب کے پاس پہونچ گئی اور خلاف توقع بہت جلد ہی کتابت کے مراحل طے کرتی ہوئے تکمیل کے قریب آگئی جس کے نتیجے میں مولانا کے مخلصانہ تقاضوں نے غیر معمولی شدت اختیار کرلی اور مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کردیا۔

جب مقدمہ کا آغاز کیا تو پتہ چلا کہ مقدمۃ النحو لکھنے کی یہ راہ کس قدر سنگلاخ اور دشوار گذار ہے کیونکہ تفسیر، حدیث۔ فقہ اور ادب وغیرہ علوم متداولہ کے متعلق تمامتر ضروری معلومات عام طور پر کتب مروجہ میں بکھری ہوئی ہیں بلکہ بعض درسی کتابوں کے حواشی وشروح میں بطور مقدمہ ان کو یکجا بھی کردیا ہے، اور کوئی بھی موجودہ مقدمہ نگار انہیں نہایت آسانی کے ساتھ اپنے انداز پر ترتیب دے کر اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہوسکتا ہے مگر علم نحو کے بارے میں کوئی ایسی تصنیف نظر نہیں آئی جس میں اس کے متعلق ضروری معلومات یکجا طور پر دستیاب ہوسکیں۔

درسی کتابیں عام طور پر کلمہ وکلام کی تعریفات سے شروع ہوتی ہیں۔ کسی نے زیادہ کیا تو علم نحو کی تعریف، موضوع اور غایت بیان کردی۔ محشیں وشارحین نے بھی زیادہ سے زیادہ نحو کے واضع اور اس کے سبب وضع کو بیان کردینا کافی سمجھا۔ طبقات نحات پر مشتمل جو کتب فراہم ہوسکیں وہ بھی صرف نحویوں کے حالات زندگی تک محدود ہیں۔

اس صورت حال میں موصوف سے کئے ہوئے اس وعدہ کو پورا کرنا توقع سے زیادہ دشوار اور مشکل ثابت ہوا۔ مگر یہ پیر ومرشد آقائے نعمت قطب عالم حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانی عنایات کا صدقہ ہے کہ ہر مشکل آسان ہوتی چلی گئے۔ اور مواد فراہم ہوتا چلا گیا۔ سرکار مفتی اعظم ہی کی مخفی دستگیری اور انھیں کے فیضان باطنی سے یہ مقدمہ انتہائی قلیل

Marfat.com

وقت میں منزل تکمیل تک پہونچ گیا۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے مری سرکاروں کے

علم نحو کی تعریف

لغوی اعتبار سے لفظ نحو مختلف معانی میں استعمال کیا جاتا ہے جس کی تفصیل '' صاحب المسالك البهيه" نے اس طرح بیان کی ہے: پوشدہ نخواہد کہ نحو لغة برائے چہار معنی آید۔

اول: قصد يقال نحوت هذا نحواً ای قصد ت قصد ا

دوم: جهت نحو وهن نحو البيت عا مدا ت ای قا صدا ت

سوم: مثل يقال هذا نحو ه ای مثله

چہارم: نوع يقا ل هذا علی اربعة انحاء ای انوا ع

پوشیدہ نہ رہے کہ لفظ نحو لغت میں چار معنی کے لئے آتا ہے

(۱) قصد: کہا جاتا ہے نحو ت هذا نحوا یعنی میں نے اسکا ارادہ کیا

(۲) جانب: جیسے "و هن نحو البيت عا مدا ت" یعنی وہ گھر کی جانب ارادہ کرنے والی ہیں۔

(۳) مثل: کہا جاتا ہے" هذا نحو ه "یعنی یہ اس کی مثل ہے۔

(۴) نوع: کہاجاتا ہے هذا علی اربعة انحاء" یعنی یہ چار قسموں پر ہے۔

امام داؤدی نے لفظ نحو کے سات معانی بتائے ہیں اور ان کو اس طرح ایک شعر میں جمع کیا ہے۔

للنحو سبع معا ن قد اتت لغة   جمعتها ضمن بيت مفرد كملا

قصد و مثل و مقدا ر و نا حيه   نو ع وبعض وصرف فا خفظ المثلا

لفظ نحو کے لغت میں سات معانی آئے ہیں ان سب کو میں نے ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔

ارادہ، مثل، مقدار، جانب، نوع۔ بعض اور پھیرنا

Marfat.com

لغت کی مشہور کتاب منتخب اللغات میں نحو کے مندرجہ ذیل معانی بیان کیے گئے ہیں:

نحو سوی وراہ وما نند وعلم کہ اعراب کلام عربی بداں دانستہ شود وقصد وآہنگ کردن و برگرانیدن ونام مردیست وبنو نحو قومے ست از اعراب کہ بدو منسوب اند۔

نحو کے معانی یہ ہیں۔ جانب، راستہ، مثل، وہ علم جس سے عربی کلام کے اعراب معلوم ہوں، قصد وارادہ کرنا، پھرانا، اور ایک مرد کا نام کہ جس کی نسبت سے عرب کا ایک قبیلہ بنو نحو کہلاتا ہے۔

اصطلاحی طور پر علم نحو اس علم کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اسم۔ فعل اور حرف کے اعرابی وبنائی حالات اور ان کے باہم مرکب کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔

مدینۃ العلوم اور مفتاح السعادہ میں علم نحو کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

علم باحث عن احوال المرکبات الموضوعۃ وضعا نوعیا لنوع نوع من المعانی الترکیبیۃ النسبیۃ من حیث دلالتہا علیہا

علم نحو وہ علم ہے جو بحث کرتا ہے ان مرکبات کے احوال سے جن کی معانی ترکیبیہ نسبیہ میں سے ہر ہر نوع کے لئے وضع نوعی کی گئی ہے اس اعتبار سے کہ وہ مرکبات ان معانی پر دلالت کرتے ہیں۔

الارشاد کے مصنف علم نحو کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

وھو عم یعرف بہ کیفبۃ الترکیب العربی صحۃ وسقما و کیفیۃ ما یتعلق بالالفاظ من حیث وقوعہا فیہ من حیث ھو ھو او لا وقوعہا فیہ۔

علم نحو وہ علم ہے جس کے ذریعہ صحت وسقم کے اعتبار سے ترکیب عربی کی کیفیت اور الفاظ کی وہ کیفیت پہچانی جاتی ہے جو الفاظ سے تعلق رکھتی ہے ان کے ترکیب من حیث ہو ہو میں وقوع یا لاوقوع کے اعتبار سے۔

عام کتب نحو میں علم نحو کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

النحو علم باصول یعرف بہا احوال اواخر الکلم الثلث من حیث الاعراب والبناء

Marfat.com

نحو ان اصول کا علم ہے جن کے ذریعہ معرب ومبنی ہونے کی حیثیت سے تینوں کلموں کے آخر کے حالات پہچانے جاتے ہیں۔

موضوع نحو

عام نحات کے ارشاد کے مطابق نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں، کیونکہ اس میں ان دونوں کے عوارض ذاتیہ یعنی اعرابی وبنائی احوال سے بحث کی جاتی ہے۔

بعض لوگوں نے مرکبات، مفردات اور ادوات کو موضوع نحو قرار دیا ہے چنانچہ مدینۃ العلوم اور مفتاح السعادہ میں ہے:

وموضوعه المركبات والمفردات من حيث وقوعها في التراكيب والادوات لكونها روابط التركيب

نحو کا موضوع مرکبات ہیں اور مفردات ہیں اس حیثیت سے کہ وہ تراکیب میں واقع ہوتے ہیں اور حروف ہیں، اس وجہ سے کہ وہ روابط تراکیب ہیں۔

غالباً ان حضرات کی اصطلاح میں حرف پر مفرد کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے، اسی لئے ان کو مفردات سے الگ بیان کیا گیا ہے ولا مشاحة في الاصطلاح۔ موضوع نحو کے بارے میں ایک نظریہ یہ بھی ہے:

هو المركب باسنادا اصلي

نحو کا موضوع وہ مرکب ہے جو اسناد اصلی کے ساتھ ہو،

ارباب تحقیق وتدقیق کا مسلک یہ ہے کہ علم نحو کا موضوع،، لفظ موضوع ہے خواہ مفرد ہو یا مرکب۔

چنانچہ کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے:

وموضوعه اللفظ الموضوع مفردا كان او مركبا وهو الصواب،

نحو کا موضوع لفظ موضوع ہے چاہے مفرد ہو یا مرکب یہی صحیح ہے

جامع الغموض میں ہے:

وتحقیق حقیق اینست کہ موضوع علم نحو متعدد نیست بلکہ واحد ست وهو اللفظ

Marfat.com

الموضوع للمعنی۔

تحقیق حق یہی ہے کہ نحو کے موضوع متعدد نہیں ہیں بلکہ ایک ہے یعنی وہ لفظ جو معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

بعض محققین نحو نے اسی تحقیق کو بایں الفاظ بیان کیا ہے:

وموضوعه اللفظ الموضوع باعتبار هيئته التركيبيه وتاديتها لمعانيها الاصلية لا مطلقا۔

نحو کا موضوع لفظ موضوع ہے لیکن مطلقا نہیں بلکہ اپنی ہیئت ترکیبیہ اور اپنے معانی اصلیہ کی ادائیگی کے اعتبار سے۔

غرض وغایت

نحو کی غرض وغایت یہ ہے کہ انسان تراکیب عربیہ کو معانی وضعیہ اصلیہ پر منطبق کرنے میں خطاؤں سے محفوظ رہے۔ اور اس میں اس کو ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ جب وہ کسی معنی کے ظہور کا ارادہ کرے تو اس کی ادائیگی کے لئے ایسی تراکیب لا سکے جن کی اس معنی کے لئے وضع نوعی کی گئی ہو اور وہ عربی بولنے اور پڑھنے میں لسانی خامیوں اور لفظی غلطیوں کا ارتکاب نہ کرے، نیز انسان میں عربی تراکیب کے معانی موضوع لہ اور متکلم کی مراد کو صحیح طور پر سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا ہو جائے۔

قال صاحب مفتاح السعادة وغرضه تحصيل ملكة يقتدر بها على ايراد تركيب وضع وضعا نوعيا لما اراده المتكلم من المعنى وعلى فهم معنى اى مركب كان بحسب الوضع المذكور وغايته الاحتراز عن الخطاء فى تطبيق التراكيب العربية على المعانى الوضعية الاصلية كذا فى مدينة العلوم وثمرات الحياة فى طبقات النحاة وقريب منه ما فى كشاف اصطلاحات الفنون والارشاد وحواشيه۔

نحو کی ابتدائی کتابوں میں متعلمین کی آسانی کے لئے علم نحو کی غرض و غایت کو اختصاراً اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

Marfat.com

والغرض منه صيانة الذهن عن الخطاء اللفظي في كلام العرب۔
اس کی غرض ذہن کو کلام عرب میں خطاء لفظی سے محفوظ رکھنا ہے۔

ایجاد نحو کا سبب

اسلام کا سورج طلوع ہونے سے پہلے عربی صرف اہل عرب کی زبان تھی اور وہ اپنی مادری زبان ہونے کی وجہ سے فطری طور پر بلا تکلف فصیح و بلیغ عربی میں کلام کیا کرتے تھے۔ انھیں عربی زبان میں قدرت و مہارت حاصل کرنے کے لئے نہ قواعد کی ضرورت تھی اور نہ قوانین کی حاجت۔ مگر جب اسلام عربوں کے ساتھ جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکلا اور قیصر و کسریٰ کے ایوانوں پر اپنی عظمتوں کے پرچم لہراتا ہوا مغرب ادنی تک پہنچ گیا اس وقت سے عربی صرف اہل عرب کی زبان نہ رہی بلکہ ان فاتح عربوں کے ساتھ عجم کے متمدن شہروں میں پہنچ کر اسلام کے زیرنگین آنے والی مختلف اقوام کی زبان بھی بن گئی۔

مگر ظاہر ہے کہ یہ مختلف زبانیں بولنے والے عجمی لوگ عربوں کی طرح عربی زبان بولنے کی صلاحیت و قدرت نہیں رکھتے تھے لہذا عرب و عجم کے اس اختلاط کی بناء پر عربی زبان میں فساد کا بازار گرم ہو گیا۔ کثرت سے زبان و محاورہ کی غلطیاں ہونے لگیں۔ نظم میں خلل، عبارت میں گنجلک پن اور ترتیب میں بے ربطی پائی جانے لگی، یہاں تک کہ قرآن پاک کی تلاوت میں بھی لوگ لسانی غلطیوں کا ارتکاب کرنے لگے۔

چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ ایک اعرابی مدینہ شریف میں آیا اور اس نے قرآن پاک کی آیات سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کسی شخص نے اس کو سورہ برأت کی چند آیات پڑھائیں اور آیت کریمہ ،، ان الله بری من المشركين و رسوله ،، میں رسولہ کو رفع کی بجائے جر کے ساتھ پڑھایا۔

آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے:

”بیشک اللہ اور اسکا رسول مشرکین سے بری ہے،،

مگر رسولہ کو جر کے ساتھ پڑھنے میں آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح ہو جاتا ہے:

بیشک اللہ مشرکین سے اور اپنے رسول سے بری ہے۔

Marfat.com

چونکہ اس اعرابی کو رسولہ جر ہی کے ساتھ پڑھایا گیا تھا۔اس لئے اس نے یہی مفہوم سمجھ کر کہا:

کیا اللہ اپنے رسول سے بری ہے؟ جب ایسا ہے تو میں بھی اس کے رسول سے بری ہوں۔

غرض کہ جب اس قسم کی لسانی غلطیاں روزمرہ کی گفتگو اور باہمی مکالمات سے بڑھ کر قرآنی عبارات میں بھی واقع ہونے لگیں تو عربی کی لسانی لغزشوں سے قرآن کی حفاظت کے لئے علم نحو کی ایجاد کی گئی اور نحوی قواعد ترتیب دیئے گئے تاکہ وہ لوگ جن کی مادری زبان عربی نہیں ہے ان قواعد کی روشنی میں تلاوت قرآن پاک اور عربی کلام پر صحیح قدرت حاصل کرسکیں اور اس طرح کی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں جن سے زبان کا حلیہ بھی بگڑ جاتا ہے۔اور مفہوم بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

علم نحو کی عظمت واہمیت

قرآن وحدیث اور علوم اسلامیہ کا اصل ذخیرہ عربی زبان میں ہے جس کو سمجھنے کے لئے علوم عربیہ سے واقفیت ضروری ہے،علوم عربیہ میں علم نحو کو اساسی ومرکزی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ عربی زبان کے حصول کا تمام تر دارومدار علم نحو کی مہارت پر ہی ہے۔علم نحو کے بغیر نہ عربی زبان حاصل ہوسکتی ہے اور نہ علوم عربیہ کو سمجھا جاسکتا ہے، کیونکہ کسی بھی دوسری زبان کی عبارت کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ پہلے اسم وفعل وحرف کے درمیان امتیاز کیا جائے کلمات کے باہمی تعلق کو سمجھا جائے اور فاعل ومفعول۔مبتداء وخبر،مضاف مضاف الیہ،موصوف صفت وغیرہ کی شناخت کی جائے۔ان امور کو جانے بغیر کسی عبارت کے مفہوم کو سمجھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں اعراب کے ذریعہ کلمات کی حیثیات اور ان کے باہمی روابط کو سمجھا جاتا ہے۔اسی لئے اس زبان مین اعراب کا معمولی سا فرق بھی مفہوم کو کچھ سے کچھ بنا دیتا ہے اور سننے والا متکلم کے مافی الضمیر کے قطعا برعکس ومخالف مفہوم سمجھ لیتا ہے۔ مندرجہ ذیل واقعات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اعرابی فرق عربی زبان کے مفہوم میں کتنی

Marfat.com

بڑی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔

اغانی نے بروایت ائمہ نحات نقل کیا ہے کہ بصرہ میں انتہائی شدید گرمی کا موسم تھا۔ واضع نحو حضرت ابوالاسود دئلی کی صاحبزادی نے ان سے کہا "یا ابت ما اشدُ الحر" اس کا مقصد گرمی کی شدت پر تعجب کا اظہار کرنا تھا مگر اظہار تعجب کے لئے اس کو "ما اشدَّ الحرَ" بولنا چاہیے تھا۔

اعراب کے اس معمولی فرق نے اس جملہ کا مفہوم اظہار تعجب کے بجائے یہ بنا دیا کہ کونسا مہینہ زیادہ سخت گرمی والا ہے۔

حضرت ابوالاسود یہی مفہوم سمجھے اور اسی کے مطابق جواب دیتے ہوئے زیادہ سخت گرمی والے مہینہ کا نام بتا دیا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ جاحظ نے البیان والتبیین میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے کسی اعرابی سے دریافت کیا۔

،، کیف اھلكَ ،، اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہارے اہل وعیال کا کیا حال ہے۔ لیکن اس مقصد کے لئے اسے کیف اھلُكَ بولنا چاہئے تھا۔ اعراب کی اس تبدیلی کی بنا پر جملہ کا مفہوم یہ ہو گیا کہ میں کیسے مروں؟ اعرابی نے یہی مفہوم سمجھ کر جواب دیا۔ صلباً یعنی سولی کے ذریعہ۔

اسی طرح کا وہ واقعہ بھی ہے جو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ایک اعرابی کو کسی ناواقف شخص نے "ان اللہ بری من المشرکین و رسولہ" کو رفع کے بجائے جر کے ساتھ پڑھا دیا جس سے مفہوم اتنا تبدیل ہو گیا کہ اعرابی نے اس کی بنیاد پر رسول پاک ﷺ سے اپنی برأت و بیزاری کا اعلان کر دیا۔

عربی ادب کے لٹریچر میں اس قسم کے بے شمار واقعات بکھرے ہوئے ہیں جن سے ایک عام انسان بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ عربی پڑھنے، بولنے، سمجھنے اور عربی زبان میں اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے کے لئے اعراب کا پہچاننا کس قدر ضروری ہے۔ اور اعراب سے ناواقفیت اور ان کا غلط استعمال مفہوم میں کتنا بڑا تغیر وتبدل پیدا کر دیتا ہے۔ اسی لئے عربی زبان کو حاصل کرنے کے لئے اعرابی کیفیات وتغیرات اور اعرابوں کے استعمال کے صحیح مواقع کو پہچاننا انتہائی

Marfat.com

لازمی وضروری ہے۔ان چیزوں سے ناواقف انسان نہ عربی عبارت پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے۔

اعرابی شناخت ہی کے لئے علم نحو کو وضع کیا گیا ہے۔نحو ہی کے ذریعہ انسان کو عربی بولنے،عبارت پڑھنے اور عربی کلام کو سمجھنے کی لیاقت وصلاحیت حاصل ہوتی ہے اور علم نحو کے بغیر اسی قسم کے نتائج سامنے آتے ہیں۔جن کی مثالیں آپ نے مذکورۃ الصدر واقعات میں ملاحظہ فرمائیں۔

بہت سے ائمہ نحو اپنی ابتدائی حیات میں علم نحو سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے مگر جب علم نحو سے غفلت کے سبب ان کو اس طرح کے نتائج کا شکار ہو کر اہل علم کے سامنے ندامت اٹھانا پڑی تو وہ اس علم کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور پھر اس میں ایسی مہارت تامہ حاصل کی کہ آسمان نحو کے آفتاب وماہتاب بن کر مرجع نحات وادبا ہو گئے۔

چنانچہ نحات بصرہ کے امام سیبویہ ابتداءً فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔اس وقت تک انھیں علم نحو کی طرف کوئی رغبت وتوجہ نہ تھی۔وہ اس زمانہ میں مشہور محدث حضرت حماد بن سلمہ کے مستملی بھی تھے۔ایک روز کسی حدیث کی روایت کرتے ہوئے حضرت حماد نے " لیس ابا الدرداء " املا کیا۔سیبویہ نے " لیس ابو الدرداء " پڑھا،اس پر حضرت حماد نے باآواز بلند کہا: سیبویہ تم غلطی کر رہے ہو " لیس ابا الدرداء " کہو،کیونکہ یہ استثنا ہے۔اس غلطی سے سیبویہ نہایت منفعل ہوئے اور اسی وقت اپنے دل میں یہ عہد کر لیا کہ اب میں وہ علم ضرور سیکھوں گا جو ایسی غلطیوں کے ارتکاب سے میری حفاظت کرے اور اس کے ذریعہ میری زبان ایسی درست ہو جائے کہ پھر کوئی شخص کسی قسم کی خامی اس میں نہ نکال سکے۔

یہی احساس وعزم انہیں تحصیل علم نحو کے لئے خلیل وغیرہ اساتذہ نحو کی درسگاہوں میں لے گیا جہاں انہوں نے اس علم کے اصول وفروع سیکھ کر اس میں ایسی مہارت وقابلیت حاصل کی کہ نحات بصرہ کے امام اور مرجع خواص وعوام بن گئے،اور نحو نے جو شاندار ترقی اور عظیم وسعت حاصل کی وہ انہیں کی تحقیق کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح کوفی نحویوں کے پیشوا کسائی بھی ابتدا میں نحو سے کوئی شغف نہیں رکھتے تھے، بلکہ مکمل طور پر علم قرأت کی خدمت میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس فن میں ایسا اعلیٰ مقام حاصل کیا

Marfat.com

تھا کہ صاحب مذہب اور امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ ایک روز کہیں جا رہے تھے، طویل مسافت طے کی، چلتے چلتے تھک گئے، چند ذی علم شناسا حضرات کو بیٹھے ہوئے دیکھا یہ بھی ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے، چونکہ سفر کی تھکن سے طبیعت بوجھل تھی، اس لئے تھکاوٹ کا اظہار کرنے کے لئے کہا ''قد عییت'' یہ حضرات ارباب فضل وکمال اور عربی زبان کے ماہر تھے، کسائی کا یہ جملہ سن کر چہروں پر ناگواری کے تاثرات پیدا ہو گئے اور کسائی سے کہنے لگے کہ تم عربی زبان میں ایسا کھلا ہوالحن کرتے ہو، تم پر ہماری صحبت کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا، کسائی نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ اس جملہ میں کیا لحن ہوا؟ ان لوگوں نے بتایا کہ اگر تمہارا مقصود اظہار کسل کرنا تھا تو ''اعییت'' کہنا چاہیے تھا۔ اور اگر انقطاع حیلہ یا اور کسی امر میں تحیر کا اظہار مقصود تھا تو ''عییت'' بتخفیف کہنا چاہیے تھا۔ کسائی کو اپنی اس کم علمی پر سخت ندامت ہوئی اور اس مجلس سے یہ عزم کر کے اٹھے کہ اب علم نحو ولغت میں ایسی مہارت حاصل کروں گا کہ یہ لوگ بھی ان علوم میں میرے تفوق و برتری کے قائل ہو جائیں۔ اس کے بعد مختلف اساتذہ کی بارگاہوں میں حاضر ہو کر ایسی استعداد بہم پہونچائی کہ آج بھی زمانہ انھیں ائمہ نحو میں شمار کرتا ہے۔

ان تمام شواہد کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ علم نحو کی معرفت کے بغیر عربی زبان اور علوم عربیہ کا حصول قطعا ناممکن ہے اور کوئی ذی ہوش انسان اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کرسکتا کہ جب تک علوم عربیہ پر عبور حاصل نہ ہو اس وقت تک قرآن وحدیث کے معانی ومطالب تک رسائی میسر نہیں ہوسکتی اور نہ دیگر علوم شرعیہ کا حصول ہوسکتا ہے۔ لہذا قرآن وحدیث اور دیگر علوم شرعیہ کی تحصیل کے لئے علم نحو کو بنیادی واساسی حیثیت حاصل ہوئی۔

انسان کی تمام تر دنیوی واخروی سعادات وترقیات اور فلاح ونجاح قرآن وحدیث کے علم پر موقوف ہے، لہذا جو علم قرآن وحدیث کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے نہ صرف ممد ومعاون بلکہ مدار وموقوف علیہ ہو وہ کس قدر اہم اور باعظمت ہوگا، اسی سے علم نحو کے شرف وعظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پھر یہ ایک ایسا علم ہے جس کے اصول وقواعد دیگر علوم کے مسائل کی جانب بھی ہدایت ورہنمائی کرتے ہیں اور ان پر قیاس کر کے ایک ماہر فن دقیق النظر انسان دوسرے علم کے احکام کا بھی استخراج کر لیتا ہے۔ چنانچہ امام نحو فرا کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک علم میں مہارت حاصل کر لینے سے دوسرے علوم میں بھی رہنمائی حاصل ہو

Marfat.com

جاتی ہے، اس پر حضرت امام محمد رضی اللہ تعالے عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم علم نحو میں کامل مہارت رکھتے ہو، اپنے علم کی روشنی میں بتاؤ کہ اگر کسی شخص کو نماز میں سہو ہو جائے اور جب وہ سجدۂ سہو ادا کرے تو سجدہ سہو کے دوران پھر سہو ہو جائے تو اس پر دوبارہ سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ امام فرا نے جواب دیا کہ اس کے لئے وہی سجدۂ سہو کافی ہے دوبارہ سجدۂ سہو واجب نہیں ہوگا۔ امام محمد نے دریافت فرمایا کہ تم نے علم نحو کے کس اصول سے اس مسئلہ کا استخراج کیا؟ فرا نے جواب دیا کہ " المصغر لا یصغر " تصغیر کی تصغیر نہیں آتی۔ اس قاعدہ پر قیاس کر کے میں نے یہ مسئلہ معلوم کرلیا۔

ان ذاتی فضائل کے علاوہ علم نحو کو نسبتی عظمت بھی حاصل ہے کہ اس کی تاسیس وایجاد امیر المومنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم جیسی عظیم المرتبت جلیل القدر شخصیت نے فرمائی ہے جو سرور کونین ﷺ کے داماد اور مدینۃ العلم ہیں، اس نسبت کے اعتبار سے بھی یہ علم دیگر علوم کے درمیان خصوصی عظمت واہمیت کا حامل ہے۔

صاحب درایۃ النحو علم نحو کی عظمت واہمیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

واذا کان الغرض من النحو والفائدة منه هو العصمة عن الخطاء فی کلام العرب والاعتماد منه علی فهم نظم القرآن والحدیث والفقه وبه یتیسر الارتقاء الی علم البیان ویحصل الاقتدار علی البینات والتقوی علی التاویلات فکان اشرف العلوم لان شرف العلوم بشرف المعلوم منه وغایته اقرب العربیة فائدة وارجحها معیارا واسناها عظمة ومقدارا ،،

چونکہ علم نحو کی غرض اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ کلام عرب میں خطا سے حفاظت ہو اور اس سے نظم قرآن اور حدیث وفقہ سمجھنے میں سہارا ملتا ہے، علم بیان کی طرف ارتقاء آسان ہو جاتا ہے، دلائل پر قدرت اور تاویلات کی قوت حاصل ہوتی ہے، اس لئے یہ علم سارے علوم میں اشرف ہے، کیونکہ علم کا شرف اسکے معلوم اور اسکی غایت کے شرف سے ہوتا ہے، نیز یہ علم فائدہ کے اعتبار سے علوم عربیہ میں سب سے زیادہ نافع، معیار کے اعتبار سے سب سے زیادہ راجح، اور عظمت ومرتبہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلند ہے۔

Marfat.com

بارگاہ رسالت میں نحو واہل نحو کا مقام

مفتاح السعادہ میں روایت کیا گیا ہے کہ ابوبکر بن مجاہد مقری نے بیان کیا کہ ایک بار ابو العباس ثعلب نحوی نے مجھ سے نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ کہا کہ اے ابوبکر! علمائے قرآن علوم قرآنیہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ محدثین نے زندگی بھر احادیث کریمہ کی خدمت واشاعت کی۔ اور فقہا نے مسائل شریعت کی ترتیب وتدوین کی اور دین حنیف کی عظیم خدمت انجام دی۔ یہ سب حضرات فائز المرام ہوئے، مگر ہم ساری زندگی علم نحو میں مشغول رہ کر زید وعمر وہی کرتے رہے، نہ جانے ہمارا کیا انجام ہوگا؟ ابوبکر کہتے ہیں کہ میں جب گھر آکر رات کو سویا تو اسی شب خواب میں مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر! ابوالعباس کو میرا سلام پہونچا کر کہنا کہ سرکار نے فرمایا ہے:

انت صاحب العلم المستطیل۔ تم دراز علم والے ہو

اخبار نحات میں محمد ابن حمدان سے روایت ہے کہ ایک شخص امام نحو کسائی کی غیبت کیا کرتا تھا، میں نے اسے ہر چند سمجھایا مگر وہ اپنی ناشائستہ حرکت سے باز نہیں آیا اور اپنی محفلوں میں کسائی کی غیبت کرتا رہا، چند ایام کے بعد اس شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ میں نے کسائی کو خواب میں دیکھا ہے، انکی شکل نہایت ہی حسین تھی، میں نے ان سے ان کی سرگذشت پوچھی، انہوں نے بتایا کہ خداوند کریم نے قرآن کے طفیل مجھے بخش دیا، اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ عالم آخرت میں آکر مجھے سرور کونین ﷺ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، سرکار نے فرمایا کہ پڑھو، میں نے عرض کیا: کیا پڑھوں؟ فرمایا:

والصافات صفاً. فالزاجرات زجراً. فالتالیات ذکرا. ان الھکم لواحد.

میں نے تعمیل حکم کی، نہایت مسرور ہوئے اور میرے بازو پر اپنا دست پاک مار کر فرمایا کہ قیامت کے دن ہم فرشتوں کے مجمع میں تم پر فخر کریں گے۔

Marfat.com

علم نحو کی شرعی حیثیت

علوم کی شرعی حیثیت متعین کرنے کے لئے بنیادی اصول یہ ہے کہ جو علم تحصیل فرض کے لئے ذریعہ ووسیلہ بنتا ہے اس کا حاصل کرنا فرض ہوتا ہے، اور جو علم تحصیل واجب کا ذریعہ بنتا ہے اس کا حاصل کرنا واجب ہوتا ہے، اسی طرح جو علم سنت یا مستحب کی تحصیل کا ذریعہ بنے اس کا حاصل کرنا سنت یا مستحب ہوتا ہے۔

چنانچہ تلمیذ صاحب ہدایہ حضرت علامہ شیخ برہان الدین زرلوجی ''تعلیم المتعلم'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

ما يتوسل به الى اقامة الفرض يكون فرضا وما يتوسل به الى اقامة الواجب يكون واجبا۔

جس علم کو فرض قائم کرنے کا وسیلہ بنایا جائے وہ فرض ہوتا ہے اور جس کو اقامت واجب کا ذریعہ بنایا جائے وہ واجب ہوتا ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ وغیرہ علوم شرعیہ کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے جیسا کہ حضرت علامہ شیخ محمد آفندی رومی علیہ الرحمہ ''الطریقۃ المحمدیہ'' میں فرماتے ہیں:

الصنف الثانی فروض الكفايه وهو ما يتعلق بحال غير اعنى الفقه كله والتفسير والحديث والاصول والقرآة۔

علوم کی دوسری قسم وہ ہے جس کی تحصیل فرض کفایہ ہے اور یہ وہ علوم ہیں جو غیر کے حال سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی پورا فقہ، تفسیر، حدیث، کلام، اصول فقہ، قرأت۔

اور گذشتہ مضمون میں ہم نے تفصیلی طور پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ علم نحو علوم شرعیہ کے لئے نہ صرف ذریعہ ووسیلہ ہے بلکہ ان کی تحصیل سراسر علم نحو پر موقوف ہے۔ لہذا جب وہ علوم شرعیہ جن کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، علم نحو پر موقوف ہیں تو مندرجہ بالا اصول کی روشنی میں علم نحو کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہوا، کیونکہ وہ فروض کفایہ کی تحصیل کا وسیلہ ومدار ہے۔

حضرت علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالے علیہ نے ''الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ'' میں علوم عربیہ کی حیثیت بیان کرتے ہوئے ان کو بارہ علوم میں تقسیم کیا ہے جن میں پہلا

Marfat.com

مقام علم نحو کو دیا ہے، اور مندرجہ بالا اصول کی روشنی میں ان سارے علوم عربیہ کو فرض کفایہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں:

(والذی یقتضیه الاصل) المقرر عند العلماء (اعنی) ای اقصد با لاصل (ان ما) ای الذی (یتو سل به الی) تحصیل (الفرض) من ای نوع کا ن من انو اع العبا دا ت فهو (فرض وکذلك فی الوا جب) ما یتو سل به الیه فهو وا جب (وغیره) ای الامر المسنو ن والمستحب فما یتو سل به الیهما فحکمه کحکمهما (کو نها) ای علو م العر بیة (فر ض کفا یة لا ن العلو م الشرعیة) المتر جمة من قبل الشا رع الذی هو النبی العربی ﷺ (متوقفة علیها) فلا تفهم الابها۔

علما کے نزدیک ثابت شدہ یہ اصول کہ جو علم انواع عبادات میں سے کسی بھی نوع کی فرض عبادت کا ذریعہ بنے وہ فرض ہے، ایسے ہی جو علم واجب، سنت، مستحب کے لئے وسیلہ بنایا جائے وہ علی الترتیب واجب، سنت، مستحب ہے۔ علوم عربیہ کے فرض کفایہ ہونے کا متقاضی ہے، کیونکہ علوم شرعیہ جو شارع کی جانب سے عطا فرمائے ہوئے ہیں انہیں علوم عربیہ پر موقوف ہیں اور ان کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے ہیں۔

نیز صاحب مدینۃ العلوم اور صاحب مفتاح السعادہ نے بھی تصریح کی ہے کہ علم نحو کا حاصل کرنا فروض کفایہ میں سے ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے استدلال کرنے میں اس کی احتیاج واقع ہوتی ہے۔ بعض فقہائے کرام نے تعلیم علم نحو کو صراحۃ واجب بھی قرار دیا ہے۔

چنانچہ علامہ شامی ارشاد فرماتے ہیں:

قد نکو ن البد عة وا جبة کنصب الادلة لرد علی اهل الفرق الضا لة و تعلم النحو المفهم للکتا ب و السنة۔

کبھی بدعت واجب ہوتی ہے جیسے کہ گمراہ فرقوں کے رد کے لئے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث کے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''اشعۃ اللمعات'' میں تحریر فرماتے

Marfat.com

ہیں:

"بعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلیم وتعلم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات و احادیث حاصل گردد۔

بعض بدعتیں ایسی ہیں جو واجب ہیں جیسے کہ علم نحو وصرف کا سیکھنا وسکھانا۔ کیونکہ ان سے آیات واحادیث کے مفاہیم کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

صاحب درایۃ النحو کہتے ہیں:

وکان تعلمه و تعلیمه من الواجبات۔

علم نحو کا سیکھنا سکھانا واجبات میں سے ہے۔

علامہ شامی اور محدث دہلوی کے مندرجہ بالا ارشادات میں تحصیل نحو وصرف کو واجب بتانے کے ساتھ ساتھ ان کو بدعت بھی قرار دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر بدعت پر حرمت وعدم جواز کا حکم لگانا سراسر غلط اور اصول شریعت کے منافی ہے، کیونکہ جب بعض بدعتیں واجب بھی ہوتی ہیں پھر ہر بدعت حرام وناجائز کس طرح ہو سکتی ہے؟

اس طرح ان اقوال طیبہ سے دیوبندیوں وغیرہ فرق باطلہ کا وضاحۃ رد ہو جاتا ہے جو ہر بدعت پر حرمت وضلالت کا حکم لگا کر میلاد وفاتحہ وغیرہ مراسم اہل سنت کو حرام وناجائز قرار دیتے ہیں۔ اور بجا طور پر یہ جماعتیں اس سوال کی زد میں آجاتی ہیں کہ جب احناف فقہاء ومحدثین نے علم نحو وصرف کی تعلیم وتعلم کو بدعت قرار دیا ہے اور ان کے نزدیک ہر بدعت حرام وگمراہی ہے تو انکے مدارس میں نحو وصرف کی تعلیم کیوں رائج ہے؟۔

علم نحو کے مآخذ

ایجاد نحو کا سبب، کے عنوان کے تحت ہم نے اس امر کی مکمل وضاحت کی ہے کہ جب عربی زبان میں لسانی خامیوں کی وجہ سے فساد واقع ہونے لگا تو عربوں کو اپنی زبان کے تحفظ کی فکر پیدا ہوئی اور انہوں نے اس مقصد کے لئے علم نحو کی ایجاد وتدوین کی، عربی زبان میں یہ فساد عجمیوں کے اختلاط کی بنا پر پیدا ہوا تھا، ورنہ اس سے پہلے عربوں کی زبان انتہائی فصیح اور اغلاط سے پاک تھی جو نثری وشعری صورت میں سینہ بسینہ منتقل ہوتی ہوئی بعد کے لوگوں تک پہونچی۔

Marfat.com

مگر عربی ادب کے راویوں نے نثر کی جانب کچھ زیادہ توجہ نہیں کی، اس سے اس دور کی نثر کا صرف وہ حصہ محفوظ رہا جو اپنی موزونیت ونفاست یا ایجاز و بلاغت کی وجہ سے زبان زد خاص وعام ہو گیا تھا۔ جیسے ضرب الامثال، حکیمانہ مقولے، وصایا، خطبات۔

ہاں اہل عرب میں شاعری کا بہت چرچا تھا، وہ کثرت سے اشعار کہتے اور بہت اہتمام وتوجہ کے ساتھ ان کو محفوظ رکھتے تھے، ہر شاعر کے ساتھ ایک راوی لگا رہتا جو اس کے اشعار کو عوام میں مشتہر کرتا تھا، میلوں اور بازاروں میں مشاعرے منعقد کئے جاتے تھے جہاں مختلف قبائل کے لوگوں کا کثیر اجتماع ہوتا تھا اور مقبولیت حاصل کرنے والے اشعار سارے عرب میں پھیل جاتے تھے، پھر سینہ بسینہ ان کی منتقلی عمل میں آتی رہتی تھی۔ اس طرح ان کی شاعری اتنی کثیر تعداد میں محفوظ ہو کر بعد کے لوگوں تک پہونچی جس کو یکجا کرنا بھی انتہائی مشکل ہے۔

اس دور کی شاعری، ضرب الامثال، حکیمانہ مقولہ جات، وصایا اور خطبات کا محفوظ شدہ ذخیرہ ہر قسم کی لسانی خامیوں اور غلطیوں سے مبرا تھا، اسی ذخیرہ کی زبان کو نمونہ بنا کر اور اس کی تراکیب اور الفاظ کے طریق استعمال کو سامنے رکھ کر اہل نحو نے قواعد نحویہ کی ترتیب کی۔

اس کے علاوہ انکے سامنے عربی زبان کا شاہکار قرآن پاک بھی تھا جسکی فصاحت وبلاغت اور نفاست وموزونیت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر تھی۔ اس کی پاکیزہ زبان بھی نحو کی تشکیل میں بہت بڑی معاون بنی۔

پھر عجمیوں کے اختلاط سے پیدا ہونے والے لسانی امراض کا دائرہ صرف بڑے بڑے شہروں تک محدود تھا، دیہات تک ان کا اثر نہیں پہونچا تھا، دیہاتیوں میں ابھی تک خالص زبان معروف تھی، لہذا دیہات کی موجودہ زبان سے بھی قواعد اخذ کیے گئے۔

چنانچہ کسائی کے بارے میں منقول ہے کہ انھوں نے ایک بار اپنے استاذ خلیل سے دریافت کیا کہ آپ نے علم نحو کس سے حاصل کیا؟ خلیل نے جواب دیا کہ حجاز، نجد، تہامہ کے صحراؤں میں رہنے والے اعرابیوں سے۔

کسائی نے اپنے استاذ کا یہ جواب سن کر عزم کر لیا کہ مجھے بھی اعرابیوں سے ہی اس فن کی تکمیل کرنا ہے، چنانچہ بصرہ کو خیر باد کہا اور دیہات میں گھوم پھر کر اقوال اعراب جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور انکا اتنا بڑا ذخیرہ فراہم کیا کہ پندرہ شیشے سیاہی کے صرف ہو گئے، اس طرح

Marfat.com

مدونین نحو نے تین چیزوں کو نحو کا ماخذ بنایا۔

(۱) قرآن کریم۔

(۲) پچھلے عربوں کی زبان کا محفوظ شدہ سرمایہ جو اشعار، ضرب الامثال، حکیمانہ مقولے، وصایا اور خطبات پر مشتمل ہے۔

(۳) اپنے دور کے خالص اعراب کی زبان جو عجمیوں کے اختلاط کے اثرات سے محفوظ تھی۔

انھیں تینوں ماخذوں سے نحوی قوانین اخذ کئے گئے اور آج تک کتب نحو میں قواعد نحویہ کی تائید واثبات کے لئے انہیں سے دلائل فراہم کئے جاتے ہیں۔ یہاں اس امر کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ علم نحو وغیرہ علوم عربیہ کا ماخذ تمام اہل عرب کی زبان کو نہیں بنایا گیا، بلکہ اس سلسلہ میں انہیں قبائل کی زبان کو قابل اعتماد سمجھا گیا ہے جو حجاز و نجد کے درمیانی علاقوں میں رہتے تھے اور غیر عربی لوگوں سے انکا اختلاط نہیں تھا جس کی وجہ سے ان کی زبان خالص اور عجمی اثرات سے پاک تھی۔

ایسے قبائل میں ہذیل، کنانہ، قیس، غیلان اور بعض بنو تمیم زیادہ مشہور ہیں۔ لیکن عرب کے وہ قبائل جو عجم کی سرحدوں پر آباد تھے، جیسے حمیر، ہمدان، خولان، جن کی آبادی حبشہ سے ملی ہوئی تھی، طی اور غسان جو روم و شام کے پڑوسی تھے، اور عبدالقیس جو اہل جزیرہ و فارس کے ہمسایہ تھے اس قسم کے قبائل کی زبان کو ادبی علوم کے لئے قابل استناد نہیں تسلیم کیا گیا، کیونکہ ان کی زبانوں میں عجمیوں سے اختلاط کے اثرات پیدا ہو گئے تھے اور وہ فصاحت و بلاغت کے اس معیار پر باقی نہیں رہی تھی کہ خالص عربی کی نمائندگی کر سکیں اور ان سے عربی کے لسانی قواعد اخذ کئے جا سکیں۔

قال صاحب کشاف اصطلاحات الفنون واعلم ان هذه العلوم فی العربية لم تؤخذ عن العرب قاطبة بل عن الفصحاء البلغاء منهم وهم الذين لم يخالطوا غيرهم کهذيل و کنانة وبعض تميم و قيس و غيلان ومن يضاهيهم من عرب الحجاز واوساط نجد ،فاما الذين اضابوا العجم فی الاطراف فلم تعتبر لغاتهم واحوالها فی اصول هذا العلوم وهولاء کحمير و همدان وخولان

Marfat.com

والازد لمفاربتهم الحبشة والزنج وطي وغسان لمخالطتهم الروم والشام وعبدالقيس لمجاورتهم اهل الجزيرة وفارس ۔

علم نحو کی تاریخ

علم نحو کی ایجاد کب ہوئی اور اس کی ایجاد کا سہرا کس کے سر ہے؟ اس بارے میں مورخین کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ علم نحو کی وضع سب سے پہلے عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج نے کی ہے۔ بعض لوگ نصر بن عاصم کو نحو کا واضع اول بتاتے ہیں۔ ان دونوں اقوال کے مطابق علم نحو کی بنیاد عہد بنوامیہ میں پڑی۔ مگر یہ دونوں نظریے تاریخی حقائق کی روشنی میں قابل اعتماد نہیں ہیں کیوں کہ محققین طبقات نحاۃ نے ان دونوں حضرات کو حضرت ابوالاسود دئلی کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ ابوالبرکات عبدالرحمن بن محمد الانباری متوفی ۵۷۹ھ "نزہۃ الالبا فی طبقات الادباء" میں فرماتے ہیں:

واخذ عن ابی الاسود عنبسة الفیل ومیمون الاقرن و نصر بن عاصم و عبد الرحمٰن بن هرمز ویحی بن یعمر ۔

اسی طرح اخبار نحاۃ وغیرہ میں بھی ان دونوں حضرات کو حضرت ابوالاسود کے تلامذہ میں شمار کیا گیا ہے۔

پھر ان دونوں کو علم نحو کا موجد اور واضع اول قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ابوالاسود دئلی نے کوفہ و بصرہ کے گورنر زیاد بن ابیہ کی اجازت سے علم نحو کو ایجاد کیا تھا۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوالاسود دئلی نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حکم سے قواعد نحویہ کو وضع کیا۔ فاروق اعظم نے ایک اعرابی کی زبان سے "ان الله بریٔ من المشرکین ورسولُه" کے بجائے "ان الله بری من المشرکین ورسولِه" سن کر حضرت ابوالاسود کو تدوین نحو کا حکم دیا تھا۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ علم نحو کے بانی و موجد امیر المومنین سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ آپ ہی نے سب سے پہلے نحو کے چند ابتدائی اصول وضع فرمائے اور پھر آپ کے حکم سے انہیں اصول کی

Marfat.com

روشنی میں حضرت ابوالاسود دئلی نے قواعد نحو ترتیب دیئے چنانچہ " نـزهة الالبّـا فـي طبقـا ت الادبـــا" میں واضعین نحو کے بارے میں مندرجہ بالا اقوال نقل کرنے کے بعد عبدالرحمن انباری فرماتے ہیں:

والـصـحيح ان اول من وضع النحو على ابن ابى طا لب رضى الله عنه لان الـروا يـا ت كـلهـا تسند الى ابى الاسود وابو الا سود يسند الى على فا نه روى عن ابى الاسود انه سئل هذا النحو فقا ل لقفت حدو ده من على ابن ابى طا لب ،

صحیح یہ ہے کہ جس نے سب سے پہلے نحو کی وضع کی وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ ساری روایات کی نسبت حضرت ابوالاسود کی طرف کی جاتی ہے، اور ابوالاسود حضرت علی کی جانب نسبت کرتے ہیں، چنانچہ ابوالاسود سے روایت ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کو یہ نحو کہاں سے حاصل ہوا؟ تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کے حدود حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حاصل کئے۔

اکثر مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے اور یہی محققین کا مسلک ہے کہ نحو کے اولین موجد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں، آپ ہی سے اخذ کر کے ابوالاسود نے قواعد نحو کو مرتب کیا ہے۔

چنانچہ ابوعبید بن معمر بن المثنی فرماتے ہیں:

اخذ ابو الاسو د الدئلى النحو عن على بن ابى طا لب رضى الله تعالىٰ عنه

ابوالاسود دئلی نے نحو کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔

ابوحاتم بجستانی حکایت کرتے ہیں:

ولـد ابـو الاسود الدئلى فى الجا هلية واخذ النحو عن على بن ابى طا لب رضى الله تعالىٰ عنه

ابوالاسود دور جاہلیت میں پیدا ہوئے اور انھوں نے علم نحو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔

مفتاح السعادہ میں ہے:

فعلم من هذه الروا يا ت ان اول من وضع النحو ابوا لاسود اخذه عن على بن ابى طا لب كر م الله تعالىٰ وجهه

Marfat.com

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ابوالاسود نے علم نحو کی وضع کی اور اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کیا۔

ابن خلدون کہتے ہیں:

اول من کتب فیها ابو الاسود الدئلی من بنی کنانة ویقال باشارة علی رضی الله تعالیٰ عنه،

جس نے سب سے پہلے صناعت نحو میں لکھا وہ ابوالاسود دئلی ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ انھوں نے حضرت علی کے اشارہ سے یہ کام کیا۔

ثمرات الحیوۃ فی طبقات النحاۃ میں ہے:

اول من وضع النحو باب مدینة العلم الذی طلعت کلماته البلیغة فی المشارق والمغارب طلوع النجم فی الغیاهب علی بن ابی طالب کرم الله تعالیٰ وجهه الکریم۔

جنھوں نے سب سے پہلے نحو کی بنیاد ڈالی وہ باب مدینۃ العلم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں جن کے کلمات بلیغہ مشارق ومغارب میں اس طرح روشن ہیں جیسے تاریکیوں میں ستارے روشن ہوتے ہیں۔

المسالک البہیۃ میں ہے:

وواضع آن ابوالاسود دئلی است کہ بامر جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ این علم را وضع نمود وازیں جا است کہ ہرگاہ جناب ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسم وفعل وحرف وقدرے از اعراب بدو آموختہ فرمودند: انح هذا النحو یا ابا الاسود، مسمی بنحو گردید۔

علم نحو کے واضع ابوالاسود دئلی ہیں کہ انہوں نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے حکم سے اس علم کو وضع کیا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں اسم وفعل وحرف اور کچھ اعراب سکھائے تو فرمایا: انح هذا النحو یا ابا الاسود" اس وجہ سے اس علم کا نام نحو ہوا۔

''درایۃ النحو شرح ہدایۃ النحو'' اور ''اخبار نحات'' وغیرہ میں بھی اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے۔

ان تمام باتوں سے واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ قابل اعتماد اور مشہور قول یہی ہے۔

Marfat.com

کہ علم نحو کے بانی و موسس امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔ آپ نے نحو کے قواعد حضرت ابوالاسود کو تعلیم فرمائے اور آپ ہی کی رہنمائی میں انھوں نے نحوی قواعد کی وضع و ترتیب کی۔

چنانچہ صاحب ''ثمرات الحیوۃ'' اس موقف کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وذلك مشهور بحيث لا يكون للانكار سبيل اليه ولا يسوغ الاعتماد الاعليه۔

یہ اتنا مشہور ہے کہ نہ اس کے انکار کا کوئی راستہ ہے اور نہ اس کے سوا کسی دوسرے قول پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

مورخین اور تذکرہ نگاروں نے ایجاد نحو کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ عجمیوں کے میل جول کی وجہ سے عربی زبان میں فساد واقع ہونے کی بنا پر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تدوین نحو کا خیال پیدا ہوا، اور آپ نے ایک رقعہ پر چند ابتدائی اصول لکھ کر حضرت ابوالاسود کو عطا فرمائے اور انھیں اسی انداز پر مزید قواعد جمع کرنے کا حکم دیا، آپ کے تحریر کردہ رقعہ کا مضمون یہ تھا:

الكلام كله اسم وفعل وحرف، والاسم ما انبأ عن المسمى۔ والفعل ما انبئ به والحرف ما افاد معنى۔

ابوالاسود نے آپ کے حکم کے مطابق اصول نحو جمع کرنا شروع کر دیئے یہاں تک کہ کافی مجموعہ تیار ہو گیا۔ حضرت ابولاسود تفصیلی طور پر اس ماجرے کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

دخلت على امير المومنين على ابن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنه فوجدت فى يده رقعة فقلت ما هذه يا امير المومنين فقال انى تاملت كلام العرب فوجدته قد فسد بمخالطة هذه الحمراء يعنى الاعاجم فاردت ان اضع شيئا يرجعون اليه ويعتمدون عليه ثم القى الى الرقعة وفيها مكتوب الكلام كله اسم وفعل وحرف فالاسم ما انباء عن المسمى والفعل ما انبئى به والحرف ما افاد معنى وقال انح هذاالنحو واضف اليه ما وقع اليك۔

Marfat.com

میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس آیا تو میں نے آپ کے دست مبارک میں ایک رقعہ پایا، میں نے پوچھا امیر المومنین! یہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے کلام عرب میں غور کیا تو محسوس کیا کہ اس میں عجمیوں کے میل جول کی وجہ سے فساد واقع ہونے لگا ہے، لہذا میں نے سوچا کہ کچھ ایسے اصول وضع کردوں جن کی طرف لوگ رجوع کریں اور ان پر اعتماد کریں، پھر آپ نے وہ رقعہ مجھے عطا فرمایا جس میں لکھا ہوا تھا۔ الکلام کلہ اسم وفعل وحرف ۔ فا لا سم ما انبأ عن المسمی و الفعل ما انبئی به و الحرف ما افا د معنی ۔

اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اسی طریقہ کی پیروی کرو اور جو بات تمہارے ذہن میں آئے اس میں اضافہ کردو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حضرت ابوالاسود نے اس طرح قواعد نحو کی ترتیب شروع کردی کہ لوگوں کی گفتگو میں جو نحوی غلطی سنتے اس کی اصلاح کے لئے ایک قاعدہ وضع کردیتے۔

چنانچہ ایک بار آپ کے سامنے آپ کی بیٹی نے "ما احسنُ السماء" کہا، آپ نے جواب دیا: بنجومها ۔ اس نے کہا: میرا مقصد یہ نہیں تھا، بلکہ میرا مقصد آسمان کے حسن پر تعجب کرنا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مقصد کے لئے تمہیں " ما احسنَ السماء " کہنا چاہئے تھا۔

اس غلطی کو سنکر ابوالاسود نے باب التعجب اور باب الاستفہام کے قواعد وضع فرمائے تا کہ تعجب واستفہام کے درمیان التباس نہ ہو۔

بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ ابوالاسود نے سب سے پہلے باب تعجب ہی کو وضع کیا تھا۔

چنانچہ نزہتہ الالبا میں ہے:

واول ما رسم منه با ب التعجب ۔ سب سے پہلے باب تعجب تحریر کیا۔

المسالک البہیہ کے ضمیمہ میں ہے:

واولا باب تعجب وضع کردہ۔ پہلے باب تعجب وضع کیا۔

اسی طرح ایک بار کسی شخص کو " تو فی ابا نا و ترك بنون " یعنی فاعل کو منصوب اور مفعول بہ کو مرفوع بولتے ہوئے سنا تو باب فاعل ومفعول کے قواعد مرتب کئے۔ اسی طرح " ان

Marfat.com

اللہ بری من المشرکین و رسو لُہ" کے بجائے"ورسولہ" سن کر باب عطف تحریر کیا۔
غرض کہ اسی طرح حسب ضرورت قواعد نحو تحریر فرماتے رہے۔مگر علم نحو میں کوئی نیا باب لکھتے تھے تو اس کو اصلاح کے لئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وکنت کلما وضعت با با من ابوا ب النحو عر ضتہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

جب میں نحو کا کوئی باب وضع کرتا تھا تو اسے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتا تھا۔

جب باب" ان واخوا تہا"لکھ کر حضرت علی کی خدمت میں پیش کیا تو اس میں لکن شامل نہیں تھا، حضرت علی نے حکم دیا کہ لکن کو بھی اس باب میں شامل کیا جائے، چنانچہ آپ نے اس کو بھی اس باب میں شامل کر لیا۔اس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصلاحات و ہدایات کی رہنمائی میں حضرت ابوالاسود نے نحوی قواعد کا کافی بڑا مجموعہ تیار کر لیا جس کو دیکھ کر حضرت علی انتہائی مسرور ہوئے اور فرمایا:

ما احسن ھذا النحو الذی قد نحو ت ۔

آپ کے اسی ارشاد کی وجہ سے اس علم کا نام "علم نحو" رکھا گیا۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ابوالاسود نے صرف باب تعجب اور باب فاعل ومفعول وضع کیا تھا، دیگر قواعد نحو ابو عمرو عیسٰی بن عمر ثقفی نے اضافہ کئے جیسا کہ "المسالک البہیہ" کے ضمیمہ میں ہے:

گویند ابوالاسود غیر از باب فاعل ومفعول و باب تعجب ہم دو قول دیگر از نحو وضع نہ کردہ و عیسٰی بن عمر ابواب دیگر بر آں افزودہ۔

کہتے ہیں کہ ابوالاسود نے باب فاعل ومفعول اور باب تعجب کے علاوہ دوسرے دو قول بھی نحو کے وضع نہیں کیے بلکہ عیسی بن عمر نے دوسرے ابواب کا اضافہ کیا۔

اس قول کے مطابق مندرجہ بالا تین ابواب کے علاوہ دیگر ابواب نحو کے واضع حضرت عیسی بن عمر قرار پاتے ہیں۔

یہ خیال تاریخی حقائق اور محققین کی تحقیق کے سراسر خلاف ہے، کیونکہ مورخین نحو نے

Marfat.com

اس امر کی صراحت کی ہے کہ حضرت ابوالاسود نے قواعد نحو کا جو مجموعہ بارگاہ شیر خدا میں پیش کیا تھا وہ لسانی ضروریات کے لئے کافی تھا جیسا کہ ''نزہتہ الالبا'' میں حضرت ابوالاسود سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

الی ان حصلت ما فیه الکفایة۔

میں نے اتنے قواعد جمع کر لئے جو ضرورت کے لئے کافی تھے۔

اس کے علاوہ طبقات نحاۃ پر مشتمل کتابوں میں ابوعمر وعیسی بن عمر ثقفی کو نحاۃ کے طبقۂ ثانیہ میں شمار کیا گیا ہے، جبکہ طبقہ اولیٰ میں ایسے لوگوں کو داخل کیا گیا ہے جنہوں نے بلا واسطہ حضرت ابوالاسود سے علم نحو حاصل کیا، اگر باب تعجب اور باب فاعل ومفعول کے علاوہ دیگر ابواب نحو حضرت عیسی بن عمر ثقفی نے وضع کئے ہوتے تو ان کا شمار طبقہ ثانیہ کے بجائے واضعین نحو میں ہونا چاہئے تھا۔

لہذا قابل اعتماد اور صحیح یہی ہے کہ واضع علم نحو حضرت ابوالاسود دئلی ہی ہیں۔

حضرت ابوالاسود کے بعد ان کے تلامذہ نے اس فن کی تدوین واشاعت میں بھرپور کوشش کیں اور درجہ بدرجہ اسے ترقی کی منزلوں تک پہونچایا۔ پھر یحیی بن عمر کے شاگرد عبداللہ بن ابی اسحاق حضرمی متوفی ۱۱۷ھ نے نحو کے اسباب وعلل بیان کئے۔

علم نحو پر پہلی کتاب لکھنے کا شرف ابوعمر وعیسی بن عمر ثقفی متوفی ۱۴۹ھ کو حاصل ہوا، انھوں نے ''الاکمال'' اور ''الجامع'' نام کی دو کتابیں تحریر کیں جو نحو میں سب سے پہلی تصنیف ہیں، علم نحو کو باقاعدہ فن کی حیثیت سے ضبط کرنے کا کام ہارون بن موسی متوفی ۱۷۰ھ نے کیا۔

مسائل نحو کو ابواب کے تحت مرتب ومہذب کرنے کی خدمت سیبویہ نے انجام دی اور انہوں نے اس علم میں ایک جامع کتاب لکھی جس میں پہلی بار نحوی قوانین کو ابواب کے تحت مرتب کیا گیا۔

اس کتاب کو لوگوں کی نظر میں وہ مقام واحترام حاصل ہوا کہ انھوں نے اس کا نام ہی ''الکتاب'' رکھدیا اور بعد کے تمام نحویوں کا ماخذ یہی کتاب بنی۔

سیبویہ کے دور میں نحویوں کے اندر بصری، کوفی، دو مختلف مکتب فکر پیدا ہو گئے اور دونوں فریقوں کی جانب سے اپنے مذہب کے اثبات اور دوسرے کے ابطال میں کثرت سے

Marfat.com

دلائل و براہین پیش کیے جانے لگے جس سے علم نحو نے انتہائی طوالت و وسعت اختیار کر لی۔

جب بغداد اور اندلس کو عروج حاصل ہوا اور یہ دونوں مقامات مرجع علماء و فضلاء اور مرکز علوم و فنون بن گئے تو یہاں کے علمائے ادب نے بصری و کوفی مذاہب کو خلط ملط کر کے نئے مذاہب کی داغ بیل ڈالی جو بغدادی اور اندلسی کہلائے، مگر یہ مذاہب اپنے تخصصات و خصوصیات کے ساتھ دیر پا وجود اور دائمی رواج و شہرت حاصل نہ کر سکے۔

متاخرین نے بصریوں کے مذہب کو اختیار کر کے رواج دیا اور متعلمین کی مشکلات کو مد نظر رکھ کر اختصار پسندی کی راہ اپنائی اور ایجاز و اختصار کے ساتھ نحوی قواعد و مسائل ترتیب دیئے

بعض نحاۃ نے علم نحو میں منطقی انداز استدلال اختیار کیا اور ایسے فلسفیانہ علل و اسباب اور قیاسات و دلائل استخراج کیے جس سے علم نحو ایک فلسفیانہ علم بن گیا۔

علم نحو کی تقریباً پونے چودہ سو سالہ تاریخ میں عالم اسلام اور ملت اسلامیہ کو قسم قسم کے حالات اور طرح طرح کی آزمائشوں سے گذرنا پڑا، مگر اس علم سے علماء کی دلچسپی ہر دور میں بر قرار رہی، ہر زمانے کے ارباب علم و فضل نے اس کی ترقی و اشاعت میں بھرپور حصہ لیا اور ہر قسم کے حالات میں علم نحو مسلسل عروج و ارتقاء کی منزلیں طے کرتا رہا۔

مختلف ادوار میں علم نحو کی مرحلہ وار ترقی کی اجمالی تاریخ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

عہد بنو امیہ ۴۱ھ تا ۱۳۲ھ

گذشتہ مضمون سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو گئی کہ علم نحو کی بنیاد امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے مقدس ہاتھوں سے خلافت راشدہ کے مبارک زمانے میں پڑ چکی تھی، خلافت راشدہ کے بعد جب بنو امیہ کا زمانہ شروع ہوا تو عربوں کا حال یہ تھا کہ ان میں اگرچہ علمی شوق کا جذبہ تو پیدا ہو چکا تھا مگر ابھی تک ان کی طبیعتیں علوم کیلئے پوری طرح تیار نہیں ہوئی تھیں، بلکہ مخلصانہ دینی جذبات روز افزوں فتوحات کی مشغولیات اور ذہنوں میں راسخ ادبی رجحانات نے ان کی تمام تر توجہات کو اپنی جانب مشغول کر رکھا تھا، اور انھوں نے صرف ان علوم پر قناعت کر رکھی تھی جو انھیں اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں حاصل ہوئے تھے، اور جنہیں وہ اشد ضروری خیال کرتے تھے، جیسے طب اور نجوم وغیرہ، لیکن جیسے جیسے عجمی حدود میں اشاعت

Marfat.com

اسلام اور سلطنت اسلامی کا دائرہ وسیع ہوتا گیا عجمیوں کے اختلاط سے عربی زبان میں فساد واقع ہونے لگے اور روز بروز نئی نئی لسانی غلطیاں سامنے آنے لگیں جس کی وجہ سے نحو کی ضرورت بھی زیادہ شدید ہوگئی، اس لئے اس دور کے ارباب علم وفضل نے علم نحو کی نشر واشاعت اور ترتیب و تدوین کی جانب بھرپور توجہ کی، اگرچہ علم نحو کو کامل ترقی اور پورا عروج عباسی دور میں حاصل ہوا مگر عہد بنو امیہ میں بھی اس کی ترقی کے لئے برابر کام ہوتا رہا، اسی دور میں عیسی بن محمد ثقفی نے نحو کی سب سے پہلی کتابیں تصنیف کیں۔ اس دور کے بعض مشاہیر نحات یہ ہیں:

(۱) ابوالاسود دئلی

ان کا اصل نام ظالم بن عمرو ہے، بنو کنانہ کے ایک قبیلہ دئل کی نسبت سے دئلی کہلاتے ہیں، کوفہ میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں نشو ونما پائی اور وہیں انتقال ہوا، انھوں نے علم نحو کی تاسیس اگرچہ خلافت راشدہ کے دور میں کی تھی جس کی تفصیل پہلے گذر چکی، مگر تقریبا اٹھائیس سال دور بنی امیہ میں علم نحو کی خدمت میں مصروف رہے اور ۶۹ھ میں مرض طاعون میں وفات پائی

علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب "بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة" میں حضرت ابوالاسود کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان من سادات التابعین ومن اکمل الرجال رأیا و اسدھم عقلا شیعیا شاعرا سریع الجواب ثقة فی حدیثه روی عن عمر وعلی وابن عباس وابی ذر وغیرھم۔

ابوالاسود کا شمار سادات تابعین میں ہوتا ہے، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ کامل رائے اور صاحب عقل، حضرت علی کے حمایتی، شاعر، حاضر جواب اور حدیث کی روایت میں ثقہ تھے، انھوں نے حضرت علی، عمر، ابن عباس اور حضرت ابوذر وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے۔

(۲) عنبسہ ابن معدان الفیل متوفی ۹۳ھ

انہوں نے حضرت ابوالاسود سے علم نحو حاصل کیا، ان کے والد کا نام معدان تھا، ان کے زمانہ میں حاکم بصرہ کے پاس ایک ہاتھی تھا جس کے اخراجات سے وہ پریشان رہتا تھا، معدان نے اس کو اپنے ذمہ لیا اور اس کی غذا میں بتدریج مزید اضافہ کر دیا، اس لئے لوگ ان کو معدان

Marfat.com

الفیل کہنے لگے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے عبداللہ بن عامر بن کریز کے ہاتھی کو قتل کردیا تھا جس کی وجہ سے ان کو معدان الفیل کہا جاتا ہے، عنبسہ انھیں کے صاحبزادے ہیں اور انھیں بھی ان کی نسبت سے عنبسۃ الفیل کہدیا جاتا ہے۔ عنبسہ حضرت ابوالاسود کے تلامذہ میں سب سے زیادہ باصلاحیت اور ذی استعداد تھے، ۹۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳) میمون الاقرن متوفی ۱۰۱ھ

یہ بھی حضرت ابوالاسود کے تلامذہ میں سے ہیں، بعض لوگ انھیں عنبسہ پر ترجیح دیتے ہیں اور شاگردان ابوالاسود میں سب سے فائق وافضل بتاتے ہیں، جبکہ کچھ لوگوں نے انھیں عنبسہ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقہ الحال

(۴) نصر بن عاصم لیثی متوفی ۹۸ھ

یہ قدمائے تابعین میں سے ہیں، ادب ونحو میں حضرت ابوالاسود سے نسبت تلمذ حاصل تھی، ابتداء خارجیوں کے مذہب کی جانب مائل تھے، پھر تائب ہوکر راہ حق اختیار کی۔

(۵) عبدالرحمٰن ہرمز بن الاعرج متوفی ۱۱۷ھ

کچھ لوگوں نے انہیں علم نحو کا واضع قرار دیا ہے مگر صاحب ''نزہتہ الالبا'' کے بیان کے مطابق یہ نحو میں حضرت ابوالاسود کے شاگرد ہیں، ہشام بن عبدالملک کے دور میں وفات پائی۔

(۶) ابوبحر عبداللہ بن ابی اسحاق حضرمی متوفی ۱۱۷ھ

فن قرأت اور عربیت کے امام تھے، سب سے پہلے انھیں نے نحو کے علل واسباب بیان کیے، اسی لئے انکو مبین نحو اور معلل نحو کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوالاسود کے تلامذہ یحیی بن یعمر اور نصر بن عاصم سے اکتساب علوم کیا، بعہد ہشام بن عبدالملک ۱۱۷ھ میں وفات پائی، صاحب مفتاح السعادہ نے ان کی وفات ۱۲۷ھ بیان کی ہے۔

(۷) ابوسلمان یحیی بن یعمر عدوانی متوفی ۱۲۹ھ

یہ ابوالاسود کے شاگرد تھے، تابعین میں ان کو شمار کیا جاتا ہے۔ فقہ، ادب اور نحو میں کامل

Marfat.com

مہارت رکھتے تھے، اظہار حق میں نہایت بے باک تھے۔ جس کے نتیجہ میں انھیں بارہا حجاج بن یوسف کے عتاب کا نشانہ بننا پڑا، مگر کبھی اس کے ظلم و جبر سے مرعوب نہیں ہوئے اور نہ کبھی اس کے خوف سے حق چھپانے کی کوشش کی، بلکہ اس کے سامنے ہمیشہ حق و صداقت کا برملا اعلان کیا۔
آخر حجاج نے عاجز آ کر انھیں شہر بدر کر دیا اور خراسان بھیج دیا۔ خراسان کے حاکم قتیبہ بن مسلم تھے انھوں نے یحیی کو خراسان کا قاضی بنا دیا، پھر یہ نیشاپور، مرو، ہرات کے بھی قاضی رہے اور خراسان ہی میں بعہد مروان بن محمد وفات پائی۔

(۸) عطا بن ابوالاسود متوفی ۱۳۰ھ

(۹) ابوالحارث بن ابوالاسود متوفی ۱۳۸ھ

ان کو بعض لوگوں نے ابوحرب بھی کہا ہے یہ دونوں واضع نحو حضرت ابوالاسود کے صاحبزادے اور انہیں کے شاگرد تھے۔ علوم عربیہ خصوصاً علم نحو میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔

عہد بنی عباس ۱۳۲ھ تا ۶۵۶ھ

حکومت عباسیہ کا زمانہ سلطنت اسلامیہ کا وہ زریں عہد ہے جس میں مسلمانوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں اس قدر ترقی کی جسکی مثال کسی دوسرے دور میں نظر نہیں آتی۔

فنون عربیہ اور علوم اسلامیہ کو بھی اسی دور میں کامل عروج حاصل ہوا، خلفاء و علماء نے علوم کی نشر و اشاعت، ترجمہ و تدوین کے کام میں بھرپور کوششیں کیں اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

علم نحو جس کا پودا عہد عباسی سے بہت پہلے لگایا جا چکا تھا، اس دور میں کامل نشو و نما پا کر ایک پھل دار تناور درخت بن گیا اور اس کی شاخیں اطراف عالم میں پھیل گئیں۔

ماہرین علوم و فنون نے علوم کی ترقی کے اعتبار سے عصر عباسی کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے اور ان ادوار کی تحدید مندرجہ ذیل تاریخی واقعات سے کی ہے۔

(۱) پہلا دور:

۱۳۲ھ تا ۲۳۲ھ۔ آغاز عصر بنی عصر سے المتوکل کی مسند نشینی تک۔

(۲) دوسرا دور:

Marfat.com

از ۲۳۲ھ تا ۳۳۴ھ۔ المتوکل کی خلافت سے دولت بویہ تک۔

(۳) تیسرا دور:

از ۳۳۴ھ تا ۴۴۷ھ۔ آغاز دولت بویہ سے سلاجقہ کی آمد تک۔

(۴) چوتھا دور:

از ۴۴۷ھ تا ۶۵۶ھ۔ سلاجقہ کی آمد سے ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کی تباہی تک۔

ان ادوار میں علم نحو نے عروج وارتقاء کے جو منازل طے کیے ان کی مختصر سی تفصیل دو روار ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا دور

جب خلافت عباسیہ کا آغاز ہوا تو علم نحو اپنے ارتقائی دور سے گزر رہا تھا اس کے احکام اور اصول وضوابط مرتب کئے جا رہے تھے اور اسے کتابوں میں مدون کیا جا رہا تھا۔ اساتذۂ نحو مساجد میں مجالس درس قائم کر کے دور دراز سے آنے والے تشنگان علوم کو اس فن سے روشناس کرا رہے تھے۔

بنو عباس نے مسند خلافت پر متمکن ہو کر علوم وفنون کی سرپرستی اور ترویج وترقی میں بے مثال کردار ادا کیا اور ان کے زیر سایہ دیگر علوم کی طرح علم نحو کو بھی بے پناہ عروج وارتقا حاصل ہوا۔

ابتدائے خلافت عباسیہ سے المتوکل کی مسند نشینی تک خلافت عباسیہ کا پہلا دور علم نحو کی ترقی واشاعت کا اصل زمانہ ہے۔ اکثر اصحاب مذہب ائمہ نحات اسی دور کی پیداوار ہیں اسی دور میں علم نحو کی تبویب وتہذیب کی گئی

اس زمانہ میں علمائے نحو دور دور ملکوں میں پھیل گئے، کثرت کے ساتھ نحوی تصنیفات معرض تحریر میں آئیں اور چار دانگ عالم میں نحو کی دھوم ہوگئی۔ خلفائے وقت کے درباروں میں نحوی مسائل پر مباحثے ہونے لگے اور علمی مجالس میں ان کی تنقیح وتدقیق پر مناظروں کا بازار گرم ہو گیا۔

مسائل وقواعد کو دلائل وبراہین سے آراستہ کیا گیا، اسباب وعلل بیان کئے گئے اور کلام عرب میں تحقیق وتفتیش کر کے نئے نئے مسائل کا استخراج کیا گیا۔

Marfat.com

اس طرح اس دور میں علم نحو نے نہایت ہی وسعت وہمہ گیری حاصل کرلی، اسی زمانہ میں ابو مسلم ہزا (متوفی ۱۸۷ھ) نے علم صرف کو علم نحو سے الگ کر کے ایک مستقل فن کی حیثیت عطا کی ورنہ اس سے پہلے مسائل صرف بھی علم نحو میں شامل تھے، لہذا نحو کو علم صرف سے امتیاز و تشخص بھی اسی دور میں حاصل ہوا۔

بصری وکوفی مکاتب فکر

خلافت عباسیہ کے اسی دور میں عربی ادب ونحو کے دو مشہور مکاتب فکر،، بصرہ،، اور کوفہ عالم وجود میں آئے۔

اردو ادب میں دلی اور لکھنو کے اختلافات کی جو حیثیت ہے وہی حیثیت عربی ادب میں بصری وکوفی اختلافات کی ہے۔

گذشتہ مضمون سے معلوم ہو چکا ہے کہ واضع نحو حضرت ابوالاسود دئلی بصرہ کے حاکم و والی تھے نیز معلل قوانین نحو عبداللہ بن ابی اسحٰق حضرمی، ضابط نحو ہارون بن موسی کتب نحویہ کے پہلے مصنف عیسی بن عمر ثقفی اور نحوی مسائل کو سب سے پہلے ابواب کے تحت مرتب ومہذب کرنے والے سیبویہ یہ سارے حضرات بصرہ ہی سے تعلق رکھنے والے تھے، اس طرح نحو کی ایجاد وتدوین تصنیف وترتیب اور تہذیب واشاعت میں اولیت وفضیلت کا شرف اہل بصرہ ہی کو حاصل ہوا۔ اہل بصرہ کی مساعی سے جب یہ علم بصرہ اور قرب جوار کے علاقہ میں پوری طرح سے رائج ومعروف ہوگیا تو اہل کوفہ اس کی جانب متوجہ ہوئے۔

انھوں نے اہل بصرہ سے نحو کی تعلیم حاصل کی اور جب اس کے اصول وضوابط اور رموز واسرار پر پوری طرح حاوی ہو گئے تو اس کی تعلیم وتدریس۔ تدوین وتعلیل اور شرح وتفصیل میں بصریوں کی برابری اور ان سے مقابلہ کرنے لگے جس کی وجہ سے دونوں فریقوں میں کشمکش اور باہمی آویزش کا آغاز ہوگیا۔

اہل کوفہ نے بصریوں کے اصول سے الگ کچھ نئے اصول وضوابط وضع کئے اور ان سے ایسے مسائل کا استخراج کیا جو اہل بصرہ کے مقرر کردہ قواعد کے خلاف تھے۔ بس یہیں سے اہل کوفہ کا بصریوں سے الگ ایک نیا مذہب عالم وجود میں آیا اس طرح نحو کے دو جداگانہ دبستان خیال تیار ہو گئے۔ ایک بصری جس کے امام سیبویہ ہیں اور دوسرا کوفی جس کے امام کسائی ہیں۔

Marfat.com

دونوں مکاتب فکر کے علماء نے نحو کی اشاعت و ترقی میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے اپنے مذہب کے اثبات کے لئے جدا جدا دلائل پیش کئے۔

بصری و کوفی اختلافات کی بنیاد

نحوی قواعد میں بصریوں اور کوفیوں کے درمیان واقع ہونے والے اختلافات کی بنیادی وجوہات دو ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ بصری سماع کو ترجیح دیتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ روایات کی پیروی کرتے ہیں، سماع کے مقابلہ میں قیاسات اور عقلی دلائل کا کوئی اعتبار نہیں کرتے، صرف بصورت مجبوری قیاس کی اجازت دیتے ہیں، ان کے وضع کردہ اکثر و بیشتر قواعد سماع پر مبنی ہیں، اس کے برخلاف کوفی قیاسات اور عقلی دلائل کو ترجیح دیتے ہیں اور انہیں کے مطابق اپنے قواعد وضع کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر تنازع فعلان کے باب میں بصریوں کے نزدیک فعل ثانی کو عمل دینا اولی ہے جبکہ کوفی فعل اول کو عمل دینا بہتر سمجھتے ہیں۔

کوفیوں کی دلیل یہ ہے کہ معمول کے طلبگار دونوں فعلوں میں پہلے فعل کو اولیت حاصل ہے اور فعل ثانی سے پہلے اسے مطلوب کی احتیاج ہے۔ لہذا اس کی اولیت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کو عمل دینا اولی ہو۔

نیز دوسرے فعل کو عمل دینے کی صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آتا ہے، مگر جب پہلے فعل کو عمل دیا جائے تو یہ محذور لازم نہیں آتا۔ لہذا پہلے ہی فعل کو عمل دینا بہتر ہوگا۔

بصری کہتے ہیں کہ قرآن پاک اور فصحاء عرب کے کلام میں اکثر و بیشتر فعل ثانی کو عمل دیا جاتا ہے، جیسے کہ قرآن پاک میں ہے: "ھاؤم اقرؤا کتابیہ" اس میں فعل ثانی "اقرؤا" کو عمل دیا گیا ہے، اگر فعل اول کو عمل دیا جاتا تو "اقرؤہ" فرمایا جاتا، کیونکہ اعمال اول کے وقت فعل ثانی میں مفعول کی ضمیر لانا مختار ہے، اسی طرح "آتونی افرغ علیہ قطرا" میں فعل ثانی کو عمل دیا گیا ہے ورنہ "افرغہ" فرمایا جاتا۔ ایسے ہی مندرجہ ذیل شعر میں بھی فعل ثانی کو ہی عمل دیا گیا ہے:

وکمتا مدماۃ کان متونھا
جری فوقھا واستشعرت لون مذھب

Marfat.com

اس شعر میں "لو ن مذھب" کو" استشعر ت" کا مفعول بتایا گیا ہے اور "جری" کا فاعل ضمیر مرفوع متصل کو قرار دیا گیا ہے جو اس میں پوشیدہ ہے۔

لہٰذا جب اہل عرب اپنے محاورات میں زیادہ تر فعل ثانی کو عمل دیتے ہیں تو اسی کو عمل دینا بہتر ہے۔

اس طرح کوفی اپنے مذہب کی بنیاد قیاس و عقل پر رکھتے ہیں اور بصری سماع کو ترجیح دیتے ہیں اور کلام عرب سے قواعد کا استنباط کرتے ہیں۔

بصری کوفی اختلاف کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اہل بصرہ صرف خالص اور فصیح عربوں کو قابل سند سمجھتے ہیں اور نحوی قواعد کے لئے انھیں کی زبان کو ماخذ بناتے ہیں۔

اس کے برعکس اہل کوفہ دیہات اور قبائل کو بھی لائق استناد سمجھتے ہیں جن کی فصاحت بصریوں کے نزدیک غیر مسلم ہے، بلکہ بقول بعض نحات کسائی شواذ تک کو اصل قرار دیکر اس سے قواعد وضع کر لیتے تھے۔

چنانچہ ابن درستویہ کہتے ہیں:

كـان الكسا ئی یسمع الشا ذ الذی لا یجوز الا فی الضرو رۃ فیجعله اصلا فیقیس علیه ۔

کسائی اس شاذ کو بھی سن لیتے تھے جو بغیر ضرورت جائز نہیں، تو اسی کو اصل بنا کر اس پر قیاس کر لیتے تھے۔

عباسی خلفاء کی جانبداری

ادبی مہارت، علمی وسعت اور نحوی قابلیت میں اہل بصرہ اہل کوفہ سے بدرجہا فائق و برتر تھے۔ اختلافی مسائل میں ان کا مذہب زیادہ مستند اور عربی روایات کے مطابق تھا۔ نیز نحوی تدوین و ترقی میں بھی ان کو نہ صرف اولیت حاصل تھی بلکہ اہل کوفہ کے مقابلہ میں ان کی نحوی خدمات بھی زیادہ تھیں۔ مگر سیاسی مصالح کی بنا پر خلفائے بنو عباس نے اہل کوفہ کو ترجیح دی۔ انہیں اپنے درباروں میں خصوصی قرب اور اعزاز و اکرام سے نوازا اور اعلیٰ مقامات دیئے۔ اپنے بچوں کا استاذ و اتالیق مقرر کیا اور اختلافیات میں ان کی بے جا جانبداری کرتے ہوئے ان کے ہر قول و نظریہ کی تائید و حمایت کی جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بار بغداد میں کسائی و

Marfat.com

سیبویہ کے درمیان بحث چھڑ گئی، کسائی نے کہا کہ عرب کہتے ہیں:

کنت اظن ان الزنبوز اشد لسعة من النحلة فاذا هو ايا ها ۔

سیبویہ نے اس کی تغلیط کی اور کہا کہ صحیح " فاذا هو هی " ہے، بات بڑھ گئی اور بالآخر یہ طے ہوا کہ اس قضیہ کا فیصلہ کسی ایسے اعرابی سے کرایا جائے جس کی زبان خالص اور اختلاط سے پاک ہو۔

امین کو اس سارے ماجرے کی اطلاع مل گئی، اس نے ایک اعرابی کو بلایا اور اس سے اس مثل کے بارے میں دریافت کیا، اعرابی نے سیبویہ کی تائید کی اور کسائی کے موقف کو غلط بتایا، کسائی چونکہ نہ صرف امین بلکہ مامون اور ہارون رشید کے بھی استاد تھے اس لئے امین نے اس سے کسائی کی تائید کرنے کو کہا، اعرابی نے انکار کیا اور کہا کہ میری زبان پر غلط مثل جاری نہیں ہو سکتی، امین کو ہر حال میں کسائی کی پاسداری منظور تھی، اس نے اعرابی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ تم اپنی زبان سے غلط مثل ادا نہ کرنا بلکہ کوئی شخص تمہارے سامنے دونوں موقف بیان کر کے یہ سوال کریگا کہ دونوں میں سے کس کا موقف درست ہے تم کسائی کا موقف درست بتا دینا۔

اعرابی اس تجویز پر راضی ہو گیا، آخر مجلس فیصلہ منعقد کی گئی، بغداد کے ائمہ نحو، فضلائے ادب، ماہرین علوم اور طلبا و عوام کا ہجوم جمع ہو گیا، خود امین بھی موجود تھا، اعرابی بھی اپنے وقت پر حاضر ہو گیا۔

اعرابی کے سامنے دونوں کے موقف بیان کر کے فیصلہ طلب کیا گیا، انھوں نے طے شدہ معاملہ کے مطابق کسائی کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے " فاذا هوا يا ها "کو صواب بتا دیا۔ سیبویہ کو سارے مجمع میں انتہائی ندامت اٹھانا پڑی اور اسی احساس ندامت میں وہ بغداد کو چھوڑ کر فارس کی طرف روانہ ہو گئے۔

دنیائے نحو میں اہل کوفہ کو جو شہرت و ناموری حاصل ہوئی اس میں ان کی ذاتی قابلیت و صلاحیت کو اتنا دخل نہیں جتنا خلفائے عباسی کی اس سرپرستی و حمایت کو ہے، انہیں کی اس قسم کی بیجا طرفداری کی بنا پر اہل کوفہ کا مذہب شائع ہوا ورنہ نحو کی ترقی کے حقیقی ضامن اہل بصرہ ہی ہیں۔ اگر کوفیوں کو بنو عباس کی سرپرستی و تائید حاصل نہ ہوتی تو انھیں نحو کے میدان میں اتنی شہرت کبھی نہیں ملتی اور نہ کتابوں میں ان کے اقوال نقل کیے جاتے۔

Marfat.com

اس لئے خلافت عباسیہ کے زوال کے بعد اہل کوفہ کا مذہب بھی انحطاط پذیر ہوگیا، اور اس کے متبعین کی تعداد کم ہوتے ہوتے تقریباً بالکل ہی معدوم ہوگئی، متاخرین نے بصری مذہب کو اساسی حیثیت دی اور اسی کے مطابق کتابیں تصنیف کیں۔

موجودہ زمانے میں جو نحوی کتابیں متداول و مروج ہیں وہ سب بصریوں کے مذہب پر ہی ہیں، صرف اختلاف بتانے کے لئے کہیں کہیں کوفیوں کے اقوال نقل کر دیئے جاتے ہیں۔

بصری و کوفی اختلافات کے چند نمونے

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نمونہ کے طور پر بصریوں اور کوفیوں کے مابین مختلف فیہ چند مسائل بھی تحریر کر دیئے جائیں تاکہ ناظرین کے سامنے ان کے اختلافات کی صحیح نوعیت پوری طرح سے منکشف ہو جائے۔

پہلا نمونہ

مذہب بصریین

جب اسم اور لقب دونوں مفرد ہوں اور جملہ میں ایک ساتھ استعمال ہوں تو اسم کو لقب کی جانب مضاف کرنا واجب ہے۔

مذہب کوفیین

صورت مذکورہ میں اسم کو لقب کی جانب مضاف بھی کر سکتے ہیں اور لقب کو اعراب میں اسم کا تابع کرنا بھی جائز ہے۔

لہٰذا بصریوں کے مذہب پر ھذا سعید کرز، رأیت سعید کرز، مررت بسعید کرز کہنا واجب ہے۔ اور کوفیوں کے مذہب پر۔ سعید کرز، سعید اکزرا، سعید کرز، کہنا بھی جائز ہے

دوسرا نمونہ

مذہب بصریین

فاعل ہمیشہ اپنے فعل یا شبہ فعل کے بعد ہی آتا ہے، اس کو فعل یا شبہ فعل سے پہلے لانا کسی

Marfat.com

صورت میں بھی جائز نہیں۔

مذہب کوفیین

فاعل، فعل یا شبہ فعل سے پہلے بھی لایا جاسکتا ہے۔

لہذا زید قام میں بصریوں کے نزدیک قام کا فاعل ضمیر ھو ہے جو قام میں پوشیدہ ہے اور زید کی طرف راجع ہے، زید کو تقدم کی وجہ سے اس کا فاعل نہیں بنایا جاسکتا۔

مگر کوفیوں کے نزدیک قام کا فاعل زید ہی ہے۔ اسی طرح الزیدان قاما۔ اور۔ الزیدون قاموا ۔ میں بصریون کے نزدیک قاما کا فاعل ضمیر الف اور قاموا کا فاعل ضمیر واوٗ ہے، اسی بنا پر ان کے نزدیک ان دونوں مثالوں مین فعل کو تثنیہ اور جمع لانا واجب ہے۔ کیونکہ جب فاعل ضمیر ہو تو اس کے ساتھ فعل کی مطابقت ضروری ہوتی ہے۔

کوفیوں کے نزدیک ان دونوں مثالوںٗ میں الزیدان اور الزیدون فاعل ہیں، اسی وجہ سے ان کے یہاں ان دونوں مثالوں میں فعل کو واحد لانا واجب ہوگا، اور الزیدان قام اور الزیدون قام ۔ کہا جائے گا، کیونکہ جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد آتا ہے۔

تیسرا نمونہ

مذہب بصریین

جب فعل مجہول کے بعد مصدر، ظرف اور جار مجرور کے ساتھ مفعول بہ بھی مذکور ہو تو اسی کو فاعل کا قائم مقام بنانا واجب ہوگا۔ اس کی موجودگی میں کسی دوسرے معمول کو فاعل کا قائم مقام بنانا جائز نہیں۔

مذہب کوفیین

مفعول بہ کے موجودگی میں مصدر یا ظرف یا جار مجرور کو بھی فاعل کا قائم مقام بنانا جائز ہے۔

لہذا" ضرب زید ضربا شدید ایوم الجمعة اما م الامیر فی دا ره ''میں بصریوں کے نزدیک زید ہی کو رفع دینا واجب ہے، اور کوفیوں کے نزدیک ۔'' زید ضرب یوم اما م " کسی بھی ایک کو رفع دیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

چوتھا نمونہ

مذہب بصریین

جب خبر اسم جامد ہو اور معنی مشتق کو متضمن ہو جیسے زید اسد بمعنی شجاع تو وہ ضمیر کی حامل ہوگی اور جب معنی مشتق کو متضمن نہ ہو تو حامل ضمیر نہیں ہوگی۔

مذہب کوفیین

خبر اسم جامد ہر حال میں ضمیر کی حامل ہوگی، چاہے معنی مشتق کو متضمن ہو یا نہ ہو۔

لہذا بصریوں کے نزدیک زید اسد میں اسد ضمیر کا حامل ہوگا، کیونکہ وہ شجاع کے معنی میں ہے اور معنی مشتق کو متضمن ہے، اس لئے اس جملہ کی تقدیر زید اسد ھو ہوگی، مگر زید اخوك میں اخوك حامل ضمیر نہیں ہوگا، کیونکہ وہ معنی مشتق کو متضمن نہیں ہے۔

کوفیوں کے نزدیک اسد کی مثل اخوك بھی حامل ضمیر ہوگا اور زید اخوك کی تقدیر بھی زید اخوك ھو ہوگی۔

پانچواں نمونہ

مذہب بصریین

جب خبر غیر مشتق من ھو لہ پر جاری کی جائے تو مشتق کی ضمیر کو ظاہر کرنا واجب ہے، چاہے ضمیر کے بغیر التباس کا خوف ہو جیسے زید عمرو ضاربہ ھو۔ یا ضمیر کے بغیر التباس کا خوف نہ ہو، جیسے زید ھند ضاربھا ھو۔

مذہب کوفیین

صرف التباس کا خوف ہونے کی صورت میں ضمیر کا ظاہر کرنا واجب ہے، التباس کا خوف نہ ہونے کے وقت ضمیر کا ظاہر کرنا اور پوشیدہ رکھنا دونوں جائز ہیں۔

بصریوں کے نزدیک دونوں مثالوں میں ھو لانا واجب ہے، مگر کوفیوں کے نزدیک صرف مثال اول میں ھو لانا واجب ہے مثال ثانی میں نہیں۔

چھٹا نمونہ

مذہب بصریین

Marfat.com

خبر میں اصل یہ ہے کہ مبتدا سے موخر ہو مگر جب خبر کو مبتدا سے پہلے لانے میں التباس کا خوف نہ ہو تو اسے مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے۔ جیسے قائم زید۔ قام ابوہ زید۔ ابوہ منطلق زید۔ فی الدار زید۔ عندك عمرو۔ زید قائم۔

مذہب کوفیین

زید قائم، زید قام ابوہ، زید ابوہ منطلق۔
جیسے جملوں میں خبر کہ مبتدا پر مقدم کرنا جائز نہیں۔

بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ بصریوں کے نزدیک جس خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے کوفی اس کی تقدیم کو مطلقاً ناجائز قرار دیتے ہیں۔ یہ نقل درست نہیں ہے، کیونکہ فی دارہ زید کے جواز پر بصری اور کوفی دونوں کا اجماع منقول ہے۔

اسی طرح ابن شجری کا یہ قول بھی صحیح نہیں کہ جب خبر جملہ ہو تو مبتدا پر اسکا مقدم کرنا فریقین کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے۔

ساتواں نمونہ

مذہب بصریین

حروف مشبہ بالفعل جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسم کو نصب اور خبر کو رفع کرتے ہیں، لہذا ان کا عمل جملہ اسمیہ کے دونوں جزؤں میں جاری ہوتا ہے۔

مذہب کوفیین

حروف مشبہ بالفعل جملہ اسمیہ کے صرف ایک جز یعنی مبتدا میں عمل کرتے ہیں خبر میں انکا کوئی عمل نہیں ہوتا بلکہ اس پر وہی رفع باقی رہتا ہے جو ان کے دخول سے قبل تھا۔

حروف مشبہ بالفعل کی خبر دونوں مذہبوں پر مرفوع ہی ہوتی ہے، فرق اتنا ہے کہ بصریوں کے نزدیک اس کا رفع حروف مشبہ بالفعل کا اثر ہوتا ہے اور کوفیوں کے نزدیک خبر مبتدا ہونے کی بنا پر۔

Marfat.com

آٹھواں نمونہ

مذہب بصریین

جب افعال ناقصہ کی خبر اسم سے موخر ہو تو ظرف اور جار مجرور کے علاوہ خبر کے کسی دوسرے معمول کو اسم سے مقدم کرنا جائز نہیں ۔

مذہب کوفیین

صورت مذکورہ میں ظرف اور جار مجرور کی طرح خبر کے دوسرے معمولوں کو بھی اسم پر مقدم کرنا جائز ہے۔

لہذا ''کان عندك زيد مقيما'' اور'' کان فيك زيد راغبا'' دونوں کے نزدیک بالاتفاق جائز ہیں۔اور'' کان طعامك زيد اكلا '' کوفیوں کے نزدیک جائز اور بصریوں کے نزدیک ناجائز ہے۔

یہ مذہب امام نحاۃ بصرہ سیبویہ کا ہے،بعض بصری کوفیوں کی طرح ہر معمول کی تقدیم جائز قرار دیتے ہیں۔

نواں نمونہ

مذہب بصریین

تمیز ہمیشہ نکرہ ہی آتی ہے اس کو معرفہ لانا جائز نہیں۔

مذہب کوفیین

تمیز کو معرفہ لانا بھی جائز ہے۔

اس اختلاف کا ثمرہ یہ ہے کہ طبت النفس یا قیس جیسی مثالوں میں الف لام کو بصری زائد قرار دیتے ہیں اور کوفی غیر زائد برائے تعریف۔

دسواں نمونہ

مذہب بصریین

افعال قلوب متصرفہ جب ابتدا میں واقع ہوں تو ان کا عمل کرنا واجب ہے،الغاء جائز نہیں۔

Marfat.com

مذہب کوفیین

ابتدا میں آنے کی صورت میں بھی افعال قلوب متصرفہ کا الغاء جائز ہے
لہذا بصریوں کے نزدیک " ظننت زیدا قائماً " کہنا واجب ہے اور کوفیوں کے مذہب پر " ظننت زید اقا ئما۔ ظننت زید قا ئم " دونوں طرح بولنا جائز ہے۔

گیا رھواں نمونہ

مذہب بصریین

نکرہ کی تاکید لانا جائز نہیں چاہے نکرہ محدودہ ہو جیسے " یو م ، لیلة ، شھر ، یا غیر محدودہ ہو جیسے " زمن ،حین "

مذہب کوفیین

نکرہ اگر محدودہ ہو تو اس کی تاکید لانا جائز ہے۔ جیسے " صمت شھرا کله ۔

با رھواں نمونہ

مذہب بصریین

تثنیہ کی تاکید صرف نفس، عین اور کلا وکلتا کے ساتھ لائی جا سکتی ہے، ان کے علاوہ کسی دوسرے تاکیدی لفظ کے ساتھ تثنیہ کی تاکید لانا جائز نہیں۔

مذہب کوفیین

دوسرے الفاظ کے ساتھ بھی تثنیہ کی تاکید لانا جائز ہے۔ جیسے
جاء الجیشان اجمعا ن اور جاء القبیلتان جمعاوان ۔

تیرھواں نمونہ

مذہب بصریین

ھو اور ھی فتح پر مبنی ہیں۔

مذہب کوفیین

ھو ضمہ پر مبنی ہے اور ھی کسرہ پر۔

Marfat.com

اس اختلاف کا مبنیٰ یہ ہے کہ ھو میں واؤ اور ھی میں یا کوفیوں کے نزدیک اشباع کے لئے ہے اور بصری انھیں کلمہ کا جز قرار دیتے ہیں۔

چودھواں نمونہ

مذہب بصریین

ضرورت کے وقت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن منصرف کو غیر منصرف کے حکم میں کرنا جائز نہیں۔

مذہب کوفیین

جس طرح ضرورت کے وقت غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کرنا جائز ہے اسی طرح منصرف کو غیر منصرف کے حکم میں کرنا بھی جائز ہے۔

پندرھواں نمونہ

مذہب بصریین

من کے زائد ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں (۱) اس کا مجرور نکرہ ہو (۲) وہ کلام غیر موجب میں واقع ہو، جیسے: ما جاء نی من احد۔

مذہب کوفیین

من کے زائد ہونے کے لئے صرف اس کے مجرور کا نکرہ ہونا شرط ہے لہذا اس شرط کے ساتھ کلام موجب میں بھی اس کی زیادتی جائز ہے۔

ان چند مثالوں سے ناظرین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بصریوں اور کوفیوں کے درمیان جو اختلافات واقع ہوئے وہ کس قسم کے ہیں اور عربی ادب پر ان سے کیا نتائج واثرات مرتب ہوئے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض مسائل میں ایک ہی مذہب کے نحات کے درمیان بھی باہمی اختلاف پایا جاتا ہے۔

جیسے کہ لولای۔ لولاك۔ لولاہ وغیرہ کے بارے میں امام نحات بصرہ سیبویہ کا مذہب یہ ہے کہ لولا حرف جر ہے جو صرف ضمیر ہی میں عمل کرتا ہے، لہذا یہ ساری ضمیریں محل جر

Marfat.com

میں ہیں۔ مگر اخفش کہتے ہیں کہ یہاں لو لا غیر عامل ہے اور اس کی مدخول ضمیریں ابتدا کے سبب محل رفع میں ہیں۔ ان کے برخلاف مبرد کا کہنا ہے کہ یہ تراکیب کلام عرب میں سرے سے مستعمل ہی نہیں ہیں۔ حالانکہ اخفش و مبرد بصری مکتب فکر کے ائمہ عمائدین میں سے ہیں۔

اسی طرح ''ان'' نافیہ کے بارے میں کسائی وغیرہ اکابر کوفیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ لیس کا عمل کرتا ہے مگر فرا اس کو غیر عامل قرار دیتے ہیں حالانکہ فرا بھی کوفی دبستان خیال کے اساطین میں شمار ہوتے ہیں۔ اس طرح کے باہمی اختلافات کتب نحو میں جا بجا منقول ہیں، اس قسم کے اختلافات سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ سب لوگ الگ الگ مذہب کے بانی و علم بردار ہیں درست نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انکا آپسی اختلاف وہی نوعیت و حیثیت رکھتا ہے جو فقہی مسائل میں ایک ہی مذہب کے فقہائے کرام کے باہمی اختلافات کی ہے۔

اس دور کے مشاہیر نحات

عہد عباسی کے پہلے دور سے متعلق علم نحو کی تفصیلات پڑھنے کے بعد اب اس دور کے بعض مشاہیر نحات کی فہرست ملاحظہ فرما۔

ابو عمرو بن العلا مازنی	متوفی ۱۵۴ھ
ابو معاویہ شیبان بن عبدالرحمٰن التمیمی	متوفی ۱۶۴ھ یا ۱۷۰ھ
ضابط نحو ہارون بن موسی	متوفی ۱۷۰ھ (تقریبا)
ابو عبدالرحمٰن خلیل بن احمد ازدی فراہیدی	متوفی ۱۷۵ھ
اور عمرو بن عثمان بن قنبر سیبویہ (امام المتقدمین)	متوفی ۱۸۰ھ
یونس بن حبیب بصری	متوفی ۱۸۳ھ
ابو مسلم معاذ بن مسلم ہرا کوفی	متوفی ۱۸۷ھ
ابوالحسن علی بن حمزہ اسدی کسائی (امام الکوفیین)	متوفی ۱۸۹ھ
ابو جعفر محمد بن ابی سارہ رواسی کوفی	متوفی
ابو محمد یحیی یزیدی بصری	متوفی ۲۰۲ھ
ابوالحسن نضر بن شمیل بصری	متوفی ۲۰۳ھ
ابو علی محمد بن مستنیر قطرب بصری	متوفی ۲۰۶ھ

Marfat.com

ابوزکریا یحییٰ بن زیاد فرا کوفی	متوفی ۲۰۷
ابوصالح بن اسحاق جرمی بصری	متوفی ۲۲۵ھ
محمد زیاد معروف بہ ابن الاعرابی کوفی	متوفی ۲۳۰ھ
ابوعمرو اسحاق بن مرار شیبانی	متوفی ۲۱۳ھ
ابوالحسن سعید بن مسعدہ مجاشعی اخفش بصری	متوفی ۲۱۵ھ

دوسرا دور

عربی ادب کا یہ دور المتوکل کی تخت نشینی ۲۳۲ھ سے شروع ہو کر دولت بویہ کی ابتدا ۳۳۴ھ پر ختم ہوتا ہے اس دور میں علم نحو پوری طرح سے عام ہو چکا تھا۔ گھر گھر اس کا چرچا تھا حتی کہ رقاصائیں تک اس علم کے رموز و اسرار پر عبور رکھتی تھیں۔

اس دور کے سارے علمائے لغت اور ادبا علم نحو میں مہارت تامہ رکھتے تھے لیکن ادب میں پیدا ہونے والے نئے نئے رجحانات کی بنا پر خاص علم نحو سے دلچسپی رکھنے والے علماء کی تعداد نسبتاً کم رہی۔ اس دور کے مشہور نحات یہ ہیں

ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق ابن سکیت کوفی	متوفی ۲۴۲ھ
ابوعثمان بکر بن محمد مازنی بصری	متوفی ۲۴۹ھ
ابوحاتم سہل بن محمد سجستانی بصری	متوفی ۲۵۵ھ
ابویعلی محمد بن ابی زرعہ باہلی بصری	متوفی ۲۵۷ھ
ابوالفضل عباس بن فرج ریاشی بصری	متوفی ۲۵۷ھ
ابوالعباس محمد بن یزید بن عبدالاکبر مبرد بصری	متوفی ۲۸۵ھ
ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن یزید بن سیار ثعلب کوفی	متوفی ۲۹۱ھ
ابواسحاق ابراہیم زجاج بن محمد بصری	متوفی ۳۱۱ھ
ابوبکر محمد بن سری بن سہل معروف بہ ابن سراج	متوفی ۳۱۶ھ
ابوبکر محمد بن قاسم بن بشار معروف بہ ابن انباری کوفی	متوفی ۳۲۸ھ
۔ابوعبداللہ ابراہیم بن محمد بن عرفہ نفطویہ بصری	متوفی ۳۲۸ھ

Marfat.com

محمد بن حسن بن درید بصری	متوفی ۳۳۱ھ
ابن ولاد	متوفی ۳۳۲ھ
ابو جعفر احمد بن محمد بن اسمٰعیل نحاس مراری بصری	متوفی ۳۳۸ھ

تیسرا دور

عربی ادب کا یہ دور دولت بویہ کے آغاز ۳۳۴ھ سے سلاجقہ کی آمد ۴۴۷ھ تک رہتا ہے۔ اس زمانہ کے نحات نے علم نحو میں کوئی خاص معتد بہ اضافہ نہیں کیا۔ زیادہ تر سیبویہ کی ''الکتاب'' پر شرح وحواشی تحریر کے گئے اس کے علاوہ کچھ رسائل اور بعض دیگر کتب کے حواشی بھی ترتیب دئے گئے۔ اسی دور میں نحو میں منطقی دلائل شامل کر کے اس کو فلسفیانہ رنگ دینے کا آغاز ہوا اور اس کی بنیاد سب سے پہلے ابو الحسن رمانی نے ڈالی۔ ان لوگوں نے قواعد نحویہ کے اثبات کے لئے منطقی دلائل استعمال کئے اور نحو و منطق کو خلط ملط کر دیا جس کے نتیجہ میں بعد کو ایسے فلسفی نحویوں کی جماعت وجود میں آئی جنھوں نے علم نحو کی ایسی کتابیں تصنیف کیں جن کو منطقی صلاحیت کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے ورنہ اس سے قبل قدما نے جو کتب نحو تصنیف کی تھیں ان میں منطق کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اس دور کے مشہور نحات یہ ہیں۔

ابو بکر محمد بن علی بن اسمٰعیل عسکری مبرمان	متوفی ۳۴۵ھ
ابو محمد عبداللہ بن جعفر ابن درستویہ فسوی بصری	متوفی ۳۴۷ھ
ابو علی اسمٰعیل بن قاسم بن عبدون قاقی بصری	متوفی ۳۵۶ھ
ابو سعید حسن بن عبداللہ سیرافی معروف بہ قاضی بصری	متوفی ۳۶۸ھ
ابو عبدالحسن بن احمد بن خالویہ	متوفی ۳۷۰ھ
ابو علی حسن بن عبدالغفار فسوی فارسی	متوفی ۳۷۷ھ
ابو بکر الزبیدی اندلسی	متوفی ۳۷۹ھ
ابو الحسن علی ابن عیسی بن علی رمانی	متوفی ۳۸۴ھ
ابو محمد یوسف بن سیرافی	متوفی ۳۸۵ھ
ابو الفتح عثمان بن جنی موصلی	متوفی ۳۹۲ھ

Marfat.com

علی بن عیسی ربعی | متوفی ۴۲۰ھ
ابوالقاسم عمر بن ثابت ثمانینی | متوفی ۴۴۰ھ

چوتھا دور

عربی ادب کا یہ دور سلاجقہ کی آمد ۴۴۷ھ سے شروع ہو کر تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی ۶۵۶ھ پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

گذشتہ ادوار کی طرح اس دور میں بھی علم نحو کی مقبولیت و شہرت اور لوگوں کی اس سے دلچسپی برقرار رہی۔ علماء نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ نحوی سرمایہ میں گراں قدر اضافے کیے۔ مگر اس دور میں بھی زیادہ تر ائمہ نحات کی کتابوں پر شروح و حواشی تحریر کیے گئے۔

گذشتہ دور کے نحات نے اپنی کتابوں میں انتہائی شرح و بسط کے ساتھ علم نحو پر کلام کیا تھا جس سے یہ علم نہایت ہی طویل و وسیع ہو گیا تھا۔ اس دور کے بعض علماء نے اس کی طوالت کو کم کرنے کی کوشش کی اور ایسی کتابیں تصنیف کیں جن میں علل و ادلہ اور قیل و قال سے احتراز کر کے میادی و اصول پر اکتفا کیا گیا تھا تاکہ طالبان نحو کو مسائل ضبط کرنے میں آسانی ہو۔

اس دور کے مشہور نحات یہ ہیں

ابوالحسین طاہر بن احمد بن بابشاذ | متوفی ۴۶۹ھ
ابوالحسن محمد بن ہبۃ اللہ بن الوراق | متوفی ۴۷۰ھ
عبدالقاہر بن عبدالرحمن الجرجانی | متوفی ۴۷۱ھ
ابومحمد عبداللہ بن محمد بطلیوسی | متوفی ۵۲۱ھ
ابوالقاسم محمود ابن عمر بن محمد بن عمر خوارزمی زمخشری | متوفی ۵۳۸ھ
ابومنصور بن احمد جوالیقی | متوفی ۵۶۹ھ
محمد بن یحیی زبیدی | متوفی ۵۵۵ھ
ابومحمد عبداللہ بن احمد بغدادی معروف بہ ابن خشاب | متوفی ۵۶۷ھ
ابومحمد سعید بن مبارک بغدادی معروف بہ ابن دہان | متوفی ۵۶۹ھ
ابوالبرکات کمال الدین عبدالرحمن بن محمد انباری | متوفی ۵۷۹ھ
ابوعلی عمر بن محمد اشبیلی شلوبین | متوفی ۶۴۵ھ

Marfat.com

ابو عمرو جمال الدین عثمان بن عمر بن ابی بکر (وعند البعض عثمان بن ابی بکر بن یونس)
متوفی ۶۴۶ھ
معروف بہ ابن حاجب

علمائے نحو پر مسلم سلاطین کی عنایات

علمائے نحو نے نحو کی اشاعت و ترقی میں جو انتھک کوششیں اور مسلسل مساعی کیں اس میں سلاطین اسلام کی حوصلہ افزائیوں اور نحویوں پر ان کی بے پایاں عنایتوں کا بہت بڑا دخل تھا۔ انہوں نے علمائے نحو کو ہر طرح کے اعزاز و اکرام سے نوازا۔ اعلیٰ مناصب دیئے، مال و دولت سے امداد کی اور تصنیفی و تالیفی کام کرنے کے لئے ہر قسم کی سہولیات بہم پہونچائیں۔ چنانچہ واضع نحو حضرت ابوالاسود اگرچہ امیر المومنین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حامیوں میں سے تھے اور ان کی جانب سے جنگ صفین میں بھی شریک ہوئے تھے۔ مگر جب حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت امیر معاویہ نے ان کی بے حد تکریم کی۔ ان کے وظیفہ میں اضافہ کیا اور بصرہ کی قضا کا منصب عطا فرمایا۔

اس طرح یحیی بن یعمر عدوانی کو جب ان کی حق گوئی و بیباکی کی پاداش میں حجاج بن یوسف نے شہر بدر کر دیا اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے خراسان پہونچے تو حاکم خراسان قتیبہ بن مسلم نے ان کی ہر طرح عزت و دلجوئی کی اور انہیں خراسان کا قاضی مقرر کیا اس کے بعد وہ نیشاپور۔ مرو اور ہرات کے بھی قاضی رہے۔

خلفائے بنی عباس نے نحات پر جو عنایات و نوازشات کیں اس کی مثال تاریخ میں مشکل سے ہی مل سکتی ہے۔ وہ معمولی باتوں پر علما کو مالا مال کر دیا کرتے تھے۔

خاندان عباسیہ کے تیسرے خلیفہ محمد مہدی بن المنصور نے ایک عالم کو ہارون رشید کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کیا تھا۔ ایک بار مہدی نے ان سے سوال کیا کہ اگر کسی سے مسواک کرنے کو کہنا ہو تو عربی میں اس مفہوم کو کس طرح ادا کیا جائے گا۔ معلم نے کہا "استنك،، مہدی نے اس جواب کو سن کر ،، انا لله و انا الیه راجعون،، پڑھا۔ اور معلم کے علم و فضل سے اس کا اعتماد جاتا رہا۔ اب اسے ہارون کے لئے کسی دوسرے اتالیق کی تلاش ہوئی جو علم و دانش کے ساتھ ساتھ فصاحت و بلاغت میں بھی یکتائے روزگار ہو۔

Marfat.com

بعض مقربین نے اسکو امام کو فیین کسائی کا پتہ بتایا اور ان کی بے انتہا تعریف و توصیف کی، مہدی نے فوراً کسائی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب کسائی اس کے سامنے پیش کیے گئے تو اس نے ان سے بھی وہی سوال کیا کہ عربی میں مسواک کرنے کا حکم دینے کے لئے کیا جملہ استعمال کیا جائے گا۔ کسائی نے جواب دیا، سك فاك ،، ۔مہدی اس جواب پر پھڑک گیا اور خوش ہو کر صرف ایک جملہ پر دس ہزار درہم بطور انعام دیئے اور شہزادہ کی معلمی کا عظیم منصب عطا کیا۔

امام النحو فرا جب مامون کے پاس پہونچے تو مامون نے ان سے ایک ایسی کتاب لکھنے کی فرمائش کی جو نحو کے اصول اور سماعیات پر پوری طرح حاوی ہو۔ جب فرا نے مامون کے حکم کی تعمیل میں کتاب تصنیف کرنے کا آغاز کیا تو مامون نے اس کے لئے شاہانہ اہتمام و انتظامات کئے۔ ایک آراستہ و پیراستہ خوبصورت اور عالیشان مکان صرف کتاب لکھنے کے لئے فرا کو دیا جس میں ہر قسم کی ضروریات زندگی اور سامان عیش و راحت مہیا کیا۔ تاکہ فرا پوری یکسوئی و اطمینان اور کامل فارغ البالی کے ساتھ تصنیفی کام میں مصروف رہ سکیں۔ خدمت کے لئے خاص ملازمین اور کتابت کے لئے ماہر منشی مقرر کئے۔ اور ناظم خزانہ کو حکم دیا کہ فرا جب بھی جس قدر رقم طلب کریں فوراً حاضر کر دی جائے۔ مامون کی فراہم کردہ ان سہولیات کے سایہ میں فرا نے اپنی مشہور کتاب ،، الحدود ،، تصنیف کی۔

علم نحو سقوط بغداد سے زمانہ حال تک

گوبی کے صحراؤں سے اٹھنے والا تاتاری فتنہ تباہیوں اور بربادیوں کا ایسا ہولناک طوفان تھا جس نے عالم اسلام کو تہ و بالا کر دیا۔ تاتاریوں نے عربوں کے آثار کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا تھا یہاں تک کہ دنیائے اسلام کا مرکزی دار الخلافہ بغداد بھی ان کی دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکا اور انھوں نے وہاں قتل و غارت گری کا ایسا خوفناک بازار گرم کیا جس کی مثال تاریخ عالم میں دور دور تک نظر نہیں آتی۔

بغداد کی تباہی کے بعد کا دور عربی تہذیب و تمدن اور عربی علم و ادب کے لئے شدید ترین آفات و مصائب کا دور تھا۔ اس دور میں عجم کی وحشی اقوام کے ہاتھوں عربی روایات کے سرمایہ کو نا

Marfat.com

قابل تلافی نقصان پہونچا۔ مراکز علوم وفنون کو تباہ کیا گیا۔ رصد گاہیں اور درس گاہیں منہدم کی گیئں۔ مساجد کی بے حرمتی کی گئی۔ کتب خانے اور لائبریریاں جلائی گئیں۔ علماء وفضلا کا قتل عام کیا گیا۔ غرضیکہ عربوں کے علم ادب تہذیب وثقافت، اقدار وروایات کو فنا کرنے کی پوری کوشش کی گئی ان تباہ کاریوں اور ہلاکت خیزیوں سے دیگر ساری زبانوں کی طرح اگر عربی زبان بھی عدم کے غبار میں بے نام ونشان ہو جاتی تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی، مگر یہ قرآن کریم کا عظیم معجزہ ہے کہ اس کے طفیل ان ہولناک آندھیوں میں بھی عربی زبان کا چراغ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ روشن رہا۔ ہزارہا مصائب وآلام اٹھانے کے باوجود ارباب علم وادب نے نہ صرف علوم عربیہ کو زندہ رکھا بلکہ اپنی تحقیقات وتصنیفات کے ذریعہ ان کے ذخیرہ میں اضافہ بھی کیا۔

اس زمانہ تک علم نحو علوم عربیہ کا جزولاینفک بن چکا تھا۔ عربی علوم کا ہر عالم نحو کا بھی عالم ہوتا تھا۔ اس طرح علم نحو سارے عالم اسلام میں شائع ومروج ہو کر ایسی بنیادی حیثیت حاصل کر چکا تھا کہ اس کے بغیر عربی علوم کے حصول کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اس زمانے میں عالم اسلام کے مختلف خطوں میں بڑے بڑے ماہرین نحو پیدا ہوئے جنہوں نے درس وتصنیف کے ذریعہ اس علم کی بھرپور خدمت کی اور اس کو مزید آراستہ وپیراستہ کیا۔ مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ بصرہ جہاں سے ساری دنیا کو یہ علم ملا اس دور میں اس علم کے ماہرین سے خالی نظر آتا ہے۔ سقوط بغداد کے بعد بصرہ میں نہ کسی نحوی کا پتہ چلتا ہے اور نہ کسی معتدبہ نحوی تصنیف کا ذکر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ آٹھویں صدی کا مشہور سیاح ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں بیان کرتا ہے۔ کہ میں بصرہ کے دوران قیام ایک مرتبہ مسجد علی میں نماز جمعہ پڑھنے گیا۔ خطیب نے خطبہ میں بے شمار لحن کیے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے قاضی حجۃ الدین سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا انہوں نے فرمایا اب یہاں کوئی بھی ایسا شخص باقی نہیں رہا جو کچھ بھی علم نحو سے واقفیت رکھتا ہو،

اس زمانے میں نحوی متون کم لکھے گئے مگر پچھلے متون پر شروح وحواشی بہت زیادہ تصنیف ہوئے۔

سقوط بغداد سے پہلے دنیائے نحو میں سیبویہ کی ،، الکتاب ،، کو مرکزی حیثیت حاصل تھی اس زمانے کے اکثر وبیشتر نحویوں نے اس سے تالیفات وتصنیفات کیں۔

Marfat.com

سقوط بغداد کے بعد سب سے زیادہ شہرت ومقبولیت ابن حاجب کے کافیہ کو حاصل ہوئی اور بعد کے ادوار میں زیادہ تر اسی پر حواشی وشروح لکھے۔ عربی کے علاوہ فارسی ترکی اور اردو میں بھی اس کی بے شمار شرحیں اور حاشیے لکھے گئے، بعض اہل معرفت وارباب تصوف نے اس کی عارفانہ و صوفیانہ شرحیں بھی تحریر فرمائیں۔

اس زمانے میں نحو کی منظوم کتابیں بھی تصنیف کی گیں تا کہ طلبہ کو مسائل نحو حفظ کرنے میں آسانی ہو۔ منظوم کتابوں میں ابن مالک کی الفیہ کو خصوصی شہرت واہمیت حاصل ہوئی اور بہت سے علمائے اس کی شروح لکھیں۔

کافیہ کے مسائل کو بھی نظم کیا گیا اس سلسلہ میں خود صاحب کافیہ ابن حاجب کی ،،وافیہ ،، شیخ ابراہیم مستبشری متوفی ۷۶۱ھ کی ،،نہایۃ البہجۃ ،،المعروف بہ ،،تائیہ،، اور ابن حسام الدین اسمعیل بن ابراہیم متوفی ۶۰۱ھ کی ،،نظم الکافیہ،، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس زمانہ میں مسائل نحو کے دلائل وعلل کی جانب خاص توجہ کی گئی اس سلسلہ میں بعض حضرات نے منطقیانہ انداز اختیار کیا۔ ہر ہر مسئلہ کی عقلی وقیاسی تعلیلات وتوجیہات نکالیں اور علم نحو کو فلسفیانہ علم بنادیا۔ جس کو منطقی بصیرت کے بغیر سمجھنا ممکن ہی نہیں۔ علامہ جامی قدس سرہ السامی کی ،،فوائد ضیائیہ،، اس قسم کی بہترین تصنیف ہے۔

بعض علمائے نحو نے سماعی دلائل کی جانب توجہ کی اور مسائل کے اثبات میں فصحائے عرب کے کلام سے شواہد فراہم کئے۔ شرح ابن عقیل اسی قسم کی ایک کامیاب تالیف ہے۔ غرضکہ سقوط بغداد سے موجودہ زمانہ تک ہر دور میں علمائے نحو زمانہ کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر نئے نئے اسلوب اور نئے نئے انداز میں اس علم پر کام کرتے رہے مگر کتابوں کا انداز ترتیب ہی صدیوں برس پرانا رہا جو متقدمین کے دور سے رائج تھا۔

جدید دور کے طلبہ کے لئے یہ قدیم انداز سخت مشکلات اور شدید الجھنو کا باعث ہوتا ہے ،ضرورت اس بات کی تھی کہ مسائل نحو موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ایسے جدید انداز میں مرتب کئے جائیں جس سے طلبہ دیگر زبانوں کی طرح عربی پر بھی بآسانی عبور حاصل کرسکیں۔

چودھویں صدی میں مصر کے مشہور شاعر وادیب علی بن صالح بن عبدالفتاح الجارم متوفی ۱۳۶۸ھ اور مصطفٰے امین نے اس ضرورت کا احساس کیا اور دونوں نے مشترکہ طور پر عصر جدید

Marfat.com

کے تقاضوں کے مطابق موجودہ دور کے طلبہ کے لئے ایک کتاب ،،النحو الواضح،، تصنیف کی جس میں طلبہ کی نفسیات کو ملحوظ رکھ کر جدید طریقہ تعلیم کے مطابق مرحلہ وار مسائل نحو ترتیب دیئے گئے ہیں۔اس طرح علم نحو میں ایک جدید اسلوب اور نیا آہنگ پیدا ہوا۔

اس دور کے علمائے نحو

جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا، اس زمانے کے تمام علمائے ادب علمائے نحو تھے، مگر جنہوں نے فن نحو میں تصنیف و تالیف کی یا جن کا ذکر تذکرہ نگاروں نے خصوصیت کے ساتھ بطور نحوی کیا ہے، ان میں سے بعض مشاہیر کی فہرست یہ ہے:

جمال الدین ابوعبداللہ محمد ابن عبداللہ طائی جیانی المعروف بابن سالک متوفی ۶۷۲ھ
قاضی ناصر الدین عبداللہ بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ
رضی الدین محمد بن طاہر حسین استرآبادی متوفی ۶۸۶ھ
حسام الدین حسن (یا حسین) بن علی بن حجاج بن علی سغناقی متوفی ۷۱۱ھ
اسمعیل بن عثمان بن عبدالکریم دمشقی المعروف بہ ابن المعلم متوفی ۷۱۴ھ
سید رکن الدین حسن محمد بن شہنشاہ استرآبادی متوفی ۷۱۸ھ
شیخ نجم الدین احمد بن محمد قمولی متوفی ۷۲۷ھ
فخر الدین عثمان بن ابراہیم بن مصطفٰے بن سلیمان ماردینی متوفی ۷۳۱ھ
شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر جعبری متوفی ۷۳۲ھ
ابوالحسن علاء الدین علی بن بلبان بن عبداللہ فارسی متوفی ۷۳۹ھ
ابوالحیان اثیر الدین محمد بن یوسف متوفی ۷۴۵ھ
شیخ تاج الدین ابومحمد احمد بن احمد بن عبدالقادر قیسی متوفی ۷۴۹ھ
شیخ احمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن المہاجر متوفی ۷۴۹ھ
جمال الدین عبداللہ بن یوسف بن احمد المعروف بہ ابن ہشام متوفی ۷۶۱ھ
ناصر الدین محمد بن احمد بن عبدالعزیز قونوی المعروف بہ ابن ربوہ متوفی ۷۶۴ھ
قاضی القضاۃ بہاؤالدین عبداللہ بن عبدالرحمن عقیلی المعروف بہ ابن عقیل متوفی ۷۶۹ھ

Marfat.com

ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن جابر الاندلسی الاعمی | متوفی ۷۸۰ھ
اکمل الدین محمد بن محمود مابرتی | متوفی ۷۸۶ھ
شیخ احمد بن محمد زبیدی اسکندری مالکی | متوفی ۸۰۱ھ
سند المحققین میر سید شریف علی بن محمد جرجانی | متوفی ۸۱۶ھ
...د بن میر سید شریف جرجانی | متوفی ۸۳۸ھ
شریف نور الدین علی بن ابرہیم شیرازی | متوفی ۸۶۳ھ
علی بن مجد الدین محمد بن محمد بن مسعود المعروف بہ | متوفی ۸۷۵ھ
البرکات نور الدین عبدالرحمٰن بن احمد جامی | متوفی ۸۹۸ھ
...خ ابراہیم مستبشری | متوفی ۹۱۷ھ
...سام الدین ابراہیم بن محمد اسفرائنی | متوفی ۹۴۳ھ
شیخ مصلح الدین محمد اللاری | متوفی ۹۷۹ھ
... شریف الروشتی المعروف بہ فاضل امیر | متوفی ۹۸۷ھ
شیخ فضیل بن علی جمالی | متوفی ۹۹۱ھ
شیخ محمد بن عمر المعروف بہ قودر آفندی | متوفی ۹۹۶ھ
شیخ احمد بن محمد جامی المعروف بہ ابن ملا | متوفی ۱۰۰۰ھ
...سودی ترکی | متوفی ۱۰۰۰ھ
ابن حسام الدین اسمٰعیل بن ابراہیم | متوفی ۱۰۱۶ھ
شیخ ابراہیم بن حسن الاحسائی | متوفی ۱۰۲۸ھ
...خ علامہ محمد بن موسیٰ بستوی | متوفی ۱۰۳۵ھ
...الدین بن احمد بن نور الدین علی بن زین الدین ایوبی رملی | متوفی ۱۰۸۱ھ
...بن علی بن محمد بن علی عبدالرحمن حصکفی | متوفی ۱۰۸۸ھ
... خالد بن محمد بن عمر بن عبدالوہاب العرضی | متوفی بعد ۱۱۱۵ھ
...ی ابوالصفا بن احمد بن ایوب عدوی دمشقی | متوفی ۱۱۲۰ھ
...ن بن موسیٰ کردی | متوفی ۱۱۴۸ھ

Marfat.com

ہندوستان میں علم نحو کی ترویج واشاعت

ہندوستان آنے والے پہلے نحوی

جب ہندوستان کی سرزمین پر اسلامی حکومت قائم ہوئی اور مسلم حکمرانوں نے یہاں کی بغاوتوں اور روز روز اٹھنے والے فتنوں پر مکمل قابو پا کر اپنے اقتدار کو مستحکم کرلیا تو عالم اسلام کے مختلف خطوں سے ارباب عقل ودانش اور ماہرین علوم وفنون نے سرزمین ہند کا رخ کیا اور اپنے وطن کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر اس ملک میں سکونت پذیر ہو گئے۔ یہ وہ دور تھا جب علم نحو اپنے کمال عروج وارتقا کو پہونچ کر ہر عربی درسگاہ میں داخل نصاب ہو چکا تھا۔ اس زمانہ میں علوم عربیہ کا ہر فاضل لازماً علم نحو کی تحصیل کیا کرتا تھا۔ اس لئے عالم اسلام سے ہندوستان کی دھرتی پر آنے والے علماء وفضلا کے ساتھ دیگر عربی علوم کے ہمراہ علم نحو کی دولت بھی ہندوستان پہونچی۔ مگر خصوصیت کے ساتھ نحات کی صف میں شمار ہونے والے علماء میں سے بدرالدین محمد بن محمد دمامینی سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ دمامینی کی آمد سے بہت پہلے ہندوستان میں نحو کی تعلیم و تصنیف کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ کیونکہ علامہ دمامینی فیروز شاہ بہمنی کے دور میں ہندوستان آئے جو ۸۰۰ھ سے ۸۲۵ھ تک گلبرگہ کا حکمران رہا۔ جبکہ اس دور سے بہت پہلے سید یوسف بن سید جمال حسینی ملتانی علیہ الرحمہ متوفی ۷۹۰ھ قاضی ناصرالدین بیضاوی کی کتاب،، لب الالباب فی علم الاعراب،، پر ایک بسیط شرح تصنیف فرما چکے تھے جو،، یوسفی،، کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے علاوہ اگر شیخ سراج الدین عثمان معروف بہ،، اخی سراج،، متوفی ۷۵۸ھ کی جانب ہدایۃ النحو کے انتساب کو درست مان لیا جائے تو اس کی تصنیف بھی دمامینی کی آمد سے بہت پہلے ہوئی۔

نیز شیخ اخی سراج کے حالات میں حضرت شیخ محقق دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

بعد ازاں پیش مولینا رکن الدین کافیہ ومفصل وقدوری ومجمع البحرین تحصیل کرد۔

مولانا رکن الدین کے پاس کافیہ ومفصل وقدوری اور مجمع البحرین کی تعلیم حاصل کی۔

ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ دمامینی سے پہلے ہندوستان میں نحو کی تعلیم بھی مروج ہو چکی تھی اور نحو میں تصنیف کی بنیاد بھی پڑ چکی تھی۔ مگر ان سے پیشتر کوئی ایسی شخصیت اس ملک میں

Marfat.com

تشریف نہیں لائی جن کو خصوصیت کے ساتھ زمرۂ ائمہ نحات میں شمار کیا جاتا ہو۔ دمامینی ہی وہ پہلے امام النحو ہیں جو اس ملک میں سکونت پذیر ہوئے۔

علامہ بدرالدین محمد بن محمد دمامینی ۷۶۳ھ میں بمقام اسکندریہ پیدا ہوئے۔ دیگر علوم کی مہارت کے ساتھ ساتھ آپ نے علم نحو میں خصوصی مقام حاصل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جامعہ ازہر مصر میں شیخ النحو مقرر ہوئے۔ کچھ دونوں وہاں تدریس کے فرائض انجام دیئے پھر جامعہ ازہر چھوڑ کر اسکندریہ چلے آئے اور وہاں تدریس کے ساتھ تجارت بھی شروع کردی۔ پھر وہاں سے قاہرہ آئے اور منصب قضا پر متمکن ہوئے مگر اس منصب کی ذمہ داریاں طبیعت کو موافق نہیں آئیں۔ اس لئے مستعفی ہو کر ۸۰۰ھ میں دمشق آگئے پھر حج وزیارت کے لئے حرمین طیبین کا سفر کیا اور وہاں سے اپنے وطن اسکندریہ چلے آئے مگر کچھ دنوں بعد ایسی صورت حال سے دوچار ہوئے کہ وطن چھوڑنا پڑا اور وہ ۸۲۰ھ میں یمن آ کر جامع زبید میں درس دینے لگے۔ ایک سال تک وہاں تدریس میں مصروف رہے۔ پھر ہندوستان آ کر گلبرگہ میں سکونت اختیار کرلی۔

گلبرگہ میں اس وقت سلطان فیروز شاہ بہمنی تخت حکومت پر متمکن تھا جو خود بھی صاحب علم وفضل تھا اور علماء وفضلا کی بے حد قدر ووقعت بھی کرتا تھا۔ اس کے لئے علامہ دمامینی جیسے امام النحو کی آمد انتہائی فخر وانبساط کا باعث ہوئی۔ اس نے ان کا شاہانہ استقبال کیا اور بے حد تعظیم و تکریم کی اہل ہند کو علامہ دمامینی سے بہت کم استفاضہ کا موقع ملا ۸۲۷ھ میں کسی ظالم نے ان کو زہر دیدیا اور یہ آفتاب نحو ہمیشہ کے لئے گلبرگہ کی دھرتی میں روپوش ہوگیا۔

ہندوستان کے پہلے امام النحو

ہندوستانی علماء میں سب سے پہلے ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی متوفی ۸۴۸ھ نے علم نحو کی جانب خصوصی توجہ کی۔ ملک العلماء کی پیدائش دولت آباد میں ہوئی مگر انھوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جونپور میں بسر کیا۔

آپ کو حضرت علامہ قاضی عبدالمقتدر صاحب دہلوی متوفی ۷۹۱ھ اور حضرت مولانا خواجگی صاحب دہلوی ثم کانپوری رحمتہ اللہ علیہما سے شرف تلمذ حاصل تھا، حضرت قاضی عبدالمقتدر صاحب آپ کے بارے میں فرماتے تھے۔ کہ میرے پاس ایک ایسا طالب علم آتا ہے

Marfat.com

جس کا پوست علم ہے۔ مغز علم ہے اور ہڈی علم ہے

آپ سلطان ابراہیم شرقی دور (از ۸۰۴ھ تا ۸۴۰ھ) میں جونپور تشریف لائے، سلطان آپ کا بے حد احترام کرتا تھا۔ آپ کے علم و دانش کی بنا پر اس نے آپ کو جونپور کا قاضی مقرر کر دیا تھا۔

آپ تمام علوم و فنون کے جامع اور علمائے جونپور میں سب سے فائق و برتر تھے۔ آپ نے تفسیر۔ فقہ۔ کلام۔ معانی و بیان وغیرہ مختلف علوم متداولہ میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ مگر ان کو خصوصی شہرت علم نحو میں حاصل ہوئی۔

آپ بلا شک و شبہ ہندوستان کے امام نحات اور پہلے نحوی ہیں۔ مورخین اور تذکرہ نگاروں نے انھیں ہندوستان کا ابن حاجب کہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ علم نحو میں ان کا پایہ کسی طور ابن حاجب سے کم نہیں ہے۔ آپ نے علم نحو میں ایک بلند معیار متن تحریر فرمایا ہے جس کا نام ،،ارشاد،، ہے یہ متن تمام متون نحو میں انوکھے انداز اور جدید اسلوب کا حامل ہے۔ آپ نے اس میں یہ التزام کیا ہے کہ مسئلہ کو ایسی عبارت میں بیان کرتے ہیں کہ وہی عبارت اس مسئلہ کی مثال بن جاتی ہے۔ الگ سے اس کی مثال پیش کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ یہ اس کتاب کی وہ امتیازی خصوصیت ہے جو اس سے پہلے کسی نحوی کتاب میں نہیں ملتی ادب عربی تعلق رکھنے والے بخوبی جا سکتے ہیں کہ یہ امر کس قدر دشوار اور محنت طلب ہے مگر یہ ملک العلماء کا کمال علم و فضل ہے کہ وہ اس دشوار ترین منزل کو پوری کامیابی کے ساتھ طے کرتے چلے گئے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ والرضوان اس کتاب کا تذکرہ بایں الفاظ فرماتے ہیں۔

وارشاد در نحو کہ دروے تمثیل در ضمن تعبیر التزام نمودہ و ترتیب جدید اختیار فرمودہ ست نیز متنے ست لطیف و متین و بے نظیر۔

ارشاد نحو میں ایک پاکیزہ و سنجیدہ اور بے مثال متن ہے جس میں تعبیر کے ضمن میں تمثیل کا التزام کر کے نئی ترتیب اختیار فرمائی ہے۔

ناقدین ادب عربی کے نزدیک ،،ارشاد،، کافیہ،، پر بدرجہا فوقیت و برتری رکھتا ہے۔

کافیہ کی طرح ارشاد پر بھی متعدد شروح اور حواشی تحریر کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

ملک العلما نے کافیہ کی ایک شرح بھی تحریر فرمائی ہے جس کا نام ،،الشرح الہندی،، ہے۔ ان کی یہ شرح کافیہ کی دیگر شروح کے مقابلہ میں منفرد و ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ شیخ محقق اس شرح کے بارے میں فرماتے ہیں۔

در لطافت و متانت بے عدیل واقع شدہ وہم در حالت حیات او مشہور عالم گشتہ۔

لطافت و متانت میں بے مثال واقع ہوئی اور مصنف کی حیات ہی میں مشہور عالم ہوگئی تھی۔

علامہ جامی علیہ الرحمہ کی شرح کافیہ ،،الفوائد الضیائیہ،، کا سب سے بڑا ماخذ یہی شرح ہندی ہے جیسا کہ صاحب ثمرات الحیوۃ فوائد ضیائیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قد لخص فی هذا الشرح ما فی شروح الكافية من الفوائد الوافية ولكن اكبر مآخذه الشرح الهندی للقاضی ملك العلماء شهاب الدين الدولت آبادی صاحب متن ارشاد النحو المتوفی ٨٤٨ھ كما سنح لی عند المقابلة فی عدة مواضع فلا مجال لانكار منكر فيه حينئذ ولا لنزاع منازع۔

علامہ جامی نے فوائد ضیائیہ میں ان فوائد وافیہ کی تلخیص کی ہے جو دیگر شروح کافیہ میں پائے جاتے ہیں لیکن اس کا سب سے بڑا ماخذ صاحب ارشاد النحو ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی متوفی ٨٤٨ھ کی شرح ہندی ہے جیسا کہ مجھے متعدد مقامات میں دونوں کتابوں کا مقابلہ کرتے وقت ظاہر ہوا لہٰذا اس میں کسی منکر کے انکار اور کسی جھگڑالو کے جھگڑے کی گنجائش نہیں ہے۔

علمائے ہند کی نحوی خدمات

ہندوستان کے علما نے ہر دور میں تدریس و تصنیف کے ذریعہ علم نحو کی بھرپور ترویج و اشاعت کی۔ اس علم کی بے شمار کتابیں ہندوستان میں ترتیب دی گئیں مگر متون کی تعداد بہت کم رہی زیادہ تر داخل نصاب کتابوں پر شروح اور حواشی تحریر کئے گئے۔ جن میں اسے اکثر کافیہ اور فوائد ضیائیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

قاضی شہاب الدین کی ارشاد،، کے بعد ہندوستان کی علمی تاریخ میں صرف گنتی کے چند

Marfat.com

نحوی متون کا پتہ ملتا ہے, جن علمائے ہند نے علم نحو پر تصنیفی کام کیا ان میں سے چند مشاہیر کی خدمات کا صدی وار سرسری جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

آٹھویں صدی

ہندوستان میں نحوی کتابوں کی تصنیف وترتیب کی طرف پوری توجہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے بعد کی گئی ان سے پہلے تاریخ میں صرف ایک کتاب،، یوسفی،، کا ذکر ملتا ہے۔ جو آٹھویں صدی میں حضرت علامہ سید یوسف بن سید جمال حسینی ملتانی رحمتہ اللہ تعالی علیہ متوفی ۷۹۰ھ نے قاضی ناصر الدین بیضاوی کی لب الالباب فی علم الاعراب کی شرح میں لکھی تھی۔

سید یوسف کے آبائے کرام مشہد کے رہنے والے تھے وہاں سے نقل سکونت کر کے ملتان میں متوطن ہوئے۔

آپ سلطان فیروز شاہ تعلق کے دور (۷۵۲ھ تا ۷۹۰ھ) میں ملتان سے دہلی تشریف لائے اس نے جب آپ کے کمال علم ودانش کو دیکھا تو اپنے مدرسہ کے فرائض تدریس آپ کے سپرد فرمادئے جہاں آپ برسوں تک مسند درس پر رونق افروز رہے۔ آپ کی رفعت روحانی کا یہ عالم تھا کہ ہر شب جمعہ کو خواب میں رحمت عالم ﷺ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوتے تھے۔

آپ کی شرح یوسفی آٹھویں صدی کے اندر ہندوستان میں نحو پر تصنیف ہونے والی تنہا کتاب ہے۔ ہاں اگر ہدایۃ النحو کو شیخ سراج الدین عثمان اخی سراج کی تصنیف مان لیا جائے تو پھر اس صدی کی تصنیفات نحویہ کی تعداد دو ہو جاتی ہے۔ مگر شیخ اخی سراج کی جانب ہدایۃ النحو کا انتساب معیار تحقیق پر پورا نہیں اترتا کیونکہ اخبار الاخیار میں شیخ محقق نے اخی سراج کے تذکرہ میں ان کی کسی تصنیف کا ذکر نہیں کیا نیز جن دیگر کتابوں میں اخی سراج کے حالات ملتے ہیں ان میں بھی ان کی کسی تصنیف کا تذکرہ نہیں۔ ان کی جانب ہدایۃ النحو کے انتساب کی بنیاد صرف تعداد العلوم علی حسب المفہوم پر ہے جن لوگوں نے بھی ہدایۃ النحو کو ان کی تصنیف بتایا ہے وہ حوالہ میں صرف تعداد العلوم ہی کو پیش کرتے ہیں۔ مگر تعداد العلوم کیسی کتاب ہے اس کا مصنف کون ہے۔ کس زمانہ اور کس حیثیت کا ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا اور اس صورت حال میں ان کی طرف ہدایۃ النحو کی نسبت کرنا کس طرح قابل اعتماد اور لائق یقین ہو سکتا ہے؟

Marfat.com

نویں صدی

اس صدی کے سب سے بڑے عالم نحو ملک العلما حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی ہیں جن کا تذکرہ آپ نے گذشتہ اوراق میں ملاحظہ فرمایا وہی ہندوستان کے امام النحو اور سرگردہ نحات ہیں۔ اسی صدی کے ایک عظیم عالم نحو حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی متوفی ۸۸۲ھ بھی ہیں جو قطب لکھنو حضرت شاہ مینا علیہ الرحمتہ والرضوان کے مرید خاص اور خلیفہ اجل ہیں آپ کمالات روحانی سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری کے بھی زبردست ماہر تھے آپ نے نحو میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ مصباح اور کافیہ کی شرح لکھی اور فوائد ضیائیہ کا حاشیہ تحریر کیا۔ اسی صدی میں ملک العلماء کے شاگرد حضرت علامہ شیخ صفی الدین جونپوری متوفی ۸۹۰ھ نے بھی علم نحو کی عظیم خدمات انجام دیں آپ کے آباواجداد غزنی کے باشندے تھے فتنہ تاتار کے موقع پر آپ کے جدامجد شیخ نظام الدین اپنے بیٹے نصیر الدین کو ساتھ لے کر سلطان علاؤ الدین خلجی کے دور (۶۹۵ھ تا ۷۱۵ھ میں دہلی تشریف لائے۔ پھر وہاں سے جونپور منتقل ہو گئے وہاں آپ کے صاحبزادہ شیخ نصیر الدین کا نکاح قاضی شہاب الدین کی صاحبزادی کے ساتھ ہوا جس سے علامہ صفی الدین پیدا ہوئے۔

شیخ علامہ صفی الدین نے اپنے نانا ملک العلماء قاضی شہاب الدین سے علوم متداولہ کی تعلیم حاصل کی اور ان میں درجہ کمال کو پہونچے۔ آپ نے حل ترکیب کافیہ اور کافیہ کی مشہور شرح غایۃ التحقیق تصنیف کیں جن کی افادیت واہمیت موجودہ دور میں بھی اپنی جگہ برقرار ہے۔

دسویں صدی

اس صدی میں علامہ جامی قدس سرہ السامی کے تلمیذ اجل ملا عبدالغفور لاہوری متوفی ۹۱۲ھ نے فوائد ضیائیہ پر حاشیہ لکھا جو عبدالغفور کے نام سے مشہور ہے مگر ابھی وہ منزل تکمیل کو نہیں پہونچا تھا کہ پیک اجل آپہونچا اور وہ اس کو ناتمام چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مولانا الہ داد جونپوری متوفی ۹۴۲ھ بھی اس صدی کے علمائے نحو میں نمایاں مقام رکھتے ہیں آپ بیک واسطہ ملک العلماء کے شاگرد ہیں اس دور کے اکابر علمائے جونپور میں ان کا شمار

Marfat.com

ہوتا ہے۔ اپنی ساری عمر افادہ علوم اور تصنیف و تالیف میں صرف کی مطالب علمیہ کی تنقیح و تحقیق میں درجہ کمال حاصل تھا آپ نے کافیہ کی شرح اور شرح ہندی کا حاشیہ تحریر کیا اسی صدی کے ایک عالم نحو شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی متوفی ۹۹۸ھ بھی ہیں آپ علوم شریعت و طریقت کئے جامع اور کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ آپ نے ملک العلما کی ،، ارشاد ،، کی شرح اور فوائد ضیائیہ کا حاشیہ لکھا۔

گیارھویں صدی

فخر الاولیا قطب دوراں حضرت سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی صاحب سبع سنابل شریف متوفی ۱۰۱۷ھ نے بحث منصرف تک کافیہ کی ایک اچھوتی اور منفرد شرح تصنیف کی جس میں کافیہ کو تصوف کی کتاب قرار دے کر اس کی عبارت کی عارفانہ وصوفیانہ تشریحات کی گئی ہیں۔

اس صدی کے ایک عظیم عالم نحو علامہ عبدالنبی عمادالدین محمد عارف عثمانی شطاری متوفی ۱۰۲۰ھ نے ،، ارشاد ،، کی شرح اور بحث حال سے مجرورات تک فوائد ضیائیہ کا حاشیہ تحریر کیا۔ آپ کا شمار اس دور کے اعاظم علماء اور اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔

ملا عصمت اللہ سہارنپوری متوفی ۱۰۳۹ھ نے نابینائی کے باوجود خدمت نحو کی سعادت حاصل کی۔ فوائد ضیائیہ کا حاشیہ ان کی تصنیف ہے۔

اس صدی کے ایک جلیل القدر عالم ملا عبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ ہیں آپ علوم نقلیہ و عقلیہ میں زبردست صلاحیتوں کے مالک تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ و الرضوان متوفی ۱۰۳۵ھ آپ کو آفتاب پنجاب کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مجدد صاحب کو سب سے پہلے مجدد الف ثانی کا خطاب آپ ہی نے دیا تھا۔ آپ نے ملا عبدالغفور لاہوری کے نامکمل حاشیہ فوائد ضیائیہ کا تکملہ لکھ کر اسکی تکمیل کی اور حاشیہ عبدالغفور پر بھی حاشیہ لکھا۔

اسی صدی میں ملا عبدالرشید جونپوری متوفی ۱۰۸۳ھ نے فارسی زبان میں کافیہ پر حاشیہ تحریر کیا۔

Marfat.com

بارھویں صدی

اس صدی میں بھی متعدد علما نے علم نحو پر تصنیفی کام کیا علامہ عبدالنبی بن قاضی عبد الرسول عثمانی احمد نگر گجراتی نے ۱۱۴۴ھ میں کافیہ کی مشہور فارسی شرح جامع الغموض منبع الفیوض ،، تصنیف کی موصوف کا سلسلہ تلمذ وارادات شارح ارشاد علامہ شاہ وجیہ الدین علوی ءتک پہونچتا ہے۔

گجرات ہی کے ایک دوسرے عالم علامہ شیخ نورالدین بن شیخ محمد صالح احمد آبادی متوفی ۱۱۵۵ھ نے فوائد ضیائیہ پر حاشیہ تحریر کیا۔

تیرھویں صدی

لکھنو کے ایک عالم مولوی تراب علی متوفی ۱۲۸۰ھ نے فوائد ضیائیہ کا حاشیہ لکھا۔ مگر وہ تکمیل تک نہیں پہونچ سکا فرنگی محل کے مولانا عبدالحکیم متوفی ۱۲۰۵ نے مصباح پر حاشیہ تحریر کیا آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے علوم متداولہ میں کثیر کتابیں تصنیف کیں ۔۱۲۸۵ھ میں مولوی الہی بخش صاحب نے تبیین ابوسعید خانی کے نام سے شرح ماتہ عامل کا حاشیہ لکھا جو ''التوضیح الکامل ،، کے نام سے مشہور ہے۔

اس صدی میں بحرالعلوم مولانا عبدالعلی صاحب فرنگی محلی کے پوتے مولانا عبدالحکیم لکھنوی متوفی ۱۲۸۸ھ نے علم نحو میں ،، زبدۃ النحو ،،اور جدول ،، نام کے دومتن ترتیب دئے جن میں سے پہلا عربی زبان میں اور دوسرا فارسی زبان میں ہے ،، تشریح النحو ،، اور اردو زبان میں قواعد نحو، تصنیف کی۔

قواعد نحو سے پہلے اردو کی کسی نحوی کتاب کا سراغ نہیں ملتا۔ اس لئے اس کتاب کو اردو زبان میں نحو کی سب سے پہلی کتاب قرار دیا جاسکتا ہے۔ برٹش گورمنٹ نے اس کتاب کی تصنیف پر مصنف کو دوسو روپیہ انعام دیا۔

چودھویں صدی

امام المتکلمین حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے صاحب زا

Marfat.com

د ے حضرت مولانا عبدالحق خیر آبادی متوفی ۱۳۱۶ھ نے کافیہ کی مشہور شرح ،، تسہیل الکافیہ،، تصنیف فرمائی۔

چودھویں صدی کے مجدد امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ ہندوستان میں وہ عظیم ترین شخصیت ہیں جن کے علمی جاہ وجلال وسعت نظر قوت استدلال اور قدرت کلام کا ایک جہاں معترف ہے۔ تحقیق وتدقیق، جامعیت علوم اور کثرت تصانیف میں امام موصوف بلاشبہ نادر روزگار تھے۔ آپ نے پچاس علوم وفنون میں ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں کی بڑی تعداد عربی زبان میں ہے۔ آپکی عربی تصنیفات ادب ونحو میں آپ کی بے پناہ صلاحیت ومہارت کی آئینہ دار ہیں۔

دوران تعلیم آپ نے مشہور درسی کتاب ہدایۃ النحو کی عربی شرح تصنیف فرمائی۔ تبلیغ الکلام الی درجۃ الکمال فی تحقیق اصالۃ المصدر والافعال،، آپکی ایک انتہائی محققانہ نحوی تصنیف ہے۔ آپکے تلامذہ وخلفا بھی علوم وفنون کے جامع اور کمالات روحانی کے وارث ہوئے اور انہوں نے عربی علوم کی بے مثال خدمات انجام دیں۔ آپکے محبوب شاگرد وخلیفہ ملک العلما حضرت علامہ ظفرالدین فاضل بہاری نے علم نحو پر متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

چودھویں صدی کے علمائے نحو میں صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۹۸ھ کو خصوصی اہمیت وعظمت حاصل ہے۔ علم نحو میں آپ ایسی کامل بصیرت اور عظیم تجربہ کے حامل تھے جس کی مثال ہندوستانی علماء میں بہت کم نظر آتی ہے۔ بجا طور پر آپ کو دور آخر کا امام النحو کہا جاسکتا ہے۔

آپکو فاضل بریلوی کے اجلہ خلفا صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین صاحب مرادآبادی اور صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی صاحب اعظمی علیہما الرحمۃ والرضوان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

آپ نے نحوی درسی کتابوں کی ایسی محققانہ شروح تحریر فرمائیں جن کو پڑھ کر متقدمین نحات کی تصنیفات کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

کافیہ کی شرح بشیر الناجیہ۔

شرح مائۃ عامل کی شرح البشیر الکامل۔

Marfat.com

نحو میر کی شرح البشیر

آپ کا ایسا نحوی شاہکار ہیں جو فضلا وطلبہ میں یکساں مقبول ہیں۔

اسی صدی میں بحر العلوم حضرت علامہ مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۰۲ھ نے بھی علم نحو کی نمایاں خدمات انجام دیں۔ آپ نے فاضل بریلوی کی قائم کردہ مرکزی درسگاہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں تعلیم پائی اور علوم متداولہ میں امتیازی مقام پر متمکن ہوئے، دیگر علوم کے علاوہ آپ نے علم نحو پر بہترین کتابیں تصنیف فرمائیں۔

بدایۃ النحو

دراسۃ النحو

التوضیح المقبول فی الحاصل والحصول

الجواہر الصافیہ من فوائد الکافیہ

البیان السامی فی شرح دیباجۃ الجامی

وقایۃ النحو فی ہدایۃ النحو

ترجمہ عبدالرسول شرح مائۃ عامل منظوم۔

آپکی ایسی تصانیف ہیں جو آپکی بے پایاں نحوی مہارت کا بین ثبوت ہیں۔

یہ ہندوستانی علماء کی نحوی خدمات کا مختصر سا جائزہ ہے جس میں ہم نے صرف بعض مشاہیر نحات کے کارناموں پر اکتفا کیا ہے۔ مذکورہ علماء کے علاوہ بہت سے دیگر علماء نے بھی علم نحو کی اشاعت وترقی میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی تصنیفات کے ذریعہ اس کے سرمایہ میں قابل قدر اضافہ کیا۔ جس کی مکمل تفصیل کے لئے مستقل کتاب کی ضرورت ہے یہ مقدمہ مفصل تاریخ کا متحمل نہیں ہوسکتا۔

علمائے دیوبند اور علم نحو

علمائے دیوبند نے نحو کی درسی کتابوں پر اردو زبان میں متعدد شروح اور حواشی تحریر کئے۔ ان کی یہ تالیفات قطعا اس قابل نہیں کہ ان کو نحوی کتب کی صف میں شمار کیا جاسکے اور نہ ان کے مصنفین اس لائق ہیں کہ کوئی مورخ نحو ان کو علمائے نحو میں شامل کر سکے۔

Marfat.com

نحو کا مبتدی طالب علم بھی ان کی کتابوں کے مطالعہ سے اس حقیقت کا بخوبی ادراک کرلیتا ہے کہ نحوی مہارت۔ مسائل کا استحضار اور معیاری کتب نحو پر عبور تو درکنار علمائے دیو بند نحو میر شرح مائۃ عامل جیسی ابتدائی کتابوں کو بھی سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔

اصطلاحات سے ناواقفیت۔ قواعد سے جہالت مسائل میں غلطیاں۔ تراکیب میں خامیاں، خودساختہ مثالوں میں مضحکہ خیزیاں، تعریفات میں فساد احکام میں تضاد مصنفین پر افترا، نحویوں کی جانب نسبت ناروا، یہ وہ خصوصیات ہیں جو علمائے دیو بند کی شروح وحواشی کا طرۂ امتیاز ہیں۔

انہوں نے خدمت کے نام پر دنیائے نحو میں ایسی تخریب کاری اور فساد انگیزی کی ہے جس کی مثال کسی بھی علم کی تاریخ میں ملنا ناممکن ہے۔ نحو کے اصول ومسائل کا جو مسخ عام انھوں نے اپنی کتابوں میں کیا ہے وہ علم نحو سے ان کی جہالت وناآشنائی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

اب ہم علمائے دیو بند کی،، نادر تحقیقات نحویہ،، کے چند نمونے اور ان کا سرسری تجزیہ پیش کر رہے ہیں تاکہ ناظرین ان کی،، علمی خدمات،، کا اچھی طرح اندازہ کرسکیں۔

قیاس کن زگلستان من بہارم را

نحو میر کی شرح المصباح المنیر کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو جس کے ٹائٹل پیج پر اس کے مصنف کا تعارف اس طرح کرایا گیا ہے۔

استاذ الاساتذہ حضرت مولنا سید حسن صاحب ابن امام النحو حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب مدرس دارالعلوم دیو بند۔

امام النحو کے یہ بلند قامت صاحبزادے اپنی اس کتاب میں ضمیر مرفوع متصل مستتر کی تعداد چار بتاتے ہیں۔ ھو یا ھی ۔ انت ۔یا انتِ۔انا ،نحن ۔

پھر ضمیر مرفوع متصل کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ چودہ ضمیریں مرفوع متصل کی ہیں یہ ضمائر فاعل اور نائب فاعل، مبتدا ،خبر واقع ہوتی ہیں۔

پھر اس کے بعد کہتے ہیں۔

مثال مبتدا ہونے کی انتم مو منو ن میں انتم ضمیر مرفوع متصل بارز مبتدا ہے۔ مثال

Marfat.com

خبر ہونے کی اشا ھذا نت یہاں انت خبر ہے۔مثال: فاعل ہونیکی قا لا اس میں ضمیر ھما فاعل ہے۔مثال نائب فاعل ہونیکی نصر وا اس میں ھم نائب فاعل ہے۔

اب دارالعلوم کے ان استاذ الاساتذہ صاحب کے مذکورہ بالا ارشادات عالیہ میں علم نحو کے نکات لطیفہ واسرار عجیبہ ملاحظہ فرمایئے اوران کی رفعت علم کی داد دیجئے۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل مستتر کو چار میں منحصر کرنا سرا سر جہالت ونادانی ہے۔کیونکہ ضمیر مرفوع متصل مستتر چودہ ہوتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) ھو ضارب میں ھو

(۲) ھما ضا ربا ن میں ھما

(۳) ھم ضا ربو ن میں ھم

(۴) ھی ضا ربۃ میں ھی

(۵) ھما ضا ربتا ن میں ھما

(۶) ھن ضا ربات میں ھن

(۷) انت ضا رب میں انت

(۸) انتما ضا ربان میں انتما

(۹) انتم ضا ربون میں انتم

(۱۰) انتِ ضا ربۃ میں انت

(۱۱) انتما ضاربتا ن میں انتما

(۱۲) انتن ضاربات میں انتن

(۱۳) انا ضارب میں انا

(۱۴) نحن ضاربو ن میں نحن

خدا جانے امام النحو کے اس شاہزادے نے کہاں سے یہ نادر تحقیق،، حاصل فرمائی ہے کہ ضمیر مرفو ع متصل مستتر صرف چار ہیں۔میرے خیال میں انہوں نے ہدایۃ النحو کی اس عبارت کو پڑھ لیا ہوگا۔

ان المرفو ع المتصل خاصۃ یکو ن مستتر فی الما ضی للغا ئب والغا ئبۃ

Marfat.com

کضرب ای ھو و ضربت ای ھی و فی المضا رع المتکلم مطلقا نحو اضرب ای انا و نضرب ای نحن وللمخاطب کتضر ب ای انت وللغا ئب والغائبۃ کیضرب ای ھو وتضرب ای ھی ۔

اس عبارت میں ذکر کی ہوئی ضمیروں کو شمار کر کے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ ضمیر مرفوع متصل مستتر چار ہوتی ہیں۔ مگر وہ اس سے متصل اگلی عبارت کو نہ سمجھ سکے کہ۔

وفی الصفۃ اعنی اسم الفا عل والمفعول و غیر ھما مطلقا ۔

(۲) اگر موصوف نے افعال میں مستتر ہونے والی ضمیروں کو مدنظر رکھ کر ضمیر مرفوع متصل مستتر کو چار میں محصور کیا ہے تو ان میں انتِ کو شامل کرنا باطل، کیونکہ انتِ کسی بھی فعل میں مستتر نہیں ہوتا اور اگر افعال وصفات دونوں کی مستتر ضمیروں کو پیش نظر رکھ کر یہ فیصلہ کیا ہے تو چار میں حصر فاسد۔ جیسا کہ آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا۔

(۳) مرفوع متصل ضمیروں کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ضمائر فاعل۔ نائب فاعل ۔مبتدا۔ خبر واقع ہوتی ہیں کھلی ہوئی گمراہی اور سخت جہالت ہے کیونکہ ضمیر مرفوع متصل نہ مبتدا واقع ہو سکتی ہے نہ خبر۔

علامہ ابن حاجب کافیہ میں یہ قاعدہ بیان کرنے کے بعد کہ منفصل کا استعمال صرف اس صورت میں جائز ہے جب متصل کا استعمال متعذر ہو تعذر متصل کے مواقع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

او یکو ن العامل معنو یا　　یا ضمیر کا عامل معنوی ہو۔

اور نحو میر پڑھنے والا طالب علم بھی اس بات کو جانتا ہے کہ ضمیر کا عامل معنوی ہونے کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ مبتدا یا خبر واقع ہو۔ کیونکہ ضمیر اسم ہوتی ہے اور اسم میں عمل کرنے والا عامل معنوی صرف ابتدا ہے جو مبتدا و خبر میں عمل کرتا ہے۔

لہذا جب قانون نحو یہ ہے کہ ضمیر کا عامل معنوی ہونے کی صورت میں ضمیر متصل کا آنا متعذر ہے تو پھر ضمیر مرفوع متصل کس طرح مبتدا و خبر واقع ہو سکے گی۔

اب یہ تو نحات دیو بندہی بتا سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک مبتدا و خبر کا عامل لفظی ہے یا عامل معنوی ہونے کی صورت میں ان کے یہاں ضمیر متصل کا استعمال جائز ہے؟

Marfat.com

جب دارالعلوم کے استاذ الاساتذہ کا یہ حال ہے کہ وہ نہ نحومیر سمجھتے ہیں نہ کافیہ تو خدا جانے وہاں کے اساتذہ کس درجہ علیا پر فائز ہونگے۔

(۴) یہاں تو ضمیر مرفوع متصل میں اس قدر توسیع کی کہ اس کو فاعل و نائب فاعل کے ساتھ مبتدا و خبر بھی بنادیا مگر آگے چل کر فرماتے ہیں۔

مرفوع متصل وہ ضمیریں جو فعل سے ملی ہوئی آتی ہیں۔ اور ہمیشہ فاعل ہوا کرتی ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں کہ دونوں عبارتوں میں کتنا شدید اور واضح تضاد ہے۔ اگر ضمیر مرفوع متصل ہمیشہ فاعل ہوتی ہے تو پھر نائب فاعل اور مبتدا و خبر کیسے واقع ہوگی۔ اور اگر نائب فاعل اور مبتدا و خبر بھی واقع ہوتی ہے تو فاعل ہونے میں ہیشگی کس طرح پائی جائے گی۔

اس تضاد کے علاوہ اس قول میں دو مستقل جہالتیں بھی ہیں کیونکہ ضمیر مرفوع متصل صفات کے ساتھ بھی آتی ہے نیز فاعل ہونے کے علاوہ نائب فاعل بھی بنتی ہے جیسا کہ نحومیر خواں طلبہ بھی جانتے ہیں۔

لہذا فعل کے ساتھ مل کر آنے کی تخصیص بھی جہالت اور ہمیشہ فاعل ہونے کی تقیید اس سے بڑی جہالت۔

(۵) انتم مو منو ن میں انتم مبتدا کو ضمیر مرفوع متصل بارز بتانا اتنی بڑی جہالت ہے جس کا ارتکاب معمولی طالب علم بھی نہیں کرسکتا اگر استاذ الاساتذہ صاحب کو نحومیر بھی یاد ہوتی تو کبھی یہ لطیفہ صادر نہیں فرماسکتے تھے۔ معلوم نہیں دارالعلوم دیو بند کا استاذ الاساتذہ بننے کے لئے کتنی تعلیم کافی ہوتی ہے۔؟

(۶) ”اشا ھدا نت ،، میں انت کو ضمیر مرفوع متصل بتانا بھی اسی عظیم درجہ کی جہالت ہے جس پر فائز ہونے کی سعادت کسی نحومیر خواں کو بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔

معلوم نہیں دارالعلوم دیو بند میں جو نحو مروج ہے وہ کہاں سے درآمد کی گی ہے؟

(۷) پھر اشا ھد انت میں،، انت ،،کو خبر بتانا جہالت در جہالت ہے جو ترکیب دانی میں علمائے دیو بند کی بے بضاعتی کو پوری طرح واضح کرتی ہے۔

ان کی انوکھی ترکیب اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ دارالعلوم دیو بند کے استاذ الاساتذہ نہ مبتدا کو جانتے ہیں نہ خبر کو۔ کیونکہ شاہد مثال مذکور میں مبتدا کی قسم دوم ہے جس کو ہدایۃ

Marfat.com

النحو میں بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے۔

واعلم ان لھم قسما آخر من المبتدا: لیس مسندا الیه وھو صفة وقعت بعد حرف النفی نحو ما قائم زیدا وبعد حرف الا ستفھام نحو اقائم زید بشرط ان ترفع تلك الصفة اسما ظاھرا۔

نحویوں کے لئے مبتدا کی ایک دوسری قسم ہے جو مسند الیہ نہیں ہوتی ہے اور ایسی صفت ہے جو حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے ما قائم زید یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو جیسے اقائم زید اس شرط پر کہ وہ صفت کسی اسم ظاہر کو رفع دے۔

واضح رہے کہ یہاں اسم ظاہر سے غیر ضمیر مستتر مراد ہے اس لئے ضمیر منفصل کو رفع دینے والی صفت بھی اس تعریف میں داخل ہوگی جیسا کہ صاحب درایۃ النحو اس مقام پر اسما ظاھرا کی تشرح کرتے ہوے فرماتے ہیں۔

ای غیر مضمر مستتر بالحمل علی عموم المجاز اوبارادة المعنی اللغوی منه لید خل فیه مثل قوله تعالی اراغب انت واقائم انت۔

اسم ظاہر سے غیر ضمیر مستتر مراد ہے عموم مجاز پر محمول کر کے یا اس سے معنی لغوی کا ارادہ کر کے تا کہ اس میں فرمان الٰہی اراغب انت اور اقائم انت جیسے بھی داخل ہو جائیں۔

صاحب درایۃ النحو کی اس واضح صراحت کے بعد اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اشاھد انت میں شاہد مبتدا کی قسم ثانی ہے لہذا انت اسکا فاعل قائم مقام خبر ہوگا نہ کہ خبر کیونکہ خبر وہ اسم ہوتا ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور مسند بہ ہو جبکہ مثال مذکور میں انت نہ تو عوامل لفظیہ سے خالی ہے کیونکہ اس کا عامل شاھد ہے جو کہ لفظی ہے اور نہ وہ مسند بہ ہے کیونکہ وہ شاھد کا فاعل ہے اور فاعل مسند الیہ ہوتا ہے مسند بہ نہیں۔

پھر اس کو خبر بنانا کس طرح درست ہوسکتا ہے؟ دار العلوم دیوبند کے استاذ الاساتذہ کا انت کو خبر بتانا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ انھیں خبر کی تعریف ہی معلوم نہیں یا پھر ان کے نزدیک صفت عامل معنوی اور فاعل مسند بہ ہوتا ہے ، مذکورہ مثال میں چونکہ صفت اور اس کا معمول دونوں مفرد ہیں اس لئے ”فان طابقت مفردا جاز الامران“ کے تحت اسمیں ایک دوسری ترکیب بھی جائز ہے جس کو علامہ جامی نے اسطرح بیان کیا ہے۔” وکون ما بعدھا

Marfat.com

مبتدا و الصفة خبرا مقدما علیه" اس ترکیب کے مطابق انت کو مبتدا بنایا جائے گا اور شا هد کو اسکی خبر مقدم۔ علم نحو کے اصول کے مطابق اس مثال میں صرف یہی دو ترکیبیں ہو سکتی ہیں انت کو خبر بنانا یہ ایسی پر جہالت ترکیب ہے جو دار العلوم کے استاذ الاساتذہ ہی کے شایان شان ہے۔

(۸)۔،، قــالا ،، کو ضمیر مرفوع متصل کے فاعل ہونے کی مثال میں پیش کر کے اس میں ضمیر ھما کا لنا صریح تضاد بیانی ہے کیونکہ پہلے ضمیر مرفوع متصل کو چار میں منحصر کر چکے ہیں جن میں ھما شامل نہیں ہے پھر وہ قالا میں کہاں سے نکل آیا؟

(۹) قالا کا فاعل ھما کو بتانا تضاد بیانی کے علاوہ فی نفسہ ایک اعلیٰ درجہ کی جہالت بھی ہے۔ کیونکہ ہدایۃ النحو تک میں یہ مسئلہ صراحۃً بیان کیا گیا ہے کہ ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہوتی ہے (۱) واحد مذکر غائب (۲) واحد مونث غائب۔

امام النحو کے صاحبزادے نے نہ جانے کہاں سے قالا میں ھما کو برآمد کر لیا۔؟

۹ ۔ نصر و امیں ضمیر ھم نکالنا بھی تضاد پسندی ہے۔

۱۰ ۔ نصـرو امیں ھـم ضمیر کو نائب فاعل بتانا جہل بالائے جہل ہے کیونکہ ماضی کے صیغہ جمع مذکر غائب میں ضمیر مستتر نہیں ہوتی کمامر

دار العلوم دیوبند کے استاذ الاساتذہ کی نحو دانی کا حیرت انگیز تماشہ دیکھنے کے بعد اس عظیم المرتبت درسگاہ کے درجہ علیا کے ایک مدرس کا تجربہ نحو ملاحظہ فرمایئے شرح ماتہ عامل کی شرح ایضاح العوامل میں مولنا ظہور احمد صاحب۔ مدرس درجہ علیا دار العلوم دیوبند "داخــــلا" کی ترکیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

داخــلا صیغہ اسم فاعل اسمیں ضمیر هــو مستتر جو کہ راجع ہے ما موصول کی طرف اس کا نائب فاعل۔

بر میں بھی یہ مسئلہ صراحۃً بیان کیا گیا ہے کہ اسم فاعل فعل معروف کا عمل کرتا ہے اور فعل معروف اعل کو رفع دیتا ہے نہ کہ نائب فاعل کو لہذا اسم فاعل بھی فاعل ہی کو رفع دیگا۔

مگر ظاہر ہے۔ جب استاذ الاساتذہ کو نحو میر یاد نہیں تو استاد،، کو کس طرح یاد ہو سکتی ہے اسی لئے اسم فاعل کے لئے نائب فاعل وجود میں آ گیا۔

Marfat.com

یہی استاذ موصوف باوفا تھا التی ھی الصباح ۔الخ ۔ کی ترکیب کرتے ہوئے۔
ھا ضمیر مضاف الیہ کو موصوف اور التی ھی الصباح الخ کو اس کی صفت بتاتے ہیں حالانکہ معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ضمیر نہ موصوف بنتی ہے نہ صفت جیسا کہ صاحب ہدایۃ النحو فرماتے ہیں۔

والمضمر لا یو صف ولا یو صف بہ

مگر دارالعلوم کے اساتذہ کا عالم ہی نرالا ہے کہ نہ نحومیر یاد نہ ہدایۃ النحو مگر درجہ علیا کے مدرس۔

اس قسم کے بے شمار عجائب وغرائب علمائے دیوبند کی ہر نحوی تصنیف میں بکھرے ہوئے ہیں مگر ہم بخوف طوالت انھیں چند پر اکتفا کر رہے ہیں جو حضرات ان عجائبات نحویہ کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ صدر العلما حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ کی،، البشیر شرح نحومیر،، البشیر الکامل اور بشیر الناجیہ ملاحظہ فرمائیں ان میں صدر العلما نے علمائے دیوبند کی ایسی ہزار ہا غلطیوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔علمائے دیوبند کی ان تصنیفات کا جائزہ لینے کے بعد انہیں کسی ایسے جدید نحو کا موجد تو کہا جا سکتا ہے جس کی ایجاد دارالعلوم دیوبند میں کی گئی ہو مگر ان کو اس نحو عربی کے علما میں شمار نہیں کیا جا سکتا جو تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال سے دنیا میں مروج ہے۔

علم نحو سے متعلق جو گوشے میں نے ناظرین کے سامنے پیش کئے ہیں ان کا حوالہ تحریر کرنے سے پہلے ان کے بارے میں تا حد امکان ہر طرح سے تحقیق وتفتیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر خطا وغلطی سے معصومیت انسانوں میں صرف انبیاءِ مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کا خاصہ ہے عام انسان علم ودانش کے کتنے ہی بلند مرتبہ پر فائز ہو جائے مگر اس کی رفعت علم ذکاوت فہم اور وسعت نظر کے باوجود اس کی معلومات کو احتمالی خطا سے بالاتر قرار نہیں دیا جا سکتا۔پھر مجھ جیسا انسان جس کو اپنی بے بضاعتی اور تہی دامانی کا پورا پورا احساس ہے اپنی نگارشات کے بے خطا ہونیکا دعوی کس طرح کر سکتا ہے۔

اس لئے ارباب علم وفضل سے درخواست ہے کہ اگر کسی خامی پر مطلع ہوں تو نشانہ تنقید بنانے کے بجائے اس خاکسار کو آگاہ کرنے کی زحمت فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کیجا سکے۔

Marfat.com

آخر میں میں برادر طریقت فاضل جلیل حضرت علامہ نور الدین صاحب نظامی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنی بے بہا نادر و نایاب کتابوں سے استفاضہ کا موقع دیکر اس مقدمہ کی ترتیب و تالیف میں پر خلوص تعاون عطا فرمایا۔

گدائے مفتی اعظم

مختار احمد قادری

صدر المدرسین مدرسہ بحر العلوم بہیڑی ضلع بریلی شریف

۲۴۔ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ

تمت بالخیر

Marfat.com

فاعل کی پہیلیاں

(۱) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل منصوب اور مفعول مرفوع ہو سکتا ہے؟
(۲) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل مونث لفظی ہو جب بھی فعل مذکر لانا جائز ہے؟
(۳) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل مونث غیر حقیقی ہو جب بھی فعل کو مونث لانا واجب ہے؟
(۴) وہ کونسی صورت ہے کہ فعل و فاعل مونث کے درمیان فاصلہ ہو جب بھی فعل کو مونث لانا واجب ہے؟
(۵) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل جمع مونث حقیقی ہو جب بھی فعل مذکر لایا جا سکتا ہے؟
(۶) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل لفظا مجرور ہوتا ہے؟
(۷) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل ضمیر مونث ہو جب بھی فعل مذکر ہی لایا جائے گا؟
(۸) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل مونث حقیقی ہو جب بھی فعل مذکر لانا واجب ہے؟
(۹) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل واحد مونث حقیقی اسم ظاہر ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فاصلہ بھی ہو جب بھی فعل کو مذکر و مونث دونوں لانا جائز ہے؟)
(۱۰) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل کو مفعول سے پہلے نہیں لایا جا سکتا؟
(۱۱) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول کو فاعل سے پہلے نہیں لایا جا سکتا؟
(۱۲) وہ کونسی صورت ہے کہ مشغول الا کے بعد واقع ہو جب بھی فاعل کو مقدم کرنا ضروری نہیں؟
(۱۳) وہ کونسی صورت ہے کہ فعل و فاعل دونوں کو حذف کیا جا سکتا ہے؟
(۱۴) وہ کونسی صورت ہے کہ صرف فعل کو حذف کیا جا سکتا ہے؟
(۱۵) وہ کونسی صورت ہے کہ صرف فاعل کو حذف کیا جا سکتا ہے؟

Marfat.com

(۱۶) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل مبتداء واقع ہو سکتا ہے؟

(۱۷) وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل واحد مذکر ہو جب بھی فعل کو مونث لانا جائز ہے؟

جوابات فاعل کی پہیلیاں

(۱) جب صورۃ و معنی التباس کا خوف نہ ہو تو کبھی فاعل کو نصب اور مفعول کو رفع دے دیا جاتا ہے۔ جیسے اہل عرب کا قول خرق الثوب المسمار۔ یعنی کیل نے کپڑے کو پھاڑ دیا۔ یہاں ثوب کو مرفوع پڑھا جاتا ہے اور مسمار کو منصوب حالانکہ مسمار فاعل ہے۔ لیکن یہ صورت سماع پر ہی موقوف ہے اس پر غیر کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

شرح ابن عقیل ص ۲۰۸ میں ہے:

وقد يرفع المفعول وينصب الفاعل عند امن اللبس كقولهم خرق الثوب المسمار ولا يقاس ذلك بل يقتصر فيه على السماع

(۲) البشیر شرح نحو میر ص ۱۶۳ میں ہے:

اگر مونث لفظی ایسا اسم ہے جس کو حیوان نر اور مادہ دونوں پر اطلاق کرتے ہیں۔ جیسے حمامة۔ کہ کبوتر اور کبوتری دونوں پر بولا جاتا ہے اور نملة۔ چیونٹی اور چیونٹے دونوں پر بولتے ہیں پس اگر یہ فاعل واقع ہوں تو فعل کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں خواہ اس کا مصداق نر ہو یا مادہ۔ جیسے قالت نملة اور قال نملة دونوں جائز ہے

(۳) جب مونث غیر حقیقی کی ضمیر متصل فاعل ہو تو فعل کو مونث لانا واجب ہے جیسے الشمس طلعت۔ یعنی ضمیر مونث متصل کے فاعل ہونے کی صورت میں حقیقی و غیر حقیقی کے درمیان فرق نہیں ہے

شرح ابن عقیل ص ۱۸۰ میں ہے:

تلزم تا التانيث الساكنة للفعل الماضي في موضعين احدهما ان يسند الفعل الى ضمير مونث متصل ولا فرق في ذلك بين المونث الحقيقي و المجازي فتقول هند قامت والشمس طلعت ولا تقول قام ولا طلع

(۴) جب کسی مونث حقیقی کا نام مذکر کے نام پر رکھ دیا جائے تو فعل و فاعل مونث حقیقی

Marfat.com

کے درمیان فاصلہ کے باوجود فعل کو مونث لانا واجب ہے جیسے عورت کا نام زید رکھ دیا جائے تو کہا جائیگا قامت الیوم فی الدار زید "

درایۃ النحو شرح ھدایۃ النحو ص ۷۷ میں ہے:

اذا سمی بہ امرأۃ فھذا الخیار غیر ثابت فیہ عند الفعل بل یجب تانیث فعلہ دفعا للالتباس بالمذکر نحو قامت الیوم فی الدار زید

(۵) جب فاعل جمع مونث حقیقی سالم یا غیر سالم ہو تو فعل کو مذکر بھی لایا جا سکتا ہے جیسے قام الھنود و قامت الھنود و قام الھندات و قامت الھندات "

شرح ابن عقیل ص ۱۸۵ میں ہے:

و ان لم یکن جمع سلامۃ لمذکر بان کان جمع تکسیر لمذکر کالرجال او لمونث کالھنود او جمع سلامۃ لمونث کالھندات جاز اثبات التاء و حذفھا فتقول قام الرجال و قامت الرجال و قام الھنود و قامت الھنود و قام الھندات و قامت الھندات۔

(۶) تحسین کلام کے لئے جب فاعل پر حرف جر باء زائدہ یا من زائدہ داخل کر دیا جائے تو فاعل کو جر دے دیا جاتا ہے جیسے کفی باللہ شھیدا و ما جائنی من احد

(۷) جب فاعل ضمیر منفصل مونث ہو تو فعل کو مذکر ہی لایا جائیگا۔ جیسے" ھند ما قام الا ھی "

شرح ابن عقیل ص ۱۸۳ میں ہے:

فان کان الضمیر منفصلا لم یوت بالتاء نحو ھند ما قام الا ھی

(۸) جب فعل اور فاعل مونث حقیقی یا غیر حقیقی کے درمیان الا کے ذریعہ فاصلہ ہو تو اس وقت فعل کو مذکر لانا واجب ہے جیسے" ما قام الا ھند و ما طلع الا الشمس "

شرح ابن عقیل ص ۱۸۳ میں ہے:

اذا فصل بین الفعل و الفاعل المونث بالا لم یجز اثبات التاء عند الجمھور فتقول ما قام الا ھند و ما طلع الا الشمس و لا یجوز ما قامت الا ھند و لا ما طلعت الا الشمس

Marfat.com

(۹) جب افعال مدح وذم کا فاعل واحد مونث حقیقی اسم ظاہر ہو تو فعل کو مذکر و مونث دونوں لاسکتے ہیں جیسے " نعم المرأة هند ونعمت المرأة هند "

شرح ابن عقیل ص ۱۸٦ میں ہے:

یجوز فی نعم واخواتها اذا کان فاعلها مونثا اثبات التاء وحذفها وان کان مفردا مونثا حقیقیا فتقول نعم المرأة هند و نعمت المرأة هند

(۱۰) جب مفعول کی طرف لوٹنے والی ضمیر فاعل سے متصل ہو یا فاعل الا یا معنیٰ الا کے بعد واقع ہوا ہو یا مفعول ضمیر متصل بالفعل ہو اور فاعل ضمیر متصل بالفعل نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں فاعل کو مفعول سے پہلے نہیں لایا جاسکتا جیسے پہلی مثال " ضرب زیدا غلامه " دوسری مثال " ما ضرب عمرا الازید " تیسری مثال " انما ضرب عمراً زید " چوتھی مثال " ضربك زید "

فوائد ضیائیہ ص ٦٣ میں ہے:

واذا اتصل به ای بالفاعل ضمیر مفعول نحو ضرب زیدا غلامه او وقع ای الفاعل بعد الا المتوسطة بینهما فی صورتی التقدیم والتاخیر نحو ما ضرب عمرا الا زید او وقع الفاعل بعد معناها ای معنی الا نحو انما ضرب عمرا زید او اتصل مفعوله به بان یکون المفعول ضمیر امتصلا بزید وجب تاخیره ای تاخیر الفاعل عن المفعول فی جمیع هذه الصور

(۱۱) جب فاعل و مفعول دونوں میں اعراب لفظی موجود نہ ہو اور کوئی ایسا قرینہ بھی نہ ہو جو فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر دلالت کرے یا فاعل ضمیر متصل واقع ہوا ہو اور مفعول خواہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر متصل یا منفصل یا مفعول الاؔ کے بعد یا اس کے معنی کے بعد واقع ہوا ہو تو ان تمام صورتوں میں مفعول کو فاعل سے پہلے نہیں لایا جاسکتا جیسے۔ پہلی مثال " ضرب موسی عیسٰی " دوسری مثال " ضربت زیدا ۔ ضربتك۔ ما ضربت الا ایاك ۔ تیسری مثال " ما ضرب زید الاعمرا وانما ضرب زید عمرا ۔

کافیہ ص ۱۳ میں ہے:

واذا انتفی الاعراب فیهما لفظا و القرینة او کان مضمرا متصلا او وقع مفعوله بعد الا او معناها وجب تقدیمه

Marfat.com

(۱۲) جب الا فاعل و مفعول کے درمیان واقع نہ ہو اس طور پر کہ مفعول کو فاعل پر الا کے ساتھ کر دیا جائے تو فاعل کو مقدم کرنا ضروری نہیں حالانکہ مفعول الا کے بعد واقع ہے جیسے " ما ضرب الا عمرا زید " ظاہر ہے کہ اس صورت میں معنی یہ ہونگے کہ زید کی ضاربیۃ عمر میں منحصر ہے کیونکہ حصر اسی کلمہ میں ہوتا ہے جو الا سے متصل ہو تو جو حصر مطلوب ہے وہ فوت نہیں ہوگا لہذا فاعل کو مقدم کرنا واجب نہیں ہوگا

فوائد ضیائیہ ص ۶۲ میں ہے:

وانما قلنا بشرط توسطها بينهما في صورتي التقديم و التاخير لانه لو قدم المفعول على الفاعل مع الا فيقال ما ضرب الا عمرا زيد فالظاهر ان معناها الا نحصار ضاربية زيد في عمر واذا لحصر انما هو في ما يلي الا فلا ينقلب الحصر المطلوب فلا يجب تقديم الفاعل

(۱۳) جب کسی سوال کا جواب حروف ایجاب کے ذریعہ واقع ہو تو فعل و فاعل دونوں کو حذف کیا جا سکتا ہے جیسے نعم اس شخص کے جواب میں کہا جائے جس نے کہا" اقام زید۔

کافیہ ص ۱۴ میں ہے:

و قد يحذ فا ن معا في مثل نعم لمن قال اقام زيد"

جامع الغموض شرح کافیہ جلد اول ص ۱۶۳ میں ہے:

مراد از مثل نعم وقوع جواب از حروف ایجاب است

(۱۴) جس وقت سوال مذکور یا مقدر فعل کے حذف پر قرینہ ہو تو صرف فعل کو حذف کیا جا سکتا ہے جیسے "زید" اس شخص کے جواب میں کہا جائے جس نے کہا" من قام" یا جیسے "وليبك يزيد ضارع لخصومة ۔

کافیہ ص ۱۴ میں ہے:

وقد يحذف الفعل لقيام قرينة جوازا في مثل زيد لمن قال من قام۔ شعر ۔ و ليبك يزيد ضرع لخصومة"

جامع الغموض جلد اول ص ۱۶۱ میں ہے:

وباید دانست کہ حذف فعل از روئے جواز بر دو قسم است یکے در جواب سوال مذکور یعنی

Marfat.com

ملفوظ کسما مر و دوم در جواب سوال مقدر چنانچہ اشارہ کرد مصنف علیہ الرحمۃ بسوئے آں بقول شاعر کہ در مرثیہ یزید بن نہشل است "ولیبك الخ

(۱۵) جب مفعول فاعل کے قائم مقام ہو تو فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے ضرب زید۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۶۳ میں ہے:

اما حذف فاعل بدون فعل جائز نیست مگر وقتیکہ مفعول قائم شود مقام فاعل

(۱۶) جب صفت کا صیغہ حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہوا ہو اور وہ اسم ظاہر کو رافع بھی ہو تو مبتداء بنانا درست ہوگا لیکن مابعد فاعل ہوگا جو خبر کے قائم مقام ہوگا اب اگر مبتداء وخبر جو حقیقت میں فاعل ہے۔۔ افراد میں مطابق ہوں یعنی دونوں واحد ہوں تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ پہلی وجہ یہ کہ صفت کا صیغہ مبتداء ہو اور اس کا مابعد فاعل خبر کے قائم مقام ہو۔ دوسری وجہ یہ کہ مابعد مبتداء موخر ہو اور صفت کا صیغہ خبر مقدم ہو جیسے اللہ تعالے کا فرمان مقدس اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم " اس میں" اراغب" مبتدا ہے اور انت فاعل خبر کے قائم مقام ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انت مبتداء موخر ہو اور اراغب خبر مقدم تو یہاں انت فاعل تھا اس کو مبتداء بنانا بھی جائز ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۷۵ میں ہے:

فان تطابقا افرادا نحو اقائم زید جاز فیہ وجھان احدھما ان یکون الوصف مبتداء وما بعدہ فاعل سد مسد الخبر۔ والثانی ان یکون ما بعدہ مبتداء موخرا ویکون الوصف خبرا مقدما ومنہ قولہ تعالی اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم فیجوز ان یکون اراغب مبتداء و انت فاعل سد مسد الخبر۔

(۱۷) جب فاعل مضاف ہو اور اس کا مضاف الیہ مونث ہو اس طرح کہ مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اسکے مقام پر رکھنا درست ہو تو فعل کو مونث لانا صحیح ہوگا کیونکہ یہ مذکر اب مونث کے حکم میں ہے جیسے" قطعت بعض اصابعة "اس مثال میں بعض فاعل مذکر مضاف ہے جس کا فعل مونث لایا گیا ہے چونکہ اس کو حذف کر کے اصابع کو اسکے مقام پر رکھ کر" قطعت اصابعه" کہنا درست ہے،

Marfat.com

شرح ابن عقیل ص ۲۹۸ میں ہے:

قد یکتسب المضاف المذکر من المو نث المضاف الیه التانیث بشرط ان یکو ن المضاف صا لحا للحذف و اقامة المضاف الیه مقامه و یفهم منه ذ لك المعنی نحو قطعت بعض اصابعه فصح تانیث بعض لا ضافته الی اصابع وهو مونث لصحة الا ستغناء با صا بع عنه فتقو ل قطعت اصا بعه ۔

Marfat.com

نائب فاعل یعنی
مفعول مالم یسم فاعلہ کی پہیلیاں

(۱) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول بہ کو نائب فاعل بنانا درست نہیں؟
(۲) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول بہ کو نائب فاعل بنانا خلاف اولی ہے؟
(۳) وہ کونسی صورت ہے کہ باب اعطیت کے دوسرے مفعول کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا؟
(۴) وہ کونسی صورت ہے کہ ظرف کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا؟
(۵) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول مطلق کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا؟
(۶) وہ کونسی صورت ہے کہ ظرف زمان اور ظرف مکان کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا؟
(۷) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول لہ کو نائب فاعل بنایا جاسکتا ہے؟
(۸) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول مطلق قید مخصص کے ساتھ مقید ہو پھر بھی اس کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا ہے؟

جوابات نائب فاعل کی پہیلیاں

(۱) جب مفعول بہ باب علمت کا مفعول ثانی اور باب اعلمت کا مفعول ثالث واقع ہو تو ان کو نائب فاعل نہیں بنایا جاسکتا۔ کیونکہ باب علمت کا مفعول ثانی اور باب اعلمت کا مفعول ثالث اپنے ماقبل کے مفعول کی طرف ہمیشہ اسناد تام کے ساتھ مسند ہوتے ہیں اس لئے کہ اصل میں یہ مبتدا و خبر ہیں اب اگر ان کو نائب فاعل بنا دیا جائے تو یہ اسناد تام کے ساتھ مسند الیہ ہونگے اور ان کا مسند ہونا بھی باقی رہیگا لہذا ایک کلمہ کا بیک وقت ایک ہی ترکیب میں مسند الیہ اور مسند

Marfat.com

ہونالازم آئیگا اور یہ باطل ہے

حاشیہ کافیہ ص ۷ا میں ہے:

ای لا یقع المفعول الثانی من باب علمت قائما مقام الفاعل لان المفعول الثانی من باب علمت مسند الی المفعول الاول اسنادا تاما دائما لکونهما مبتداء و خبرا فی الاصل فلو وقع مقام الفاعل لکان مسندا و مسند الیه فی حالة واحدة وهو غیر جائزولا یقع المفعول الثالث من باب اعلمت نحو اعلمت زیدا عمرا خیر الناس موقع الفاعل لان المفعول الثالث یکون مسندا الی المفعول الثانی فلو وقع موقع الفاعل لکان مسندا و مسندا الیه فی حالة واحدة وانه غیر جائز۔

(۲) جب مفعول بہ اعطیت کا مفعول ثانی ہوتو اس کو نائب فاعل بنانا خلاف اولی ہے اور مفعول اول کو بنانا اولی ہے کیونکہ مفعول اول میں فاعلیت کے معنی موجود ہیں برخلاف مفعول ثانی کیونکہ اس میں ایسا نہیں اس لئے کہ " اعطیت زیدا درهما" میں زید آخذ ہے اور درہما ماخوذ ہے لہذا جو فاعل کے مشابہ ہے اسی کو نائب فاعل بنانا اولی ہے بمقابلہ ثانی۔

کافیہ ص ۷ا میں ہے:

والاول من باب اعطیت اولی من الثانی "

جامع الغموض جلد اول شرح کافیہ ص ۱۸۵ میں ہے:

در مفعول اول معنی فاعلیت است زیرا کہ زید در مثال مذکور آخذ است و درہم ماخوذ است پس مفعول اول بفاعل مشابہ است پس قیام او مقام فاعل اولی وانسب خواہد بود از قیام مفعول ثانی مقام فاعل۔

(۳) جب باب اعطیت کے مفعول ثانی کو نائب فاعل بنانے سے التباس لازم آئے تو مفعول ثانی کو نائب فاعل بنانا درست نہیں جیسے " اعطی زید عمروا " یہاں دونوں میں سے ہر ایک آخذ و ماخوذ ہو سکتا ہے لہذا دوسرے کو نائب فاعل بنانے سے التباس لازم آئیگا اور یہ بات " اعطیت زید درهما" میں نہیں کیونکہ یہاں زید کا آخذ ہونا متعین ہے لہذا اس التباس کے پیش نظر دوسرے کو نائب فاعل نہیں بنایا جا سکتا۔

Marfat.com

غایۃ التحقیق شرح کافیہ ص ۶۷ میں ہے:

و یجب اقامته عند اللبس نحو اعطی زید عمروا فان کل واحد من مفعولیه یصلح ان یکون آخذا او ماخوذا بخلاف اعطیت زیدا درهما فان الثانی لا یصلح ان یکون آخذا بل تعین لکونه ماخوذا فلا لبس فی اقامته۔

(۴) ظرف جب لازم ظرفیت ہو تو اس کو نائب فاعل نہیں بنایا جا سکتا اور اس ظرف کو ظرف غیر متصرف بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ ظرف جس میں تصرف نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کو ظرفیت کی بنا پر نصب لازم ہے جیسے " سحر " جبکہ اس سے کسی معین دن کا سحر مراد ہو اور جیسے عندك " لہٰذا " جلس عند " اور " رکب سحر نہیں کہہ سکتے۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۸۴ میں ہے:

و باید دانست کہ ہر ظرف قائم نمی شود مقام فاعل بلکہ آں ظرف کہ لازم ظرفیت نہ باشد

شرح ابن عقیل ص ۱۹۶ میں ہے:

واحترز بذلك مما لا یصلح للنیابة کالظرف الذی لا یتصرف والمراد به ما لزم النصب علی الظرفیة نحو سحر اذا ارید به سحر یوم بعینه و نحو عندك فلا تقول جلس عند ولا رکب سحر لئلا تخرجها عما استقر لهما فی لسان العرب من لزوم النصب

(۵) جب مفعول مطلق کسی قید تخصص کے ساتھ مقید نہ ہو تو اس کو نائب فاعل بنانا درست نہیں۔ کیونکہ ہر فعل تضمنا اپنے مصدر پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اسکو نائب فاعل بنانے سے کوئی فائدہ نہیں۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۸۴ میں ہے:

تنبیہ است بر اینکہ ہر مفعول مطلق قائم نمی شود مقام فاعل بل آں مفعول مطلق قائم می شود مقام فاعل کہ بقید تخصص مقید باشد زیرا کہ ہر فعل را بر مصدر خود دلالت تضمنی است پس فائدہ نیست در اقامت آں مفعول مطلق مقام فاعل کہ محل فائدہ است۔

(۶) جب ظرف زمان و مکان مبہم ہوں تو ان کو نائب فاعل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ ان پر تو فعل کی دلالت ہوتی ہی ہے فعل کہ دلالت زمان مبہم پر تضمنی ہے اور مکان مبہم پر التزامی ہے

Marfat.com

کیونکہ ہر فعل کے لئے مکان لازم ہے۔

جامع الغموض شرح کافیہ ص ۱۸۴ میں ہے:

ونیز ہر ظرف قائم نمی شود مقام فاعل بل آں ظرف کہ محدود باشد نہ مبہم از انکہ ہر فعل دلالت بر زمان مبہم است بدلالت تضمنی کما ھو الظاھر وبر مکان مبہم است بدلالت التزام زیرا کہ ہر فعل را مکان لازم است پس در قیام ایں ہر دو فائدہ نیست۔

(۷) جب مفعول لہ کے حرف کو ظاہر کر دیا جائے تو اس کو نائب فاعل بنایا جا سکتا ہے جیسے ضرب للتادیب البتہ جب حرف جر مقدر ہو تو نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس صورت میں نصب مفعول لہ کی علامت ہے اور نائب فاعل بنانے کی صورت میں یہ فوت ہو جائیگی لیکن جب حرف جر ظاہر ہوگا تو یہ خرابی لازم نہیں آئے گی۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۸۱ میں ہے:

پس اولی در وجہ اینست کہ مفعول لہ واقع نمی شود مقام فاعل از انکہ نصب در وے مشعر بعلیت است فوت خواہد شد بخلاف آں مفعول کہ باظہار لام است " مثل ضرب للتادیب" زیرا کہ از قیام او مقام فاعل محذور مذکور لازم نمی آید۔

(۸) جب مفعول مطلق لازم النصب ہو تو اس کو نائب فاعل بنانا درست نہیں جیسے " سبحان اللہ معاذاللہ " کیونکہ یہ دونوں لازم النصب ہیں اب اگر ان کو نائب فاعل بنا دیا جائے تو مرفوع ہو جائیں گے اور یہ ناجائز ہے۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۸۳ میں ہے:

وہم چنیں آں مفعول مطلق قائم نمی شود مقام فاعل کہ لازم النصب بود چوں " سبحان اللہ و معاذاللہ " زیرا کہ ایں ہر دو لازم النصب اند پس چگونہ قائم شود مقام فاعل کہ مرفوع است۔

Marfat.com

مبتدا وخبر کی پہیلیاں

(۱) وہ کونسی صورت ہے کہ نکرہ بھی مبتدا واقع ہوسکتا ہے؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ خبر جملہ واقع ہو پھر بھی کسی عائد کا ہونا ضروری نہیں ؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مبتدا کو موخر کرنا واجب ہے ؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مبتدا کو حذف کرنا واجب ہے؟

(۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ خبر کو حذف کرنا واجب ہے؟

(۶)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ حرف نفی یا استفہام کے بعد صفت کا صیغہ واقع ہو اور اسم ظاہر کو رافع بھی ہو پھر بھی اس کو مبتدا بنانا درست نہیں؟

(۷)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مبتداء وخبر کے درمیان تذکیر وتانیث میں مطابقت ضروری نہیں؟

(۸)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مطابقت کے لئے صرف دو شرطیں کافی ہیں؟

(۹)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ خبر مشتق ہو پھر بھی اس میں ضمیر نہیں ہوتی ؟

(۱۰)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ ظرف زمان خبر واقع نہیں ہوتا؟

(۱۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ خبر اسم تفضیل مشتق ہو پھر بھی مطابقت ضروری نہیں؟

(۱۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مبتدا معنی شرط کو متضمن ہو اسکے باوجود خبر میں فا لانا ممنوع ہے؟

(۱۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ حذف کرنا واجب ہے لیکن محذوف کا قائم مقام ہونا شرط نہیں؟

Marfat.com

جوابات مبتدا وخبر کی پہیلیاں

(۱)۔جب نکرہ میں کسی وجہ سے تخصیص پیدا ہو جائے تو نکرہ بھی مبتدا واقع ہو سکتا ہے تخصیص کی چند صورتیں ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:

(۱) ۔نکرہ کی صفت بیان کی جائے جیسے: ولعبد مؤ من خیر من مشرك

(۲)۔ خبر کو ظرف ہونے کی حالت میں مقدم کر دیا جائے۔جیسے فی الدا ر رجل

(۳)۔نکرہ حیز نفی میں واقع ہو۔جیسے: وما احد خیر منك

(۴)۔نکرہ جب باعتبار معنی محصور ہو۔جیسے: شرا هر ذا نا ب

کافیہ ص۱۹ میں ہے:

وقد یکون المبتدا ء نکرة اذا تخصصت بو جه ما مثل ولعبد مؤ من خیر من مشرك وما احد خیر منك و شراهر ذا نا ب و فی الدا ر رجل۔

اور شرح ابن عقیل ص ۸۳ میں ہے:

و قد یکون نکرة لکن بشرط ان تفید و تحصل الفا ئدة با حد امور۔ احدها ان یتقدم الخبر علیها وهو ظرف وجا رو مجرور نحو فی الدار رجل و عند زید تمرة الثالث ان یتقدم علیها نفی نحو ما خل لنا الرا بع ان تو صف نحو رجل من الکرام عند نا الخا مس ا ن تکون فی معنی المحصور نحو شرا هر ذا نا ب۔

(۲)۔جب خبر واقع ہونے والا جملہ مبتدا کے ساتھ معنوی طور پر عینیت رکھتا ہو تو اس میں کسی عائد یا رابطہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔جیسے۔ نطقی الله حسبی قولی لا اله الا الله پہلے جملہ میں نطقی مبتدا ہے اور اسم جلالت مبتدا ثانی ہے اور حسبی مبتدا ثانی کی خبر واقع ہے اور مبتدا ثانی خبر کے ساتھ مبتداء اول کی خبر ہے اور اسی پر قولی لاالہ الاالله وقیاس کرلو۔

شرح ابن عقیل ص ۸۷ میں ہے:

وان کا نت الجملة الوا قعة خبرا هی المبتدا ء فی المعنی لم تحتج الی رابط کقو لك نطقی الله حسبی فنطقی مبتدا ء و الاسم الکر یم مبتداء ثا ن و حسبی خبر عن المبتدا ء الثا نی و المبتداء الثا نی والخبر خبر عن المبتدا ء الأول و

Marfat.com

استغنى عن الرابط لان قولك الله حسبى هو معنى نطقى و كذالك قولى لا اله الا الله۔

(۳)۔اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱)جب خبر مفرد ایسے کلمہ کو متضمن ہو جو صدر کلام کو چاہتا ہے۔جیسے: این زید ۔

(۲)خبر باعتبار تقدیم مبتدا کو مبتدا بننے کے لائق بناتی ہو۔جیسے: فی الدار رجل۔

(۳)خبر کے متعلق کی طرف لوٹنے والی کوئی ضمیر جانب مبتداء میں ہو۔جیسے: علی التمرة مثلها زبدا

(۴)خبر کا حصر مبتدا میں ہو۔جیسے: انما فی الدار زید ۔ وما فی الدار الا زید۔

(۵) خبر ایسی خبر ہو کہ انّ مفتوحہ اپنے اسم وخبر کے ساتھ تاویل میں مفرد ہو کر مبتداء واقع ہو۔جیسے عندی انك قائم ۔

(۶)مبتدا پر فا جزائیہ داخل ہو۔جیسے اما عندك فزید۔

(۷)خبر اسم اشارہ مکانی ہو۔جیسے ثم زید ۔

(۸)مبتدا کی خبر کم خبریہ ہو۔جیسے کم درهم مالكَ۔

(۹)مبتدا کی خبر کا مضاف الیہ کم خبریہ ہو۔جیسے صاحب کم غلام انت ۔

(۱۰) خبر کی تاخیر مقصود میں مخل ہو۔جیسے: لله درك کیونکہ تاخیر سے تعجب مفہوم نہیں ہوتا جو اس مثال میں مقصود ہے کذا فی الجواهر الصافیه۔

کافیہ ص ۲۰ میں ہے:

وا ذا تضمن الخبر المفرد ماله صدر الكلام مثل اين زيد او كان مصححا له مثل فى الدار رجل او لمتعلقه ضمير فى المبتداء مثل على التمرة مثلها زبدا او كان خبرا عن ان مثل عندى انك قائم وجب تقديمه۔

اور شرح ابن عقیل ص ۹۳ میں ہے:

الرابع ان يكون المبتداء محصورا نحو انما فى الدار زيد و ما فى الدار الا زيد

(۴)۔جب نعت کو رفع کے ذریعہ نعتیت سے قطع کرلیا جائے بقصد مدح یا ذم یا ترحم

Marfat.com

جیسے الحمد للہ اھل الحمد کہ تقدیر عبارت هو اهل الحمد۔

یا خبر مخصوص بالمدح یا بالذم ہو جیسے نعم الرجل زید و بئس الرجل عمرو کہ تقدیر عبارت ھو زید اور ھو عمر و ہے۔

یا خبر مصدر ہو جو فعل کے قائم مقام ہو جیسے صبر جمیل تقدیر عبارت ہے:

صبری صبر جمیل۔

صبری مبتداء ہے اور صبر جمیل اسکی خبر اور مبتداء کو حذف کرنا یہاں واجب ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۹۷ میں ہے:

النعت المقطوع الى الرفع فى مدح نحو مررت بزيد الكريم او ذم نحو مررت بزيد الخبيث او ترحم نحو مررت بزيد المسكين فالمبتداء محذوف فى مثل هذه المثل و نحو ها و جو با والتقدير هو الكريم وهو الخبيث وهو المسكين۔ المو ضع الثانى ان يكو ن الخبر مخصوص نعم او بئس نحو نعم الرجل زيد و بئس الرجل عمر و فزيد و عمر و خبران لمبتداء محذوف وجوبا و التقدير هو زيد اى الممدوح وهو عمر واى المذموم۔ المو ضع الرابع ان يكو ن الخبر مصدرا نا ئبا مناب الفعل نحو صبر جميل التقدير صبرى صبر جميل فصبرى مبتدا ء و صبر جميل خبر ه ثم حذف المبتدا ء الذى هو صبرى و جو با۔

کافیہ ص ۲۲ میں ہے:

و وجو با فيما التزم فى مو ضعه غير ہ۔

اور اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) جب مبتداء لو لا کے بعد واقع ہو اور خبر افعال عامہ سے ہو تو خبر کو حذف کرنا واجب ہے ۔جیسے: لو لا زید لکا ن کذا تقدیر عبارت لو لا زید مو جو د ہے مو جو د کو حذف کر کے لکا ن کذا کو اس کے قائم مقام کر دیا ہے۔

فوائد ضیائیہ ص ۸۲ میں ہے:

اى لو لا زيد مو جو د لان لو لا لا متنا ع الشئى لو جو د غيره فيدل على الوجود وقد التزم فى موضع الخبر جواب لو لا فيجب حذفه لقيا م قرينة والتزا م

Marfat.com

قائم مقامه هذا اذا كا ن الخبر عا ما واما اذا كا ن خا صا فلا يحب حذفه۔

(۲) ہر وہ مبتدا جو صورۃ یا تاویلا مصدر ہو اور فاعل یا مفعول یا دونوں اس کے بعد مذکور ہوں اور اس مصدر کے بعد حال ہو یا مبتدا اسم تفضیل ہو اور یہ مصدر مذکور مقید بجمیع قیود کی جانب مضاف ہو تو خبر کو حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے:

ذهـا بـی را جـلا و ضـرب زیـد قـا ئما و ضربی زید ا قا ئما او قا ئمین وان ضربـت زید ا قا ئما ۔ وا كثر شربی السويق ملتوتا ۔ واكثر ضرب زيد قا ئما و اشد ما يضرب زيد عمر و قائما واخطب ما يكو ن الا مير قائما۔

بصریوں کے مذہب کے مطابق تقدیر عبارت اس طرح ہے: ضربـی زیدا حا صل اذا كـا ن قـا ئما پھر حا صل کو حذف کر دیا گیا جیسا کہ ظروف کے متعلقات کے بارے میں اکثر ہوتا ہے۔ جیسے: زيد عندك تو اذا كـا ن قا ئما باقی رہا اس کے بعد اذا مع اپنی شرط کے جو حال میں عامل ہے حذف کر دیا گیا اور حال کو ظرف کی جگہ قائم کر دیا گیا اس لئے کہ حال میں ظرفیت کے معنی پائے جاتے ہیں اب حال ظرف کے قائم مقام ہے اور ظرف خبر کے قائم مقام ہوا۔ تو حال اس واسطہ سے خبر کے قائم مقام ہوا۔ لہٰذا خبر کو التزام غیر کی وجہ سے حذف کرنا واجب ہوا ۔

فوائد ضیائیہ ص ۸۳ میں ہے:

و ثـا نيهـا كل مبتدا ء كا ن مصدر ا صورة او بتا ويله منسوبا الى الفا عل او الـمـفـعول او كليهما و بعده حال او كا ن اسم تفضيل مضا فا الى ذلك المصدر و ذلك مثـل ذهـا بـی راجـلا و ضرب زید قا ئما اذا كا ن زيد مفعولا به و مثل ضربی زيـدا قا ئما او قا ئمين وان ضربت زيدا قا ئما و اكثر شربی السويق ملتوتا واخطب مـا يـكـو ن الا ميـر قا ئما فذهـب البصر يو ن الى ان تقدير ه ضربی زيد ا حا صل اذا كـان قا ئما فحذف حـا صل كما تحذف متعلقا ت الظر و ف نحو زيد عندك فبقي اذا كـا ن قـا ئـمـا ثـم حـذف اذا مـع شـرطه العا مل فی الحا ل و اقيم الحا ل مقا م الظرف لان فی الحا ل معنى الظرفيه فا لحا ل قا ئم مقا م الظرف القا ئم مقا م الخبر فيكون الحا ل قا ئم مقا م الخبر۔

Marfat.com

(۳) مبتدا کے بعد واو ہو اور یہ معیت کے لئے نص ہو یعنی مع کے معنی میں متعین ہو تو خبر کو حذف کرنا واجب ہے جیسے: كل رجل و ضيعته یہاں کل مبتدا ہے اور ضیعتہ کل پر معطوف ہے اور خبر محذوف ہے تقدیر عبارت اس طرح ہے: كل رجل وضيعته مقترنا ن۔

شرح ابن عقیل ص ۹۶ میں ہے:

الموضع الثالث ان يقع بعد المبتداء و او وهى نص فى المعية نحو كل رجل وضيعته فكل مبتداء وقوله وضيعته معطوف على كل و الخبر محذوف والتقدير كل رجل وضيعته مقتر نا ن و يقدر الخبر بعد واو المعيه۔

(۴) مبتدا یمین یعنی قسم کے لئے ہو تو بھی خبر کو حذف کرنا واجب ہے جیسے: لعمرك لا فعلن تقدیر عبارت ہے لعمرك قسمي۔ عمركَ مبتدا ہے اور قسمي اس کی خبر ہے اور اسکا حذف واجب ہے کیونکہ جواب قسم اس کے قائم مقام ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۹۶ میں ہے:

الموضع الثانى ان يكون المبتداء نصا فى اليمين نحو لعمرك لافعلن التقدير لعمرك قسمي فعمرك مبتداء وقسمي خبر ولا يجوز التصريح به۔

فوائد ضیائیہ ص ۸۴ میں ہے:

فلا شك ان لعمرك يدل على القسم المحذوف وجواب القسم قائم مقامه فيجب حذفه۔

(۶)۔ جب ان تمام چیزوں کے باوجود کلام تام نہ ہوتا ہو تو صفت کو مبتدا بنانا درست نہیں جیسے: اقائم ابواہ زید میں قائم کو مبتدا بنانا درست نہیں اس لئے کہ یہ اپنے فاعل سے ملکر بھی مستغنی نہیں ہے اور کلام پورا نہیں ہوتا بلکہ ترکیب اس طرح ہے کہ زید مبتدا موخر ہے اور قائم خبر مقدم ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۸۳ میں ہے:

و تم الكلام به فان لم يتم به لم يكن مبتداء نحو اقائم ابواه زيد فزيد مبتداء موخر و قائم خبره مقدم و ابواه فاعل لقائم ولا يجوز ان يكون قائم مبتداء لانه لا يستغنى بفاعله حينئذ اذ لا يقال اقائم ابواه فيتم الكلام۔

Marfat.com

(۷)۔ مبتداء مونث ہو تو مبتداء اور خبر کے درمیان مطابقت واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں ان میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہو گئی تو مبتداء و خبر کے درمیان مطابقت ضروری نہیں ہوگی۔

(۱) یہ کہ خبر مشتق ہو یا اسم منسوب لہذا ھی اسم و فعل و حرف جائز ہے

(۲) یہ کہ خبر میں ایسی ضمیر ہو جس کا مرجع مبتداء ہو لہذا مکة امن اهلها بھی جائز ہے۔

(۳) یہ کہ خبر ایسا لفظ نہ ہو جو مذکر و مونث دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔

حاشیہ زینی زادہ ص ٦ میں ہے:

ثم ان وجوب مطابقة الخبر للمبتداء مشروطة بثلثة اشياء الاول الاشتقاق او ما فى حكمه كالاسم المنسوب و الثانى الاسناد الى الضمير الراجع الى المبتداء بشرط كونه تحته و الثالث عدم التساوى بين المذكر و المونث كجريح و صبور

(۴) یہ کہ جب ایسی صفت نہ ہو جو مونث کے ساتھ خاص ہے لہذا المرأة حائض جائز ہے اس لئے کہ یہ صفت عورت ہی کے ساتھ خاص ہے۔

تحریر سنبث شرح کافیہ ص ۹ میں ہے:

و خامسها ان لا يكون الخبر صفة خاصة للمونث فلا يرد بنحو المراة حائض۔

(۸)۔ اگر مبتداء مذکر ہوگا تو صرف دو شرطوں سے مبتداء و خبر کے درمیان مطابقت واجب ہو جائیگی۔

(۱) خبر مشتق یا اسم منسوب ہو۔

(۲) خبر میں مبتداء کی طرف لوٹنے والی ضمیر ہو۔

كذا فى الجواهر الصافيه

(۹)۔ وہ مشتق جو جاری مجری فعل نہ ہو وہ حامل ضمیر نہیں ہوتا جیسے اسم آلہ۔ اسم ظرف زمان و مکان لہذا هذا مفتاح و هذا مرمى زيد میں خبر مشتق ہے لیکن حامل ضمیر نہیں۔

Marfat.com

شرح ابن عقیل ص ۷۹ میں ہے:

فاما ما لیس جار یا مجری الفعل من المشتقا ت فلا یتحمل ضمیر ا و ذلك کا سما ء الآ لة نحو مفتا ح فانه مشتق من الفتح و لا یتحمل ضمیر ا فا ذا قلت هـذا مفتا ح لم یکن فیه ضمیر و کذلك ما کا ن علی صیغة مفعل و قصد به الزما ن او المکا ن کمرمی فانه مشتق من الرمي و لا یتحمل ضیمرا فاذا قلت هذا مرمی زید تر ید مکا ن رمیة او زما ن رمیة کا ن الخبر مشتقا و لاضمیر فیه۔

(۱۰)۔ جب مبتدا ذات ہو تو ظرف زمان خبر واقع نہیں ہوسکتا۔ جیسے زیدالیوم کہنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی فائدہ مقصود ہو تو بعض کے نزدیک واقع ہوسکتا ہے لیکن جمہور بصریوں کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۸۲ میں ہے:

فان لم یفد لم یقع خبرا عن الجثه نحو زید الیوم والی هذا ذهب قوم منهم المصنف و ذهب غیر هولا ء الی المنع مطلقا فان جا ء من ذا لك یؤ ول قولهم اللیلة الهلا ل و المر طب شهر ی ربیع التقدیر طلو ع الهلا ل اللیلة و وجو د المر طب شهری ربیع هذا مذهب جمهو ر البصریین۔

(۱۱)۔ جب اسم تفضیل کا استعمال من کے ذریعہ ہو تو مبتداء اگرچہ مونث ہو لیکن خبر اسم تفضیل ہمیشہ صیغہ واحد مذکر ہی ہوگا۔

ہدایۃ النحو ص ۸۰ میں ہے:

وفی الثالث یجب کو نه مفردا مذ کر ا ابدا نحو زید و هند و الزید ان و الهندان و الزیدون و الهندات افضل من عمرو

(۱۲) وہ مبتداء جو معنی شرط کو متضمن ہے وہ خبر سے موخر ہو اور خبر مقدم تو خبر میں فاء لانا ممنوع ہے جیسے له درهم الذی یا تینی

الجواہر الصافیہ ص ۳۸۱ میں ہے:

مبتداء کی خبر پر فاء کا دخول صحیح ہونے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مبتداء سے خبر مقدم نہ ہو ورنہ فاء کا دخول خبر پر ممنوع ہے جیسے: اله درهم الذی یا تینی۔

Marfat.com

(۱۴)۔ جب مبتداء کو حذف کرنا واجب ہو تو کسی قائم مقام کا ہونا شرط نہیں ہے جیسے
الحمد للہ اھل الحمد

الجواہر الصافیہ ص ۳۹۰ میں ہے:

یہ بات یاد رکھی جائے کہ خبر کا حذف واجب ہونے کے لئے قائم مقام ہونا شرط ہے اور مبتداء کا حذف واجب ہونے کے لئے قائم مقام ہونا شرط نہیں جیسے الحمد للہ اھل الحمد میں مبتداء کا حذف واجب ہے اور قائم مقام کوئی نہیں وجہ فرق یہ ہے کہ مخبر کا مقصود خبر ہوتی ہے اس لئے مبتداء کی بہ نسبت خبر مہتم بالشان ہے اور خبر کا حذف واجب ہونے کے لئے قائم مقام ہونا شرط ہے۔

Marfat.com

خبر حروف مشبہ بالفعل کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کون سی صورت ہے کہ حروف مشبہ بالفعل کی خبر اس کے اسم پر مقدم ہو سکتی ہے؟

(۲)۔ وہ کون سی صورت ہے کہ حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہے؟

(۳)۔ وہ کون سی صورت ہے کہ ایک اسم مبتداء کی خبر تو ہو سکتا ہے لیکن حروف مشبہ بالفعل کی خبر واقع نہیں ہو سکتا؟

(۴)۔ وہ کون سی صورت ہے کہ حروف مشبہ بالفعل کا اسم معرفہ ہو جب بھی خبر کو مقدم کرنا واجب ہے؟

جوابات خبر حروف مشبہ بالفعل کی پہیلیاں

(۱) جب حروف مشبہ بالفعل کی خبر ظرف ہو تو اس وقت خبر کو اسم پر مقدم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نحاۃ کے نزدیک کثرت استعمال کی وجہ سے اس میں وہ گنجائش ہے جو دوسرے میں نہیں جیسے ان فی الدار زیدا ہدایۃ النحو ص۳۰ میں ہے:

ولا یجوز تقدیم اخبارھا علی اسمائھا الا اذا کان ظرفا نحو ان فی الدار زیدا لمجال التوسع فی الظروف

(۲)۔ جب حروف مشبہ بالفعل کا اسم نکرہ ہو اور خبر ظرف ہو تو خبر کو اسم پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے: ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمۃ ۔

فوائد ضیائیہ ص۹۶ میں ہے:

وفی وجوبہ اذا کان الاسم نکرۃ نحو ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمۃ و ذلک لتوسعھم فی الظروف ما لا یتوسع فی غیرھا۔

Marfat.com

(٣)۔ ایــن اور من جیسے مفردات جو معنی استفہام کو متضمن ہوتے ہیں اور صدارت کلام کو چاہتے ہیں وہ مبتداء کی خبر تو واقع ہو سکتے ہیں لیکن حروف مشبہ بالفعل کی خبر واقع نہیں ہو سکتے لہٰذا ان این زید اور ان من اباك نہیں کہہ سکتے ایـن زید اور مـن ابوك کہہ سکتے ہیں۔

فوائد ضیائیہ ص ٨٦ میں ہے:

ولا یجوز ان یقا ل ان این زید او ان من ابا ك.

ہدایۃ النحو کے حاشیہ ص ٣٠ میں ہے:

آمدن اسم مفرد کہ دراں معنے استفہام باشد خبر ازیں حروف درست نیست وخبر مبتداء می آید پس ان این زید اگفتہ نخواہد شد

کافیہ کے حاشیہ ص ١٨ میں ہے:

وقـد یـخـا لف خبـر الـمبتـداء فـی انهـا لا یـکـون مـفـر دا متضمنا لما لـه صدر الکلام۔

(٤)۔ جب جانب اسم میں کوئی ضمیر ہو جو جانب خبر میں کسی کی طرف راجع ہو تو اسم کے معرفہ ہونے کے باوجود خبر کو مقدم کرنا واجب ہے تا کہ اضمار قبل الذکر لفظا و رتبۃ لازم نہ آئے جیسے: لیت فی الدار صا حبها۔

شرح ابن عقیل ص ١٣١ میں ہے:

والثا نی انه یجب تقدیمه نحو لیت فی الدار صا حبها فلا یجوز تا خیر فی الدا ر لئلا یعو د الضمیر علی متا خر لفظا و رتبة ۔

Marfat.com

مفعول مطلق کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول مطلق تثنیہ وجمع نہیں لایا جاسکتا؟
(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول مطلق کا عامل حذف نہیں کیا جاسکتا؟
(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے؟

جوابات مفعول مطلق کی پہیلیاں

(۱)۔جب مفعول مطلق تاکید کے لئے ہو تو اس کو تثنیہ وجمع نہیں لایا جاسکتا کیونکہ یہ ایسی ماہیت پر دلالت کرتا ہے جو تعدد سے خالی ہے اور تثنیہ وجمع میں تعدد پایا جاتا ہے لہٰذا دونوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا جیسے: جلست جلو سین و جلست جلسات کہنا درست نہیں۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۸۰ میں ہے:

یعنی مفعول مطلق کہ برائے تاکید است تثنیہ وجمع کردہ نمی شود زیرا کہ دلالت کند بر ماہیتے کہ از دلالت بر تعداد عاری است وتثنیہ وجمع را تعداد مستلزم است پس ممکن نیست کہ مفعول مطلق کہ برائے تاکید بود تثنیہ وجمع کردہ شود پس صحیح نیست۔

(۲)۔وہ مفعول مطلق جسکی تاکید لائی گئی ہو اس کے عامل کو حذف نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ وہ اپنے عامل کی تقریر وتقویت کے لئے آتا ہے اور عامل کا حذف کر دینا اس تقریر وتقویت کے منافی ہے جیسے: ضربت ضربا شدیدا میں ضربت کو حذف نہیں کیا جاسکتا۔

شرح ابن عقیل ص ۲۲۱ میں ہے:

المصدر المؤكد لا يجوز حذف عامله لانه مسوق لتقرير عامله و تقويته والحذف مناف لذلك

Marfat.com

(۳)۔ چند مواضع پر مفعول مطلق کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے۔

(۱) جب مفعول مطلق امر۔ نہی اور دعاء سے بدل واقع ہو جیسے۔ قیاما لا قعودا یعنی قم اور لا تقعد محذوف ہے اور جیسے سقیا لك یعنی یہاں سقاك الله محذوف ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۲۲۲ میں ہے:

یحذف عامل المصدر وجوبا فی مواضع منها اذ اوقع المصدر بدلا من الفعل وهو مقیس فی الامر و النهی نحو قیاما لا قعودا ای قم لا تقعد و الدعاء نحو سقیا لك ای سقاك الله۔

(۲) جب مفعول مطلق نفی یا معنی نفی کے بعد مثبت واقع ہو اور وہ نفی یا معنی نفی ایسے اسم پر داخل ہو کہ مفعول مطلق اس سے خبر نہ بن سکے جیسے: ما انت الاسیرا یہاں اصل میں تسیر سیرا تھا اور ما انت الاسیر البرید میں بھی الا کے بعد تسیر تھا پہلی مثال نکرہ کی ہے اور دوسری مثال معرفہ کی ہے اور انما انت سیرا یہاں تسیر تھا پہلی دونوں مثالیں نفی کی ہیں اور یہ معنی نفی کی ہے۔

کافیہ ص ۲۵ میں ہے:

منها ما وقع مثبتا بعد نفی او معنی نفی داخل علی اسم لا یکون خبرا عنه او وقع مکررا نحو ما انت الا سیرا وما انت الاسیرا لبرید وانما انت سیرا و زید سیرا سیرا۔

Marfat.com

مفعول بہ کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول بہ کو فعل پر مقدم کرنا واجب؟
(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول بہ کو فعل پر مقدم کرنا جائز نہیں؟
(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے؟

جوابات مفعول بہ کی پہیلیاں

(۱) جب مفعول بہ معنی استفہام یا معنی شرط کو متضمن ہو تو مفعول بہ کو فعل پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے: من رأیت و من تکرم یکرمك

فوائد ضیائیہ ص ۹۵ میں ہے:

واما وجوبا فیما تضمن معنی الاستفهام او الشرط نحو من رأیت ومن تکرم یکرمك۔

(۲)۔جب کوئی مانع ہو جیسے کہ مفعول بہ ان مصدریہ کے تحت واقع ہو تو اس کو فعل پر مقدم کرنا ناجائز ہے جیسے: من البر ان تکف لسانك کہ یہاں لسانك مفعول بہ واقع ہے لیکن اس کو تکف پر مقدم کرنا درست نہیں کیونکہ فعل اس وقت میں ان مصدریہ کا مدخول ہے جس کی وجہ سے فعل مصدر ہو گیا ہے اور مصدر پر اسکا معمول مقدم نہیں ہو سکتا۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۲۰ میں ہے:

مخفی نماند کہ تقدیم مفعول بہ بر فعل وقتے جائز است کہ مانع نبود چنانچہ وقوع مفعول بہ تحت ان مصدریہ کہ مانع تقدیم است مثل من البران تکف لسانك مفعول بہ است کہ تقدیم آں بر تکف جائز نیست۔اگر گفتہ شود وقوع مفعول بہ تحت ان مصدریہ چرا مانع باں باشد جواب

Marfat.com

می گویم فعلے کہ مدخول ان مصدر یہ است در حقیقت مصدر است و معمول مصدر بر مصدر مقدم نمی باشد۔

(۳)۔مفعول بہ کے فعل کو وجوبا حذف کرنے کی متعدد صورتیں ہیں ان میں سے ایک سماعی ہے جیسے امرا و نفسه و انتهوا خيرا لكم واهلا و سهلا۔

پہلے میں اترك دوسرے میں اقصدوا تیسرے میں اتيت اور وطيت محذوف ہے۔

فوائد ضیائیہ ص ۹۵ میں ہے:

الا ول من تلك المواضع الاربعة سماعى مقصور على السماع لايتجاوز عن امثلة محدودة مسموعة بان يقاس عليها امثلة اخرى نحو امر او نفسه اى اترك امرا و نفسه وانتهوا خيرا لكم اى انتهوا عن التثليث و اقصد و اخيرا لكم و هو التوحيد وهو اهلا سهلا اى اتيت اهلا ووطيت سهلا من البلاء۔

دیگر چند صورتیں قیاسی ہیں:

(۱) جب مفعول بہ منادی واقع ہو تو فعل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے: يا عبدالله تقدیر عبارت یہ ہے: ادعو عبدالله کیونکہ حرف ندا ادعو کے قائم مقام ہے۔

ہدایۃ النحو ص ۳۴ میں ہے:

الرابع المنادى وهو اسم مدعو بحرف النداء لفظا نحو يا عبدالله اى ادعو عبد الله و حرف النداء قائم مقام ادعو۔

(۲) مفعول بہ ما اضمر عامله على شريطة التفسير کے باب سے ہو یعنی ایسا اسم ہو کہ اس اسم میں عمل نہ کرتا ہو نیز اگر اس کو یا اس کے مناسب کو اسم پر مقدم کر دیا جائے تو نصب دے دے ایسے مقام پر بھی مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے: " زيد اضربته و زيد امررت به وزيدا ضربت غلامه وزيد احبست عليه" ان تمام مثالوں میں زید سے پہلے فعل محذوف ہے اور وہی زید کو نصب دے رہا ہے اور اس کا حذف کرنا واجب ہے اور زید کا مابعد فعل اس کے قائم مقام ہے جو فعل محذوف کی تفسیر کر رہا ہے یہاں حذف کرنا اس لئے واجب کہ اگر ذکر کر دیا جائے تو اجتماع مفسر و مفسر لازم آئے گا جو ناجائز ہے۔

Marfat.com

کافیہ ص ۳۴ میں ہے:

والثالث ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر وهو کل اسم بعده فعل او شبهه مشتغل عنه بضمیره او متعلقه لو سلط علیه هو او مناسبه لنصبه مثل زیدا ضربته و زیدا مررت به و زید اضربت غلامه و زیدا حبست علیه ینصب بفعل مضمر یفسره ما بعده ای ضربت وجاوزت واهنت ولابست۔

(۳) مفعول بہ باب تحذیر سے ہو جب بھی فعل کو حذف کرنا واجب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا اسم منصوب ہو جو اتق مقدر کا ایسا معمول ہو جس کو مابعد سے ڈرانا مقصود ہو۔ یا اتق مقدر کا ایسا معمول ہو جو محذر منہ ہو اور اس کو مکرر ذکر کر دیا جائے جیسے: ایاك و الاسد۔ ایاك وان تحذف۔ الطریق الطریق۔

کافیہ ص ۳۷ میں ہے:

الرابع التحذیر وهو معمول بتقدیر اتق تحذیرا مما بعده او ذکر المحذرمنه مکررا مثل ایاك والاسد وایاك وان تحذف والطریق الطریق۔

Marfat.com

مفعول فیہ کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ظرف میں فی کوظاہر کرنا واجب ہے؟

(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول فیہ کے عامل ناصب کوحذف کرنا واجب ہے؟

(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ اسمائے زمان ومکان کومفعول فیہ نہیں بنایا جاسکتا؟

(۴)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ظرف مکان محدود ہو جب بھی فی کومقدر کرنا جائز ہے؟

(۵)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مصدر سے مشتق اسم ظرف میں فی کوظاہر کرنا ضروری ہے؟

جوابات مفعول فیہ کی پہیلیاں

(۱)۔جب ظرف مکان محدود ہوتو اس میں فی کوذکر کرنا ضروری ہے جیسے: جلست فی الدار و فی السوق و فی المسجد۔

فوائد ضیائیہ ص۱۲۴ پر ہے:

والا ای ان لم یکن مبهما بل یکون محدودا فلا یقبل تقدیر فی اذ لم یکن حمله علی الزمان المبهم لاختلافهما ذاتا وصفة نحو جلست فی المسجد۔

(۲)۔اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱)جب مفعول فیہ کسی کی صفت واقع ہو جیسے: مررت برجل عندك

(۲)صلہ ہو جیسے: جاء الذی عندك

(۳)حال ہو جیسے: مررت بزید عندك

(۴)فی الحال خبر ہو جیسے: زید عندك

Marfat.com

(۵) فی الاصل خبر ہو جیسے: ظننت زیدا عندك

ان تمام مقامات پر مفعول فیہ کے عامل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے اور صلہ کے علا وہ ہر مقام پر عامل استقر یا مستقر مقدر ہے اور صلہ میں استقر مقدر ہے کیونکہ صلہ ہمیشہ جملہ ہوتا ہے اور یہاں استقر اپنے فاعل سے مل کر جملہ ہو جائے گا کیونکہ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ ہو جاتا ہے لیکن مستقر اپنے فاعل سے ملکر جملہ نہیں ہوگا اس لئے کہ اسم فاعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ نہیں ہوتا شبہ جملہ ہوتا ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۲۳۱ میں ہے:

او وجو با کما اذا وقع الظرف صفة نحو مررت برجل عندك او صله نحو جاء الذی عندك او حالا نحو مررت بزید عندك او خبرا فی الحال او فی الاصل نحو زید عندك و ظننت زیدا عندك فالعامل فی هذا الظرف محذوف ووجوبا فی هذه المواضع کلها و التقدیر فی غیر الصلة استقرا ومستقر وفی الصلة استقر لان الصلة لا تکون الا جملة والفعل مع فاعله جملة واسم الفاعل مع فاعله لیس بجملة والله اعلم۔

(۳)۔ وہ اسمائے زمان و مکان جو معنی فی کو متضمن نہ ہوں مبتداء یا خبر واقع ہونگے۔ ظرف و مفعول فیہ نہیں بن سکتے۔ جیسے: یوم الجمعة یوم مبارك و یوم عرفة یوم مبارك و الدار لزید۔

شرح ابن عقیل ص ۲۳۰ میں ہے:

واحترز بقوله ضمن معنی فی مما لم یتضمن من اسماء الزمان او المکان مبتداء او خبرا نحو یوم الجمعة یوم مبارك و یوم عرفة یوم مبارك والدار لزید فانه لا یسمی ظرفا۔

(۴) ظرف مکان محدود اگر دخلت۔ نزلت اور سکنت کے بعد واقع ہو تو اس کو مکان مبہم (جس کی تفسیر جہات ستہ سے کی جاتی ہے) پر محمول کرتے ہوئے اصح مذہب کے مطابق اس میں فی کو مقدر کرنا جائز ہے اگر چہ ان افعال کا مابعد مکان مبہم نہیں ہے لہذا یہاں فی کو مقدر نہیں ہونا چاہیئے لیکن ان افعال کا مابعد مکان مبہم پر محمول کر لیا جاتا ہے یعنی جس طرح مکان

Marfat.com

مبہم میں کثرت استعمال کی وجہ سے فی کو مقدر کیا جاتا ہے اسی طرح کثرت استعمال کی وجہ سے مکان محدود میں بھی جو دخلت سکنت اور نزلت کے بعد واقع ہو فی کو مقدر کیا جائے گا لہذا دخلت الدار و نزلت المکان و سکنت الحجرۃ کہنا صحیح ہوگا۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۸۷ میں ہے:

یعنی حمل کردہ شدہ است چیزے را کہ واقع است بعد دخلت و نزلت و سکنت بر جہات ستہ اگرچہ ما بعد ایں افعال مبہم واقع نمی شود بلکہ معین چوں دخلت الدار و نزلت المکان و سکنت الحجرۃ پس بایستی کہ ما بعد ایں افعال تقدیر فی را قبول نکند ازانکہ مکان محدود است لیکن ما بعد ایں افعال را کہ بر مکان مبہم کہ مفسر است بجہات ستہ حمل کردند بواسطہ کثرت استعمال چنانچہ در جہات ستہ کثرت استعمال است۔

(۵)۔ جب مصدر سے مشتق اسم ظرف کا عامل اس کے لفظ سے نہ ہو تو فی کو ظاہر کرنا واجب ہے جیسے: جلست فی مرمی زید یہاں جلست مرمی زید کہنا درست نہیں۔ البتہ جب اس کا عامل اسی لفظ سے مذکور ہو تو فی کو مقدر مانا جائے گا اور اس کو مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے نصب دیا جائے گا جیسے قعدت مقعد زید ۔جلست مجلس زید ۔

شرح ابن عقیل ص ۲۳۲ میں ہے:

واما ما صنع من المصدر نحو مجلس زید و مقعدہ فشرط نصبہ قیاسا ان یکون عاملہ من لفظہ نحو قعدت مقعد زید و جلست مجلس عمرو فلو کان عاملہ من غیر لفظہ تعین جرہ بفی نحو جلست فی مرمی زید فلا تقول جلست مرمی زید الا شذوذا ۔

Marfat.com

مفعول لہ کی پہیلیاں

(۱) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول لہ میں حرف جر لام تعلیل وغیرہ کو ظاہر کرنا واجب ہے؟
۲) وہ کونسی صورت ہے کہ مفعول لہ میں حرف جر لام تعلیل وغیرہ کو حذف کرنا جائز ہے؟

جوابات مفعول لہ کی پہیلیاں

(۱)۔ مفعول لہ کے لام کو حذف کرنے کے لئے تین شرائط ہیں۔
(۱) یہ ہے کہ مفعول لہ کا فاعل اور فعل معلل بہ کا فاعل ایک ہو۔
(۲) یہ ہے کہ مفعول لہ فعل معلل بہ سے مقارن ہو یعنی دونو ں کا زمانہ ایک ہو یا دونوں میں سے ایک کے وجود کا زمانہ دوسرے کا بعض ہو۔
(۳) یہ ہے کہ مفعول لہ ایسا مصدر ہو جس سے تعلیل مفہوم ہو۔ اب اگر ان تینوں شرائط میں سے ایک بھی شرط مفقود ہو گئی تو مفعول لہ کو حرف جر تعلیل کے ذریعہ جر دینا ضروری ہے اور اس کو ظاہر کرنا واجب ہے جیسے: جئتك للسمن میں سمن مصدر نہیں۔ اور جئتك اليوم للاكرام غدا میں زمانہ متحد نہیں۔ اور جاء زيد لاكرام عمرو له میں فاعل متحد نہیں لہذا حرف جر لام کے ذریعہ جر دیا جانا اور حرف جر کو ظاہر کرنا واجب ہوا۔

جہاں تینوں شرائط پائے جارہے ہیں ان کی مثال جیسے: جد شكرا یہاں شکرا مصدر ہے جس سے تعلیل بھی مفہوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا مفہوم ہے: جد لاجل الشكر اور مفعول لہ اور فعل معلل بہ کے وجود کا زمانہ بھی ایک ہے کیونکہ شکر و سخاوت کا زمانہ ایک ہے اور مفعول لہ کا فاعل اور فعل معلل بہ کا فاعل بھی ایک ہے یعنی دونوں کا فاعل مخاطب ہی ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۲۲۷ میں ہے:

Marfat.com

المفعول له هو المصدر المفهم علة المشارك لعامله في الوقت والفاعل نحو جد شكرا فشكرا مصدر وهو مفهم للتعليل لان المعنى جد لاجل الشكر و مشارك لعامله وهو جد في الوقت لان زمن الشكر هو زمن الجود وفي الفاعل لان فاعل الجود هو المخاطب و هو فاعل الشكر و كذالك ضربت ابني تاديبا فتاديبا مصدر وهو مفهم للتعليل اذ يصح ان يقع في جواب لم فعلت الضرب وهو مشارك لضربت في الوقت والفاعل و حكمه جواز النصب ان وجدت فيه هذه الشرائط الثلاثة اعني المصدرية وابانة التعليل واتحاده مع عامله في الوقت والفعل فان فقد شرط من هذا الشروط تعين جره بحرف التعليل وهو اللام او من او في اوالباء فمثال ما عدت فيه المصدريه قولك جئتك للسمن ومثال لم يتحد مع عامله في الفاعل جاء زيد لاكرام عمرو له۔

(۲)۔ جب مفعول لہ کے مذکورہ تینوں شرائط پائے جائیں تو لام تعلیل وغیرہ کو حذف کرنا جائز ہے لیکن اس کی تین حالتیں ہیں۔

(۱) یہ ہے کہ مفعول لہ نہ معرف باللام ہو اور نہ مضاف ہو۔ اس حالت میں حرف جر لام تعلیل وغیرہ کو اکثر و بیشتر حذف کر دیا جاتا ہے اور مفعول کو نصب دے دیا جاتا ہے جیسے ضربت ابني تاديبا لیکن کبھی لام کو ظاہر کر کے ضربت ابني للتاديب کہنا درست ہے۔

(۲) یہ ہے کہ مفعول لہ معرف باللام ہو اس حالت میں پہلی حالت کے برعکس ہوگا یعنی اکثر و بیشتر حرف جر کو ذکر کیا جائے گا اور جر دے دیا جائے گا جیسے ضربت ابني للتاديب لیکن کبھی لام کو حذف کر کے ضربت ابني التاديب کہنا بھی درست ہے۔

(۳) یہ ہے کہ مفعول لہ مضاف ہو اس حالت میں حذف و ذکر برابر ہے جیسے ضربت ابني تاديبه ضربت ابني لتاديبه دونوں جائز و مساوی ہیں۔

شرح ابن عقیل ص ۲۲۸ میں ہے:

المفعول له المستكمل للشروط المتقدمة له ثلاثة احوال احدها ان يكون مجردا عن الالف واللام والاضافة والثاني ان يكون محلى بالالف والام والثالث ان يكون مضافا و كلها يجوز ان تجر بحرف التعليل لكن الا كثر فيما تجرد

Marfat.com

ـن الالف والـلا م والا ضـافة الـنـصب نحو ضربت ابنى تاديبا ويجوز جره فتقول
ـربـت ابـنـى لتـاديـب وزعـم الجزولى انه لا يجوز جره وهو خلا ف ما صرح به
ـنـحـو يون وما صحب الالف واللام بعكس المجرد فالاكثر جره ويجوز النصب
ضربت ابنى للتاديب اكثر من ضربت ابنى التاديب۔

نیزص۲۲۹میں ہے:

واما المضاف فيجوز فيه الامران النصب والجر على السواء فتقول ضربت
ـنى تاديه ولتاديه۔

Marfat.com

مفعول معہ کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ ایک اسم مرفوع بھی ہوسکتا ہے اور مفعول معہ بھی بن سکتا ہے؟

(۲)۔ وہ کون سی صورت ہے کہ واؤ مع کے معنی میں ہو لیکن پھر بھی اس کے بعد واقع ہونے والا اسم مفعول معہ نہیں ہوتا؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ واو عطف کے لئے ہوگا مع کے معنی میں نہیں ہوسکتا؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ واو مع کے معنی میں ہی ہوگا عطف کے لئے نہیں ہوسکتا؟

جوابات مفعول معہ کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ اسم جو واو کے بعد واقع ہو اگر اس میں عمل کرنے والا فعل لفظی ہو اور اس اسم کا ماقبل پر عطف جائز ہو نہ واجب نہ ممتنع تو دونوں وجہیں جائز ہیں کہ واو برائے عطف ہو اور اسم مذکور معطوف ہو کر مرفوع یا واو بمعنی مع ہو اور اسم مذکور مفعول معہ ہو کر منصوب ہو جیسے: جئت انا وزید او زید۔

ہدایۃ النحو ص ۳۷ میں ہے:

فان کان الفعل لفظا وجاز العطف جاز فیه الوجهان النصب والرفع نحو جئت انا وزید اوزید۔

(۲) وہ واو جو مبتداء کے بعد واقع ہو اور اس کے بعد ایک اسم مرفوع ہو تو اسکے بعد والا اسم مرفوع مبتدا پر معطوف ہوتا ہے اور اس مبتداء کی خبر کو حذف کرنا واجب ہے اور یہ اسم مفعول معہ نہیں ہوسکتا جیسے کل رجل وضیعته اس مثال میں کل مبتدا ہے اور وضیعته میں جو واو ہے وہ مع کے معنی میں ہے اور ضیعته کا عطف کل پر ہے اور اس کے بعد خبر محذوف ہے تقدیر

Marfat.com

عبارت ہے کل رجل وضیعتہ مقترنان۔
شرح ابن عقیل ص ۹٦ میں ہے:

الموضع الثالث ان یقع بعد المبتداء واو ھی نص فی المعیة نحو کل رجل وضیعته فکل مبتداء وقوله ضیعته معطوف علی کل والخبر محذوف والتقدیر کل رجل وضیعة مقترنان۔

(۳)۔ جب وہ فعل جو مفعول معہ میں عامل ہے امر معنوی ہو اور واو کے مابعد کا ماقبل پر عطف جائز ہو تو عطف کے لئے ہی متعین ہے مع کے معنی میں نہیں ہوسکتا جیسے ما لزید وعمرو یہاں فعل معنوی ہے اور اس مثال میں عطف متعین ہونے کی وجہ سے واو مع کے معنی میں نہیں ہوسکتا۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۹۰ میں ہے:

وحاصل اینست کہ اگر فعل معنوی است پس از دو حال خالی نیست کہ یا عطف مفعول معہ بر معمول فعل معنوی جائز است ویا جائز نیست ومراد از جواز دریں مقام عدم امتناع است واگر عطف مذکور جائز است تعین العطف۔

(۴)۔ جب واو کے مابعد کا ماقبل پر عطف ممتنع ہو تو چاہے فعل لفظا ہو یا معنی دونوں صورتوں میں واو بمعنی مع ہی متعین ہے برائے عطف نہیں ہوسکتا۔

ہدایۃ النحو ص ۳۷ میں ہے:

وان لم یجز العطف تعین النصب نحو جئت وزیدا۔

اسی میں ص ۳۸ پر ہے:

وان لم یجز العطف تعین النصب نحو ما لك وزیدا وما شانك وعمروا۔

Marfat.com

حال کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے؟

(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ذوالحال نکرہ ہو جب بھی حال مقدم نہیں ہوسکتا؟

(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ نکرہ بھی ہو اور مجرور بھی نہ ہو پھر بھی حال کو مقدم نہیں کیا جاسکتا؟

(۴)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ناصب حال پر حال کو مقدم کرنا جائز ہے؟

(۵)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ناصب حال پر حال کو مقدم کرنا جائز نہیں ؟

(۶)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ناصب حال عامل معنوی نہ ہو جب بھی حال کو ناصب حال پر مقدم کرنا جائز نہیں؟

(۷)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ناصب حال صیغہ اسم تفضیل ہونے کے باوجود حال کو اس پر مقدم کرنا جائز ہے؟

(۸)۔وہ کونسی صورت ہے کہ حال میں واو اور ضمیر یا صرف واو لانا ضروری ہے؟

(۹)۔وہ کونسی صورت ہے کہ حال جملہ اسمیہ ہو پھر بھی واو لانا جائز نہیں؟

(۱۰)۔وہ کونسی صورت ہے کہ حال موکدہ نہ ہو پھر بھی صرف ضمیر لانا واجب ہے؟

(۱۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ ناصب حال حذف کرنا واجب ہے؟

(۱۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ حال موکدہ نہ ہو بلکہ منتقلہ ہو جب بھی ناصب حال کو حذف کرنا واجب ہے؟

(۱۳)وہ کونسی صورت ہے کہ فاعل ومفعول میں سے کسی کی ہیئت بیان نہ کرے بلکہ مضاف الیہ کی ہیئت بیان کرے پھر بھی اس کو حال ہی کہا جائے گا؟

(۱۴)۔وہ کونسی صورت ہے کہ حال موکدہ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تاکید کے لئے آئے پھر بھی عامل کا حذف کرنا واجب نہیں؟

Marfat.com

جوابات حال کی پہیلیاں

(۱)۔ جب ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاء نی راکبا رجل کیونکہ حال کو اس صورت میں مقدم نہ کیا گیا تو حالت نصب میں حال کا صفت سے التباس لازم آئے گا جیسے: رایت رجلا راکبا یہاں راکبا حال کا صفت سے التباس ہے۔

ہدایۃ النحو ص۱۳۱ میں ہے:

فان کان ذوالحال نکرة یجب تقدیم الحال علیه نحو جاء نی راکبا رجل لئلا تلتبس بالصفة فی حالة النصب فی مثل قولك رائیت رجلا راکبا۔

(۲)۔ ذوالحال نکرہ ہونے کی صورت میں حال کو مقدم کرنا اس وقت واجب ہے جب ذوالحال مجرور نہ ہو اور اگر مجرور ہے تو ذوالحال کے نکرہ ہونے کے باوجود حال مقدم نہیں ہو سکتا جیسے الکلمة لفظ وضع لمعنی مفردا۔

جامع الغموض جلد اول ص۲۲ میں ہے:

تقدیم حال بر ذی الحال نکرہ، وقتے واجب است کہ ذی الحال مجرور نبود فاما اگر مجرور باشد پس دریں وقت تقدیم حال بر ذی الحال ممتنع است کما هو مذهب اکثر البصرین وہمیں مختار حضرت ابن حاجب است قدس سرہ۔

(۳)۔ ذوالحال نکرہ ہو اور مجرور نہ ہو لیکن حال معرفہ ونکرہ دونوں کے درمیان مشترک ہو تو ذوالحال نکرہ پر حال کو مقدم نہیں کیا جا سکتا جیسے:

جاء نی رجل وزید راکبین

فوائد ضیائیہ ص۱۳۴ میں ہے:

ولم تکن الحال مشترکة بینهما ای بین معرفة نحو جاء نی رجل وزید راکبین۔

(۴)۔ جب ناصب حال فعل متصرف ہو یا ایسی صفت کا صیغہ ہو جو فعل متصرف سے مشابہ ہو تو حال کو ناصب حال پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے: مخلصا زید دعا

Marfat.com

یہ فعل متصرف کی مثال ہے اور مسرعا ذا راحل یہ فعل متصرف سے مشابہ صفت کی مثال ہے فعل متصرف سے مشابہ صفت کا مطلب یہ ہے کہ وہ صیغہ صفت جو معنی فعل اور حروف فعل کو متضمن ہو اور تانیث تثنیہ اور جمع کی علامات کو فعل کی طرح قبول کرتا ہو جیسے اسم فاعل اسم مفعول اور صفت مشبہ۔

شرح ابن عقیل ص ۲۶۲ میں ہے:

یجوز تقدیم الحال علی ناصبها ان کان فعلا متصرفا او صفة تشبه الفعل المتصرف والمراد بها ما تضمن معنی الفعل وحروفه و قبول التانیث والتثنیة والجمع کاسم الفاعل واسم المفعول والصفة المشبهة فمثال تقدیمها علی الفعل المتصرف مخلصا زید دعا و مثال تقدیمها علی الصفة المشبهة له مسرعا ذا راحل۔

(۵)۔ جب ناصب حال عامل معنوی ہو تو حال کو ناصب حال پر مقدم کرنا جائز نہیں۔

کافیہ ص ۳۲ میں ہے:

ولا تتقدم علی العامل المعنوی

(۶)۔ جب ناصب حال عامل معنوی نہ ہو لیکن فعل غیر متصرف ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا جائز نہیں جیسے فعل تعجب وغیرہ کہ یہ فی نفسہ فعل غیر متصرف ہیں لہذا ان کے معمول میں تصرف نہیں کیا جا سکتا جیسے ما احسن زیدا ضاحکا کہنا درست ہے اور ضاحکا ما احسن زیدا کہنا درست نہیں اور اسی طرح ناصب حال ایسی صفت کا صیغہ ہو جو فعل متصرف سے مشابہ نہیں جیسے اسم تفضیل جب بھی حال کو اس پر مقدم کرنا جائز نہیں کیونکہ صیغہ اسم تفضیل جب من کے ذریعہ استعمال ہوتا ہے تو اس کو ہمیشہ مفرد مذکر ہی استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں تصرف کر کے اس کو تثنیہ جمع اور مونث نہیں لایا جاتا لہذا اس کے معمول میں بھی تصرف نہیں کیا جائیگا اسی وجہ سے زید ضاحکا احسن من عمرو کہنا درست نہیں اور زید احسن من عمرو ضاحکا درست ہے۔

شرح ابن عقیل ص ۲۶۲ میں ہے:

فان کان الناصب لها فعلا غیر متصرف لم یجز تقدیمها علیه فتقول ما

Marfat.com

احسن زيدا ضاحكا ولا تقول ضاحكا ما احسن زيد الا ن فعل التعجب غير متصرف في نفسه فلا يتصرف في معموله و كذلك ان كا ن النا صب لها صفة لا تشبه الفعل المتصرف كا فعل التفضيل لم يجز تقديمها عليه و ذلك لانه لا يثنى ولا يجمع ولا يونث فلم يتصرف في نفسه فلا يتصرف في معموله فلا تقول زيد ضاحكا احسن من عمرو بل يجب تا خير الحال فتقول زيد احسن من عمرو۔

(۷)۔جب اسم تفضیل کے ذریعہ کسی ایک چیز کی فضیلت ایک حالت میں اسکی ذات پر ثابت کی جائے یا کسی ایک چیز کی فضیلت ایک حالت میں دوسرے کی ذات پر ثابت کی جائے تو حال کو اسم تفضیل پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ اس صورت میں اسم تفضیل کے دو حال ہونگے ایک مقدم ہوگا اور دوسرا موخر اور یہ دونوں میں عامل ہوگا۔

(۱) پہلی صورت کی مثال: زید قا ئما احسن منه قا عدا۔

(۲) دوسری صورت کی مثال: زید مفردا انفع من عمر و معا نا

پہلی صورت میں قا ئما اور دوسری میں مفردا حال مقدم ہیں اور احسن اور انفع ان میں عامل ہیں اسی طرح قاعدا اور معا نا بھی حال ہیں۔

شرح ابن عقیل ص ۲۶۳ میں ہے:

واستثنى من ذلك هذه المسئلة وهى ما اذا فضل شئى فى حال على نفسه او غيره فى حال اخرى فانه يعمل فى حا لين احد هما متقدمة عليه والا خرى متاخرة عنه وذلك نحو زيد قا ئما احسن منه قا عدا و زيد مفردا انفع من عمر و معانا فقا ئما ومفر دا منصوبان باحسن وانفع وهما حا لا ن و كذا قا عد او معا نا وهذا مذهب الجمهور۔

(۸)۔جب حال جملہ اسمیہ ہو تو اس میں واو اور ضمیر دونوں یا صرف واو لا نا ضروری ہے تا کہ جملہ کا ماقبل سے ربط پیدا ہو جائے جیسے جا ء زید وهو را کب۔ كنت نبيا وآدم بين الماء والطين اور اس صوت میں صرف ضمیر لا نا ضعیف ہے کیونکہ ضمیر اگر چہ ربط پیدا کرتی ہے لیکن اول امر میں اس سے ربط پیدا نہیں ہوتا۔

کافیہ ص ۱۴۱ میں ہے:

Marfat.com

فالا سمية بالواو والضمير او بالواو او بالضمير على ضعف۔

نیز جامع الغموض جلد دوم ص ۱۰۸ میں ہے:

ناچار است یعنی ضمیر تا اور ابذی الحال ربط دہد پس اور ااز دیاد ربط کہ آں واو است ناچار است از آنکہ واو موضوع است برائے جمع معطوف با معطوف علیہ در حکم مع حذف بعض العبارۃ۔

نیز ص ۱۰۹ میں ہے:

ضمیر اگر چہ رابط است لیکن دلالت بر ربط در اول امر نمی کند

(۹)۔ جب حال منتقلہ ہو تو واو لانا ضروری ہے لیکن جب حال موکدہ ہو تو واو لانا جائز نہیں کیونکہ واو موکد اور موکد کے درمیان نہیں آتا بلکہ ضمیر لانا واجب جیسے هو الحق لا ريب فيه۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۱۰۹ میں ہے:

مخفی نماند کہ آوردن جملہ اسمیہ بواو و ضمیر یا بواو فقط وقتے است کہ حال منتقلہ بود واگر حال موکدہ بود آوردن واو جائز نیست بلکہ ضمیر وحدہ واجب است مثل هو الحق لا ريب فيه از انکہ واو درمیان موکد و موکد داخل نمی شود از جہت شدت اتصال۔

(۱۰)۔ جب حال مضارع مثبت ہو تو صرف ضمیر لانا ہی واجب ہے کیونکہ مضارع مثبت اسم فاعل سے از روئے لفظ و معنی مشابہ ہوتا ہے تو جس طرح اسم فاعل کے حال ہونے کی صورت میں بغیر واو کے صرف ضمیر لانا واجب ہے اسی طرح مضارع مثبت میں بھی بغیر واو کے صرف ضمیر لانا ہی واجب ہوگی جیسے: جاء نی زید یسرع

کافیہ ص ۴۱ میں ہے:

والمضارع المثبت بالضمير وحده۔

اور جامع الغموض جلد دوم ص ۱۱۰ میں ہے:

مضارع مثبت از روئے لفظ و معنی باسم فاعل مشابہ می باشد و چوں اسم فاعل حال بود از واو مستغنی می باشد مثل جاء نی زید راکبا پس مضارع مثبت نیز از واو مستغنی خواہد بود۔

(۱۱)۔ جب حال موکدہ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تاکید و تقریر کے لئے آئے تو حال

Marfat.com

موکدہ کے ناصب وعامل کو حذف کرنا واجب ہے جیسے زید ابوك عطوفا۔

کافیہ ص ۴۲ میں ہے:

ویجب فی الموکدة مثل زید ابوك عطوفا ای احقه و شرطها ان تکون مقررة لمضمون جملة اسمیة۔

(۱۲)۔ جب حال خبر کے قائم مقام ہو تو منتقلہ ہونے کی صورت میں بھی ناصب حال کو حذف کرنا واجب ہے جیسے: ضربی زیدا قائما۔

تقدیر عبارت یہ ہے: اذا کان قائما اس کی پوری تفصیل مبتدا اور خبر کے بیان میں گزر چکی نیز اشتریت بدرهم فصاعدا و تصدقت بدینا ر فسا فلا جیسی ترکیبوں میں بھی ناصب حال کو حذف کرنا واجب ہے تقدیر عبارت یہ ہے فذهب الثمن صاعدا وذهب المتصدق به سافلا۔

شرح ابن عقیل ص ۲۶۸ میں ہے:

وکالحال النائبة مناب الخبر نحو ضربی زیدا قائما التقدیر اذا کان قائما وقد سبق تقدیر ذالك فی باب المبتداء والخبر ومما حذف فیه عامل الحال وجوبا قولهم اشتریته بدرهم فصاعدا وتصدقت بدینا ر فسافلا فصاعدا وسافلا حالان عاملهما محذوف وجوبا والتقدیر فذهب الثمن صاعدا وذهب المتصدق به سافلا۔

(۱۳)۔ جب مضاف الیہ کا مضاف جزء ہو یا جزء کی طرح ہو بایں معنی کہ مضاف الیہ کے سبب کلام مضاف سے مستغنی ہو جائے تو مضاف الیہ سے بھی حال واقع ہو سکتا ہے مضاف جزء کی مثال اللہ تعالٰی کا فرمان ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا یہاں اخوانا ھم ضمیر سے حال ہے جو مضاف الیہ ہے اور اس مضاف الیہ کا صدور مضاف جز ہے۔ مضاف مثل جزء ہو اس کی مثال اللہ تعالٰی کا فرمان ثم او حینا الیك ان اتبع ملة ابراهیم حنیفا یہاں حنیفا۔ ابراهیم مضاف الیہ سے حال ہے اور اس مضاف الیہ کا ملة مضاف جز تو نہیں لیکن مثل جزء ہے اس لئے کہ ملة کو بغیر ذکر کئے اگر قرآن کے علاوہ میں ان اتبع ابراهیم حنیفا کہا جائے تو بھی یہ عبارت صحیح ہوگی اور ملة کو ذکر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

Marfat.com

شرح ابن عقیل ص ۲۶۱ میں ہے:

وکذالك یجوز مجی الحال من المضاف الیه اذا کان المضاف جزءا من المضاف الیه او مثل جزءه فی صحة الاستغناء بالمضاف الیه عنه فمثال ما هو جزء من المضاف الیه قوله تعالی ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا فاخوانا حال من الضمیر المضاف الیه صدور والصدور جزء من المضاف الیه ومثال ما هو مثل جزء المضاف الیه فی صحة الاستغناء بالمضاف الیه عنه قوله تعالی ثم اوحینا الیك ان اتبع ملة ابراهیم حنیفا فحنیفا حال من ابراهیم والملة کالجزء من المضاف الیه اذ یصح بالمضاف الیه عنها فلو قیل فی غیر القرآن ان اتبع ابراهیم حنیفا یصح۔

(۱۴)۔ جب حال موکدہ جملہ اسمیہ کے مضمون کی تاکید ہو اور وہ جملہ اسمیہ ایسا ہو کہ اس کا ایک جز عامل بننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو عامل کو حذف کرنا واجب نہیں جیسے اللہ شاہد قائما بالقسط۔

فوائد ضیائیہ ص ۱۴۰ میں ہے:

ولا بد ههنا من قید آخر وهو ان یکون من اسمین لا یصلحان للعمل فیهما والا لکان عاملها مذکورا فکیف یکون حذفه واجبا نحو الله شاهد قائما بالقسط۔

Marfat.com

تمیز کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ تمیز کو عامل پر مقدم کیا جاسکتا ہے؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ تمیز کو جر دینا جائز ہے؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ تمیز کی جانب اضافت درست نہیں؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ تمیز سے قبل من کو لایا جاسکتا ہے؟

(۵) وہ کونسی صورت ہے کہ اسم تفضیل کے بعد آنے والی تمیز کو جر اور نصب دینا واجب ہے؟

(۶)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم تام ہو اور اس کی ذات میں ابہام مستقر ہو لیکن پھر بھی اس کی تمیز کو نصب دینا درست نہیں؟

جوابات تمیز کی پہیلیاں

(۱) جب عامل تمیز فعل متصرف ہو تو تمیز کو عامل پر مقدم کرنا جائز ہے لیکن یہ انتہائی قلیل ہے اس پر غیر کو قیاس نہیں کیا جاسکتا جیسے ما کا دنفسا بالفراق تطیب یہاں نفسا تمیز ہے اور عامل تطیب ہے جو موخر ہے۔

الفیہ ابن مالک ص ۵۹ میں ہے:

وعامل التمیز قدم مطلقا　　　　والفعل ذا التصریف نزرا سبقا

(۲)۔ جب مفرد مقدار تنوین یا نون تثنیہ کے ذریعہ تام ہو تو اس کی اضافت تمیز کی جانب کر کے جر دیا جاسکتا ہے جیسے: عندی شبر ارض وقفیز برومنوا عسل وتمر اور اگر مفرد مقدار کی اضافت غیر تمیز کی جانب ہو تو تمیز کو نصب ہی دیا جائے گا جیسے: ما فی السماء

Marfat.com

قدرراحة سحابا اوراللہ تعالی کافرمان: فلن یقبل من احدھم مل الارض ذھبا

شرح ابن عقیل ص ۲۷۰ میں ہے:

وھو ما دل علی مساحة او کیل او وزن فیجوز جر التمیز بعد ھذہ بالاضافة ان لم تضف الی غیرہ نحو عندی شبرارض وقفیزبرومنوا عسل وتمر فان اضیف الدال علی مقدار الی غیرالتمیز وجب نصب التمیز نحو ما فی السماء قدرراحة سحابا ومنہ قولہ تعالی فلن یقبل من احدھم ملأ الارض ذھبا۔

(۳) ۔ جب مفرد مقدار تنوین یا نون تثنیہ کے ذریعہ تام نہ ہو بلکہ مشابہ نون جمع یا اضافت کے ذریعہ تام ہو تو تمیز کی جانب اضافت درست نہیں جیسے: عشرین درھما اور علی التمرة مثلھا زبدا کیونکہ عشرین درھما میں نون کو اضافت کے ساتھ حذف کرنا بھی درست نہیں اور باقی رکھنا بھی صحیح نہیں لہذا اضافت متعذر اور دوسری مثال میں مثلھا کی اضافت زبدا کی جانب ضمیر کو باقی رکھتے ہوئے ممکن نہیں اور اگر ضمیر کو حذف کردیا جائے تو معنی فاسد ہو جائیگا۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۱۲۲ میں ہے:

واگر مفرد مقدار تام بتوین ونون تثنیہ نیست بلکہ تام بنون جمع است یا باضافت پس دریں وقت اضافت او بسوئے تمیز غیر جائز و ممتنع است۔

حاشیہ کافیہ میں ہے:

ای وان لم یکن بتنوین او نون التثنیة فلا یجوز الاضافة وذلك لتعذر ھا لانہ ان کان مثل عشرین درھما تعذرت اضافتہ اذلا یستقیم حذف النون مع الاضافت ولا بقائھا فتعذرت وکذالك علی التمرة مثلھا زبدااذلا یمکن اضافة مثلھا الی زبدا مع بقاء الضمیر وان حذف فسدالمعنی۔

(۴) جب تمیز معنی کے اعتبار سے فاعل نہ ہو اور عدد سے تمیز واقع نہ ہو تو تمیز سے قبل من حرف جار لانا جائز ہے جیسے: عندی شبرمن ارض وقفیز من برومنوان من عسل وتمرا و غرست الارض من شجر جائز نہیں کیونکہ پہلی مثال میں نفس معنی کے اعتبار سے فاعل ہے اس لئے کہ وہ طاب نفس زید کے معنی میں ہے اور دوسری مثال میں درہم عدد سے تمیز واقع ہے۔

Marfat.com

شرح ابن عقیل ص ۲۷۱ میں ہے:

یجوز جر التمیز بمن ان لم یکن فاعلا فی المعنی ولا ممیز العدد فتقول عندی من الارض وقفیز من برومنوان من عسل وتمرو غرست الارض من شجرولا تقول طاب زید من نفس ولا عندی عشرون من درھم۔

(۵)۔ جب تمیز اسم تفضیل کے بعد واقع ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا تو تمیز معنی کے اعتبار سے فاعل ہے یا نہیں اگر فاعل ہے تو نصب واجب اور اگر فاعل نہیں تو جر واجب اور معنی کے اعتبار سے فاعل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اسم تفضیل کو فعل بنا دیا جائے تو تمیز کا فاعل بن جانا درست ہو جیسے: انت اعلی منزلا واکثر مالا ان دونوں مثالوں میں منزلا اور مالا کو نصب واجب ہے کیونکہ اسم تفضیل کو فعل بنا کر ان کو فاعل بنانا درست ہے لہذا انت علا منزلك وکثر مالك کہنا صحیح ہے اور جو معنی کے اعتبار سے فاعل نہ ہو اس کی مثال زید افضل رجل وھند افضل امراۃ۔

شرح ابن عقیل ص ۲۷۱ میں ہے:

التمیز الواقع بعد افعل التفضیل ان کان فاعلا فی المعنی وجب نصبه وان لم یکن کذلك وجب جرہ بالاضافة وعلامة ما ھو فاعل فی المعنی ان یصح جعله فاعلا بعدہ جعل افعل التفضیل فعلا نحو انت اعلی منزلا واکثر مالا فمنزلا ومالا یجب نصبھا اذ یصح جعلھما فاعلین بعد جعل افعل التفضیل فعلا فتقول انت علا منزلك وکثر مالك ومثال ما لیس بفاعل فی المعنی زید افضل رجل وھند افضل امراۃ۔

(۶)۔ جب اسم لام تعریف کے ذریعہ تام ہوا ہو تو اگرچہ اس کی ذات میں ابہام مستقر ہو لیکن اس کی تمیز کو نصب دینا درست نہیں جیسے: عندی الراقو دخلا کہنا درست نہیں۔

فوائد ضیائیہ ص ۱۴۳ میں ہے:

الا تری ان لام التعریف الداخلة علی اول الاسم وان کان یتم بھا الاسم فلا یضاف معھا لا ینتصب التمیز عنه فلا یقال عندی الراقود خلا۔

Marfat.com

مستثنیٰ کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مستثنیٰ مفرغ کلام غیر موجب میں واقع ہو جب بھی اسکا اعراب عوامل کے اعتبار سے نہیں ہوتا بلکہ نصب معین ہے؟

(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مستثنیٰ مجرور ہی ہوگا؟

(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مستثنیٰ منصوب ہی ہوگا ؟

(۴)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے بدل واقع ہو پھر بھی دونوں کا اعراب لفظ میں مختلف ہوتا ہے؟

(۵)۔وہ کونسی صورت ہے کہ الا استثناء کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا؟

جوابات مستثنیٰ کی پہیلیاں

(۱) جب مستثنیٰ کے ساتھ الا مکرر آئے اور تاکید کے لئے نہ ہو اور مستثنیٰ مفرغ ہو تو ایک مستثنیٰ کا اعراب عوامل کے اعتبار سے ہوگا اور باقی مستثنیٰ منصوب ہونگے جیسے ما قام الا زید الا عمرا الا بکرا۔

الفیہ ابن مالک میں ہے ص ۵۳ میں ہے:

وان تکرر لا لتوکید فمع تفریغالتاثیر بالعامل دع

فی واحد مما با لا استثنی ولیس عن نصب سواه مغنی

(۲)۔جب مستثنیٰ غیر سوی اور سواء کے بعد واقع ہو تو مجرور ہی ہوگا۔جیسے جائنی القوم غیر زید و سوی زید و سواء زید اور اکثر نحویوں کے نزدیک مستثنیٰ حاشا کے بعد واقع ہو تو بھی مجرور ہی ہوگا۔

Marfat.com

ھدایۃ النحو صفحہ ۴۱ میں ہے

وان کان بعد غیر و سوی و سواء و حاشا عند الا کثر کان مجروراً نحو جائنی القوم غیر زید و سوی زید و سواء زید و حاشا زید۔

(۳) جب الا کے ساتھ مستثنی متعدد ہوں اور سب مستثنی منہ پر مقدم ہوں تو کلام موجب میں واقع ہوں یا غیر موجب میں سب منصوب ہی ہونگے جیسے قام الا زیدا الا عمرا الا بکرا القوم و ما قام الا زید االا عمرا الا بکر ا لقوم اور اگر مستثنی متعدد ہوں اور سب مستثنی منہ سے موخر ہوں اور کلام موجب میں ہوں جب بھی سب منصوب ہونگے جیسے : قام لقوم الا زیدا الا عمرا الا بکرا۔

شرح ابن عقیل ص ۲۴۴ میں ہے:

اما ان تتقدم المستثنیات وجب نصب الجمیع سواء کا ن الکلام موجباً او غیر موجب نحو قام الازید الاعمر ا الا بکر ا القوم وما قا م الا زید االا عمرا الابکر القوم وان تا خرت فلا یخلوا ما ان یکون الکلام موجبا او غیر موجب فان کا ن موجبا و جب نصب الجمیع فتقول قام القوم الا زید االا عمراالا بکرا۔

(۴)۔ جب مستثنی منہ کے لفظ سے مستثنی کا بدل واقع ہونا متعذر ہو تو اس کے محل سے مستثنی کو بدل بنایا جائے گا لہذا اس صورت میں مستثنی اور مستثنی منہ کا اعراب لفظا مختلف ہو جائیگا حالانکہ مستثنی مستثنی منہ کا بدل ہوگا جیسے:

ما جا ئنی من احد الا زید   لا احد فیھا الا عمر و ۔

ما زید شیئا الا شئی لا یعبا بہ

کافیہ ص ۴۶ میں ہے:

واذا تعذر البدل علی اللفظ فعلی الموضع مثل ما جا ئنی من احد الا زید ولا احد فیھا الا عمر و وما زید شیئا الا شی لا یعبا بہ لان من لا تزا د بعد الاثبات وما و لا لا تقدران عا ملتین بعدہ لا نھما عملتا للنفی وقد انتقض النفی با لا ۔

(۵)۔ جب الا جمع منکر غیر محصور کے بعد آئے تو ہمیشہ صفت ہی کے لئے استعمال ہوگا استثناء کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا کیونکہ اس صورت میں استثناء متعذر ہوگا لہذا اس کو مجازا غیر

Marfat.com

معنی موضوع لہ میں استعمال کیا جائے گا جیسے: لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا

کافیہ ص ۲۷ میں ہے:

وغیر صفة حملت علی الا فی الاستثناء کما حملت الا علیها فی الصفة اذا کانت تابعة لجمع منکور غیر محصور لتعذر الاستثناء مثل لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا۔

Marfat.com

خبر افعال ناقصہ کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ افعال ناقصہ کی خبر معرفہ ہونے کے باوجود ان کے اسم پر مقدم ہوسکتی ہے؟

(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ خبر کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے؟

(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ خبر کے عامل کو حذف کرنا واجب ہے؟

جوابات خبر افعال ناقصہ کی پہیلیاں

(۱)۔جب افعال ناقصہ کی خبر معرفہ ہو اور اسم وخبر دونوں میں لفظا اعراب ہو یا صرف ایک میں لفظی ہو تو خبر کو معرفہ ہونے کے باوجود اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے: کان المنطلق زید اور کان ھذا زید اور اگر دونوں میں اعراب لفظی منتفی ہو جائے اور کوئی قرینہ بھی نہ ہو تو خبر کو مقدم کرنا جائز نہیں جیسے: کان الفتی ھذا۔

فوائد ضیائیہ ص ۱۶۱ میں ہے:

وذالك اذا كان الاعراب فيهما او فى احد هما لفظيا نحو كان المنطلق زيد او كان هذا زيد واذا انتفى الاعراب فى اسم كان و خبر ها جميعا ولا قرينة هنالك لا يجوز تقديم الخبر نحو كان الفتى هذا۔

(۲)۔جب خبر میں عامل کان ہو اور یہ اس صورت میں جہاں لفظ اِن کے بعد کوئی اسم ہو پھر اس کے بعد فاء اور فاء کے بعد اسم ہو تو کان کو حذف کرنا جائز ہے جیسے الناس المجزیون باعمالهم ان خيرا فخير وانّ شرا فشر لہذا کان کے علاوہ افعال ناقصہ میں سے کسی کو حذف کرنا جائز نہیں۔

Marfat.com

فوائد ضیائیہ ص ۱۶۱ میں ہے:

وقد یحذف عاملہ ای عامل خبر کان ھو کان لا خبر کان واخواتھا لانہ لا یحذف من ھذہ الافعال الا کان وانما اختصت بھذا لاالحذف لکثرۃ استعمالھا۔

(۳)۔ جب خبر میں عامل کان ہو اور یہ اس صورت میں ہے جہاں اما کے بعد ضمیر مرفوع منفصل ہو اور اس کے بعد اسم منصوب جیسے: اما انت منطلقا انطلقت

فوائد ضیائیہ ص ۱۶۲ میں ہے:

ویجب الحذف ای حذف عاملہ یعنی کان فی مثل اما انت منطلقا انطلقت۔

الجواہر الصافیہ ص ۵۰۳ میں ہے:

مثال مذکور میں اما انت کی اصل لان کنت ہے اس میں لام جارہ کو حذف کردیا گیا کیونکہ ان سے پہلے لام جارہ کا حذف قیاسی ہے پھر اختصار کے لئے فعل ناقص کان کو بقرینہ ان مصدریہ حذف کردیا گیا کیونکہ ان مصدریہ اسم پر داخل نہیں ہوتا اور جب فعل حذف ہوگیا تو ضمیر مرفوع متصل ضمیر مرفوع منفصل سے بدل گئی اب ا ن انت رہ گیا پھر کان محذوف کے عوض ما زائدہ لایا گیا کیونکہ ما لیس کے مشابہ ہے بایں معنی کہ لیس نفی کے لئے آتا ہے اور فعل ناقص ہے اس لئے وہ کان کی نظیر ہے اس لئے ما کو کان کے عوض کردیا گیا تو ان ما انت ہوگیا اب یرملون کے قانون سے نون کو میم سے بدل کر میم میں ادغام کردیا گیا تو ان ما انت ہوگیا اس اصل کے مطابق مثال مذکور کا ترجمہ یہ ہے تمہارے چلنے ہی کی وجہ سے میں چلا تھا۔

Marfat.com

منادی کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد ہونے کے باوجود منصوب ہوتا ہے؟

(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد معرفہ ہونے کے باوجود مجرور ہوتا ہے؟

(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی معرفہ ہونے کے باوجود مفتوح ہوتا ہے؟

(۴)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد معرفہ ہونے کے باوجود حرف ندا اس پر داخل نہیں ہوسکتا؟

(۵)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد معرف باللام ہو پھر بھی حرف ندا اس پر داخل ہوسکتا ہے؟

(۶)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مبنی کے توابع میں رفع ونصب دونوں جائز ہیں؟

(۷)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مبنی کے توابع مفرد ہونے کی صورت میں مرفوع منصوب نہیں ہوتے بلکہ ان کا مبنی بر ضم ہونا متعین ہے؟

(۸)۔وہ کونسی صورت ہے کہ مبنی کے توابع مفرد نہ ہوں بلکہ مضاف ہوں جب بھی دونوں صورتیں جائز ہیں؟

(۹)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مبنی کا تابع صفت ہو جب بھی رفع لازم ہے؟

(۱۰)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی کی ترخیم جائز نہیں؟

(۱۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی سے حرف ندا حذف نہیں کیا جاسکتا ہے؟

(۱۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ منادی علم ہو پھر بھی حرف ندا حذف نہیں کیا جاسکتا؟

(۱۳) وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد معرفہ ہو پھر بھی اس کا مبنی علی الفتح ہونا مختار ہے؟

Marfat.com

(۱۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد معرفہ موصوف با بن ہو اور ابن دوسرے اسم کی جانب مضاف بھی ہو لیکن پھر بھی مبنی علی الفتح ہونا ممتنع ہے؟

(۱۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ منادی مفرد معرفہ علم موصوف با بن ہو اور ابن دوسرے علم کی جانب مضاف بھی ہو پھر بھی ضمہ واجب ہے؟

جوابات منادی کی پہیلیاں

(۱)۔ جب منادی مفرد غیر معین ہو تو منادی منصوب ہوگا۔ جیسے نابینا غیر معین کو ندا کرتے ہوئے کہے: یا رجلا خذبیدی

ہدایۃ النحو ص ۳۵ میں ہے:

او نکرۃ غیر معینۃ کقول الا عمی یا رجلا خذبیدی

(۲)۔ جب منادی مفرد معرفہ پر لام استغاثہ داخل ہو تو منادی مجرور ہوتا ہے جیسے: یا لزید

کافیہ ص ۲۸ میں ہے:

یخفض بلام الاستغاثہ مثل یا لزید

(۳) جب منادی مفرد معرفہ کے آخر میں الف استغاثہ لاحق کر دیا جائے تو مفرد معرفہ ہونے کے باوجود اس کو فتح دیا جائے گا جیسے: یا زیداہ اور اس صورت میں منادی کے شروع میں لام استغاثہ نہیں ہوگا۔

کافیہ ص ۲۸ میں ہے:

ویفتح لا لحاق الفھا ولا لام فیہ نحو یا زیداہ

(۴)۔ جب منادی مفرد معرف باللام ہو تو اس پر حرف ندا داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ ہذا وغیرہ کے توسط سے داخل ہو سکتا ہے۔

کافیہ ص ۳۰ میں ہے:

واذا نودی المعرف باللام قیل یا ایھا الرجل ویا ھذاالرجل ویا ایھذا الرجل

(۵)۔ جب منادی اسم جلالت ہو تو مفرد معرف باللام ہونے کے باوجود اس پر خاص طور سے حرف ندا بغیر کسی فصل کے داخل ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

کافیہ ص ۳۰ میں ہے:

وقالو ایا الله خاصة

اس کی وجہ یہ ہے کہ معرف باللام پر حرف ندا کا دخول دو شرطوں سے مشروط ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ لام تعریف کسی حرف محذوف کے عوض میں ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ لام تعریف کلمہ کے لئے لازم ہو چونکہ یہ دونوں شرطیں صرف اسم جلالت ہی میں پائی جاتی ہیں لہذا نحویوں نے اس قاعدہ کو اسم جلالت کے ساتھ ہی خاص کر دیا۔

(۶)۔ جب منادی مبنی کے توابع تاکید، صفت، عطف، بیان معطوف بحرف معرف باللام مفرد ہوں تو رفع ونصب دونوں جائز ہیں۔ جیسے: یا زید العاقل والعاقل۔

کافیہ ص ۲۹ میں ہے:

وتوابع المنادی المبنی المفردة من التاکید والصفة وعطف البیان والمعطوف بحرف الممتنع دخول یا علیه ترفع علی لفظه و تنصب علی محله۔

(۷) جب منادی مبنی کے توابع مفرد بدل یا معطوف غیر معرف باللام ہوں تو انکا حکم منادی مستقل کا حکم ہے یعنی وہ مبنی بر ضم ہوں گے جیسے یا زید عمرو اور یا زید وعمرو۔

بشیر الناجیہ ص ۱۶۸ میں ہے:

بدل اور اس معطوف کا حکم جس پر الف لام داخل نہ ہو ان میں سے ہر ایک کے لئے منادی مستقل کا حکم ہے جس سے حرف ندا مباشر ہو پس اگر مفرد معرفہ ہے تو مبنی بر ضم ہوگا۔

(۸)۔ جب منادی مبنی کے توابع مضاف باضافت لفظی ہوں تو رفع ونصب باوجود مضاف ہونے کے دونوں جائز ہیں جیسے یازید الحسن الوجه ویا زید الحسن الوجه۔

بشیر الناجیہ ص ۱۶۴

(۹)۔ جب منادی مبنی کا تابع ایسی صفت ہو جو معرف باللام ہے اور وہی مقصود بالنداء ہے تو اس صفت کو رفع لازم ہے جیسے: یا ایها الرجل۔ یا ایهذا الرجل ان دونوں مثالوں میں الرجل صفت واقع ہے اور رفع لازم ہے کیونکہ یہ معرف باللام بھی ہے اور مقصود بالنداء بھی۔ اسی لئے تو معرف باللام کو حذف کر دیا جائے تو ندا باطل ہو جاتی ہے لہذا مذکور مثالوں میں منادی کے قصد کے مطابق رفع کو لازم کر دیا گیا تا کہ اس کی حرکت اعرابیہ منادی مفرد معرفہ کی حرکت

Marfat.com

بنائیہ کے موافق ہو جائے جس سے پتہ چلے کہ معرف باللام ہی مقصود بالنداء ہے۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۳۷ میں ہے:

والتز موا رفع الرجل جواب سوال مقدر ست وتقریر سوال اینست کہ قبل ازیں معلوم شد کہ صفت منادی مضموم مرفوع ومنصوب می باشد مثل یا زید الظریف والظریف ورجل درا مثلہ مذکورہ نیز صفت منادی مضموم است وحال آنکہ نصب درو جائز نیست پس مصنف جواب می دہد بقولہ والتز موا رفع الرجل یعنی لازم گرفتہ اند نحاۃ رفع رجل را باوجود کہ صفت منادی مضموم ست وحق او جواز وجہین است لا نہ مقصود بالنداء یعنی ازیں جہت لازم گرفتہ اندکہ مقصود بالنداء رجل است پس رفع لازم کردند تا حرکت اعرابی از روئے صورت بحرکت بنائی موافق باشد کہ علامت منادی مستقل ست پس دلالت کند برایں کہ رجل مقصود بنداء است۔

(۱۰)۔ ترخیم منادی کے لئے چند شرائط ہیں ان کے فوت ہونے کی صورت میں ترخیم جائز نہیں وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) منادی مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو۔

(۲) منادی مستغاث نہ ہو۔

(۳) منادی جملہ نہ ہو۔

یہ شرائط عدمی ہیں علم زائد علی الثلاث ہو یا مونث بتاء التانیث ہو یہ شرائط وجودی ہیں۔ ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہو گی تو ترخیم جائز نہیں ہو گی جیسے یا عبداللہ۔ یا طالعا جبلا۔ یا تابط شرا۔ یا لزید۔ یا لزیداہ۔ یا زید۔ یا ھند۔ میں ترخیم جائز نہیں۔

کافیہ ص ۳۱ میں ہے:

وشرطہ ان لا یکون مضافا ولا مستغاثا ولا جملۃ ویکون اما علما زائدا علی ثلثۃ احرف واما بتاء التانیث۔

(۱۱)۔ جب منادی اسم جنس یا اسم اشارہ یا مستغاث یا مندوب یا ضمیر ہو تو حرف ندا کو حذف کرنا جائز نہیں، جیسے: یا رجل۔ یا ھذا۔ یا لزید۔ یا زیداہ۔ یا ایاك۔

کافیہ ص ۳۳ میں ہے:

و یجوز حذف حرف النداء الا مع اسم الجنس والاشارۃ والمستغاث۔

Marfat.com

اور شرح ابن عقیل ص ۲۱۲ میں ہے:

لا یجوز حذف حرف النداء مع المندوب نحو وا زیداه ولا مع الضمیر نحو یا ایاك ولا مع المستغاث نحو یا لزید ۔

(۱۲)۔ جب منادی اسم جلالت ہو تو حرف ندا اس سے حذف نہیں کیا جا سکتا البتہ حرف ندا کے عوض میم مشدد کو لے آئیں تو حذف جائز ہے جیسے: اللھم ۔

جامع الغموض جلد دوم ص ۵۲ میں ہے:

حذف حرف ندا از عالم عام است کہ بغیر بدل بود مثل امثال مذکورہ یا بدل چنانچہ لفظ اللہ کہ حذف حرف ندا ازو جائز نیست مگر وقتیکہ او را از میم بدل کردہ شود میم مشدد در آخر او عوض آورده شود نحو اللھم کہ در اصل یا اللہ بود یا را حذف کردند و عوض او میم مشدد در آخر آوردند اللھم شد ۔

(۱۳)۔ جب منادی مفرد معرفہ علم ہو اور وہ ابن کے ساتھ موصوف ہو اور وہ ابن دوسرے علم کی جانب مضاف ہو تو منادی میں ضمہ جائز تو ہے لیکن فتحہ مختار ہے جیسے: یا زید بن خالد ۔

کافیہ ص ۳۰ میں ہے:

والعلم الموصوف با بن مضافا الی علم آخر یختار فتحه ۔

(۱۴)۔ جب منادی مفرد معرفہ موصوف با بن غیر علم ہو یا علم ہو لیکن ابن غیر علم کی طرف مضاف ہو تو بدستور سابق ضمہ ہی واجب ہوگا اور مبنی بر فتح ہونا ممتنع ہوگا جیسے: یا غلام ابن عمر و یا زید ابن اخینا یہاں زید کا مبنی بر ضم ہونا واجب ہے ۔

شرح ابن عقیل ص ۲۱۵ میں ہے:

ای اذا لم یقع ابن بعد علم او لم یقع بعده علم وجب ضم المنادی و امتنع فتحه فمثال الاول نحو یا غلام ابن عمر و ومثال الثانی یا زید ابن اخینا فیجب بناء زید علی الضم فی هذه الامثلة ۔

(۱۵)۔ جب منادی مفرد معرفہ موصوف با بن ہو اور علم آخر کی جانب ابن مضاف بھی ہو لیکن منادی اور ابن کے درمیان کوئی صفت ہو تو ضمہ واجب ہے جیسے: یا زید الظریف ابن

Marfat.com

عمرو۔

الفوائد الضیائیہ ص۱۰۳ میں ہے :

بلا تخلل واسطة بين الابن وموصوفه كما هو المتبادر الى الفهم فيخرج عنه مثل يا زيد الظريف ابن عمرو۔

Marfat.com

حروف جارہ کی پہیلیاں

(۱) وہ کونسی صورت ہے کہ حروف جارہ فعل ہو جاتے ہیں۔؟

(۲) وہ کونسی صورت ہے کہ حروف جارہ اسم ہو جاتے ہیں؟

(۳) وہ کونسی صورت ہے کہ حروف جارہ کے ذریعہ مجرور اسم ظاہر ہی ہوتا ہے؟

(۴) وہ کونسی صورت ہے کہ حروف جارہ لفظ میں عمل کرنے کے باوجود معنی میں عمل نہیں کرتے؟

(۵) وہ کونسی صورت ہے کہ حروف جارہ فعل پر بھی داخل ہو جاتے ہیں؟

(۶) وہ کونسی صورت ہے کہ حرف جر من زائد نہیں ہوسکتا؟

(۷) وہ کونسی صورت ہے کہ دو حرف جر ایک ہی طرح کے بغیر عطف استعمال ہو سکتے ہیں؟

جوابات حروف جارہ کی پہیلیاں

(۱) جب (ما) کے بعد حروف جارہ (خلا وعدا) واقع ہوں۔ یا دونوں صدر کلام میں واقع ہوں تو یہ فعل ہو جاتے ہیں۔ جیسے۔ ما خلا زیدا۔ ما عدا زیدا۔ خلا البیت زیدا۔ عدا القوم زیدا۔

شرح مائۃ عامل ص ۱۵ میں ہے:

واذا وقعت خلا وعدا بعد ما مثل ما خلا زیدا وما عدا زیدا او فی صدر الکلام مثل خلا البیت زیدا وعدا لقوم زیدا تعینتا للفعلیۃ۔

(۲) جب من جارہ حروف جارہ علی اور عن پر داخل ہو جائے تو یہ دونوں اسم

Marfat.com

ہو جاتے ہیں۔اس وقت علی بمعنی فوق ہو جاتا ہے۔اور عن بمعنی جانب جیسے من عن یمینه و من علیه۔

شرح مائۃ عامل منظوم ملا جامی ص۸۹ر میں ہے:

برعلی وعن چومن داخل شود باشند اسم پس بمعنی فوق جانب می شوند اے مقتد۔

نیز الفیہ ابن مالک ص۹۲ر میں ہے:

واستعمل اسما و كذا عن وعلى۔ من اجل ذا عليهما من دخلا۔

(۳) جب حروف جارہ میں سے کاف۔واؤ قسم۔تاء قسم۔رب۔حتی۔مذاور منذ ہوں تو ان کا مجرور اسم ظاہر ہی ہوتا ہے۔لہذا کہ۔ وھما۔تھم۔ربھما۔حتاھن۔مذك اور منذ کما وغیرہ کہنا درست نہ ہوگا۔

الفیہ ابن مالک ص۶۰ر میں ہے:

با لظا هر اخصص منذ مذ وحتى۔والكاف والواو ورب والتاء۔

نیز شرح ابن عقیل ص۲۷۶ میں ہے:من حروف الجر ما لا يجر الا الظاهر وهي هذه السبعة المذكورة في البيت الاول فلا تقول منذه ومذه وكذا الباقي۔

نیز شرح مائۃ عامل ص۸۸ر میں ہے:

واواز بہر قسم داں لیک داخل می شود۔ برظواہر نے ضمائر دائما اے مہترا۔

(۴) جب حروف جارہ من، با۔اور لام زیادہ ہوں تو یہ لفظ میں عمل کرنے کے باوجود معنی میں عمل نہیں کرتے یعنی ذکر وعدم ذکر سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔البتہ اکثر و بیشتر حسن کلام اور تاکید کے لئے انکو لایا جاتا ہے۔

درایۃ النحو ص۶۶۴ میں ہے:

المراد بالزيادة ما لا يتغير به معنى الاصل حتى يكون وجوده وعدمه متساويين والمقصود من زيادتها في الكلام التاكيد او الفصاحة او كلاهما اوغير ذلك۔

(۵) جب فعل مضارع پر ان مصدریہ داخل ہو تو حرف جر من اس پر داخل کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت یہ بظاہر فعل مضارع ہے لیکن حقیقۃً ان کے ساتھ بمعنی مصدر ہو گیا ہے۔جیسے

Marfat.com

"من ان اشرك بك شيئا،، توحقیقۃً اس کا دخول اسم پر ہی ہے کیونکہ مصدر اسم ہی ہوتا ہے۔ لیکن ظاہراً فعل ہے یہ ہی حال لام جحد اور حتی وغیرہ کا ہے جب یہ فعل مضارع پر داخل ہوں اور ان کے بعد ان مقدر ہو۔

(۶) جب من حرف جار کلام موجب میں واقع ہو اور اس کا مجرور معرفہ ہو تو من زائد نہیں ہوسکتا۔ لہذا جاء نی من زید نہیں کہہ سکتے۔

شرح ابن عقیل ص ۲۸۰ میں ہے:

ولا تزاد عند جمهو رالبصريين الا بشرطين احد هما ان يكون المجرور بها نكرة الثا ني ان يسبقها نفي او شبهه والمراد بشبه النفي النهي نحو لا تضرب من احد والاستفهام نحو هل جاءك من احد ولا تزاد في الايجاب ولا يوتى بها جارة لمعرفة فلاتقول جاء نی من زيد۔

(۷) جب ایک حرف جر کے ذریعہ فعل مقید ہو جائے تو دوسرا حرف جر بغیر عطف استعمال کیا جاسکتا ہے اور اس حرف کا تعلق بھی اسی فعل سے ہوگا جیسے: رايت زيدا فی المسجد فی الطاق۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۶۲ر میں ہے:

قالو الايجوز حرفين اى جارين مع مجرور بهما من جنس واحد بفعل واحد بدون العطف فلا يقال مررت بزيد بعمر والاان تعلق الثانی بالفعل بعد تقييد الفعل بالاول نحو رايت زيدا فی المسجد فی الطاق۔

Marfat.com

اضافت کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کون سی صورت ہے کہ مضاف پر الف لام داخل ہو سکتا ہے؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ ''ای'' کی اضاجت مفرد معرفہ کی جانب نہیں ہو سکتی؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ ''ای'' کی اضافت نکرہ کی جانب نہیں ہو سکتی؟

(۴) وہ کونسی صورت ہے کہ ''ای'' کی اضافت معرفہ ونکرہ دونوں کی جانب ہو سکتی ہے؟

(۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مضاف کو حذف کرنے کی صورت میں بھی مضاف الیہ کا جر متعین ہے؟

(۶) وہ کونسی صورت ہے کہ مضاف ومضاف الیہ کے درمیان فاصل لایا جا سکتا ہے؟

(۷)۔ وہ کونسے اسماء ہیں کہ جن کی اضافت ضمیر ہی کی جانب ہوتی ہے؟

(۸)۔ وہ کونسے اسماء ہیں جن کی اضافت اسم ظاہر ہی کی جانب ہوتی ہے؟

(۹)۔ وہ کونسے اسماء ہیں جن کی اضافت جملہ ہی کی جانب ہوتی ہے؟

(۱۰)۔ وہ کونسے اسماء ہیں جو بغیر اضافت استعمال نہیں ہوتے؟

(۱۱)۔ وہ کونسے اسماء ہیں جو ہمیشہ تثنیہ معرفہ کی جانب ہی مضاف ہوتے ہیں؟

جوابات اضافت کی پہیلیاں

(۱) جب مضاف باضافت لفظیہ ہو اور لفظ میں اضافت کی وجہ سے تخفیف پیدا ہوتی ہو تو مضاف پر الف لام داخل ہو سکتا ہے۔ جیسے'' الضاربا زید اور الضاربو زید'' لھذا الضارب زید '' اضافت کی صورت میں کہنا جائز نہیں کیونکہ یہاں الضارب سے تنوین اضافت کی وجہ

Marfat.com

سے ساقط نہیں بلکہ الف لام کی وجہ سے ہے برخلاف پہلی دونوں مثالوں کے کہ ان میں نون تثنیہ و جمع اضافت ہی کی وجہ سے ساقط ہوا ہے۔ کیونکہ یہ الف لام کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتا۔

کافیہ ص ۵۴ میں ہے۔

"وجا زالضا ر با زید والضا ربوز ید وامتنع الضا رب زید"

(۲) جب، ای، شرطیہ ہوتو مفرد معرفہ کی جانب اس کی اضافت نہیں ہوسکتی،

(۳) جب، ای، موصولہ ہوتو اس کی اضافت نکرہ کی جانب نہیں ہوسکتی جیسے: یعجبنی ایهم قائم۔

شرح ابن عقیل ص ۳۰۸ میں ہے:

فاما الموصولة فذكرالمصنف انها لاتضاف الاالی معرفة فتقول يعجبنی ايهم قائم

(۴) جب، ای، شرطیہ اور استفہامیہ ہوتو معرفہ ونکرہ دونوں کی جانب مطلقا اضافت ہوسکتی ہے خواہ وہ تثنیہ ہوں یا جمع یا مفرد البتہ مفرد معرفہ کی جانب شرطیہ ہونے کی صورت میں نہیں کما مر۔

شرح ابن عقیل ص ۳۰۸ میں ہے:

واما الشرطية والا ستفها مية فيضافان والی النكره مطلقا ای سواء كا ن مثنين او مجموعين او مفردين الا المفرد المعرفة فانهما لا يضا فان اليه الاالاستفها مية فانها تضاف اليه كما تقدم ذكره۔

(۵) جب مضاف محذوف معطوف ہو اور اپنے معطوف علیہ مذکور کا مماثل ہو تو اس مضاف کے محذوف ہونے کے باوجود مضاف الیہ کا جر متعین ہے جیسا کہ مضاف کے مذکور ہونے کے وقت تھا جیسے: كل امرء تحسبين امراء

ونار توقدبالليل نارا

یہاں اصل میں، كل نار، تھا لفظ کل حذف کر دیا گیا۔ لیکن نا ر مضاف الیہ اب بھی مجرور ہے جیسا کہ كــل کے مذکورہ ہونے کے وقت تھا، اور شرط بھی موجود ہے کہ محذوف معطوف علیہ کا مماثل بھی ہے، اور یہاں نـار کو معطوف اور امری کو معطوف الیہ نہیں بنایا جاسکتا ورنہ ایک عاطف کے ذریعہ کو مختلف عاملوں کے معمولین پر عطف لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

Marfat.com

شرح ابن عقیل ص ۳۱۴ میں ہے:

قدیحذف المضاف ویبقی المضاف الیه مجروزا کما کان عند ذکرالمضاف لکن بشرط ان یکون المحذوف مماثلاً لما علیه قدعطف کقول الشاعر:

اکل امرئ تحسبین امرأ ونار توقدبا لیل نارا

والتقدیر کل نار فحذف کل وابقی المضاف الیه مجرورا کما کان عند ذکرها والشرط موجود وهو العطف علی مماثل المحذوف وهو کل فی قوله اکل امری۔

(۶)۔اس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) مصدر جب فاعل کی جانب مضاف ہو تو ان کے درمیان مصدر کے مفعول بہ یا ظرف کے ذریعہ فصل کیا جاسکتا ہے۔جیسے ابن عامر کی قرائت میں اللہ تعالی کا فرمان:

وکذلک زین لکثیرمن المشرکین قتل اولادهم شرکائهم۔

یہاں اولاد منصوب اور شرکاء مجروراور قتل مصدر مضاف اور شرکاء مضاف الیہ کے درمیان اولاد بطور فصل مذکور ہے جو قتل مصدر کا مفعول بہ ہے اور اس طرح کا فصل حسن ہے۔کیونکہ مصدر کا معمول غیر اجنبی ہے۔لہذا فصل عدم فصل کی طرح ہے۔

(۲) اسم فاعل جب اپنے پہلے مفعول کی جانب مضاف ہو تو ان کے درمیان اسم فاعل کے دوسرے مفعول کے ذریعہ فصل کیا جاسکتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله یہاں وعد منصوب اور رسل مجرور ہے اور مخلف اسم فاعل مضاف اور رسل مضاف الیہ کے درمیان وعد بطور فصل مذکور ہے۔جو مخلف اسم فاعل کا مفعول بہ ثانی ہے۔

(۳) مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان قسم لاکر بھی فصل کیا جاسکتا ہے جیسے امام علی بن حمزہ کسائی نے اہل عرب کا قول بیان فرمایا ہے: هذا غلام الله زید۔

یہ تینوں صورتیں مختلف فیہ بین النحاۃ ہیں لیکن ابن مالک کا مذہب مختار یہ ہے۔

حاشیہ الفیہ ابن مالک ص ۶۸ میں ہے:

Marfat.com

مذهب كثير من النحويين انه لا يجوز الفصل بين المضاف والمضاف اليه بشئي الا في الشعر وذهب شيخنا رحمه الله الى انه يجوز في السعة االفصل بينهما في ثلث صور۔ الاولى فصل المصدر المضاف الى الفاعل بما تعلق بالمصدر من مفعول به او ظرف كقراة ابن عامر زين لكثير من المشركين قتل اولادهم شركائهم ۔وحسن مثل هذاالفصل لان معمول المصدر غير اجنبي منه فالفصل به كلافصل۔ الصورة الثانيه فصل اسم الفاعل المضاف الى مفعوله الاول بمفعوله الثاني كقوله تعالى ۔ فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله ۔ الصورة الثالثة فصل للمضاف عن ما اضيف اليه بالقسم نحو ماحكاه االكسائي من قولهم ها غلام والله زيد ۔

(۷)۔وہ چند اسماء ہیں جنکی اضافت ہمیشہ ضمیر ہی کی جانب ہے یعنی وحد ۔لبی۔دوالی۔ سعدی

الفیہ ابن مالک ص ۶۵ میں ہے:

وبعض ما يضاف حتما امتنع   ايلاء ه اسما ظاهرا حيث وقع

كوحد لبي ودوالي سعدى   وشذايلاء يدى للبى

(۸)۔وہ ذواوراس کے فروع ہیں۔ کیونکہ ان کی اضافت اسمائے اجناس ہی کی جانب ہوتی ہے۔اور ضمائر میں کوئی ضمیر بھی اسم جنس نہیں بلکہ سب معرفہ ہیں۔

جامع الغموض جلد اول ص ۷۰ میں ہے:

ذو مضاف نمی شود مگر بسوے اسمائے اجناس کما تقرر و کاف اسم جنس نیست بلکہ معرفہ است۔

(۹)۔وہ حیث اذ،اذا وغیرہ ہیں۔لیکن ان میں تفصیل ہے حیث جملہ اسمیہ کی جانب بھی مضاف ہوتا ہے اور جملہ فعلیہ کی جانب بھی۔جیسے اجلس حيث زيد جالس ۔ اجلس حيث جلس زيد ۔ اجلس حيث يجلس زيد ۔

اسی طرح اذ بھی جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں کی جانب مضاف ہوتا ہے۔جیسے: جئتك اذزيد قائم۔ جئتك اذ قام زيد ۔

Marfat.com

لیکن اس کا مضاف الیہ کبھی حذف بھی کر دیا جاتا ہے اور اس کے عوض تنوین لے آتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وانتم حینئذ تنظرون ۔ لیکن اذا کی اضافت صرف جملہ فعلیہ کی جانب ہی ہوتی ہے جملہ اسمیہ کی جانب نہیں ہوتی ۔ لہذا اتیك اذا قام زید کہنا درست ہے اور آتیك اذا زید قائم کہنا درست نہیں۔

شرح ابن عقیل ص ۳۰۲ میں ہے:

من اللازم للاضافة ما لا یضاف الا الی الجملة وهو حیث واذ واذا فاما حیث فتضاف الی الجملة الاسمیة نحو اجلس حیث زید جالس والی الجملة الفعلیة نحو اجلس حیث جلس زید او حیث یجلس زید واما اذ فتضاف ایضا الی الجملة الاسمیة نحو جئتك اذ زید قائم والی الجملة الفعلیة نحو جئتك اذ قام زید ویجوز حذف الجملة المضاف الیها ویوتی بالتنوین عوضا کقوله تعالی ۔ وانتم حینئذ تنظرون ، واما اذا فلا تضاف الا الی جملة فعلیه نحو آتیك اذا قام زید ولا یجوز اضافتها الی جملة اسمیة فلا تقول آتیك اذا زید قائم خلافا لقوم۔

(۱۰) ۔ وہ چند ہیں: بعض اسماء وہ ہیں جن کے لئے لفظ و معنی دونوں اعتبار سے مضاف الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے عند ۔ لدی ۔ سوی وغیرہ۔ اور بعض وہ ہیں جن کے لئے باعتبار لفظ تو مضاف الیہ کا ہونا ضروری نہیں البتہ باعتبار معنی ہمیشہ مضاف ہی ہوتے ہیں۔ جیسے کل بعض وغیرہ۔ لھذا ان کو بغیر اضافت استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اول الذکر کا مضاف الیہ ملفوظ ہونا ضروری ہے اور آخر الذکر کا ضروری نہیں۔

شرح ابن عقیل ص ۲۹۹ میں ہے:

من الاسماء ما یلزم الاضافة وهو قسمان ۔ احدها ما یلزم الاضافة لفظا ومعنی ۔ فلا یستعمل مفردا ای بلا اضافة وذالك نحو عند ولدی وسوی ۔ والثانی ما لزم الاضافة معنی دون لفظ نحو کل وبعض ای فیجوز ان یستعمل مفردا ای بلا اضافة۔

(۱۱) ۔ وہ کلا اور کلتا ہیں ۔ اور ان کے لئے باعتبار لفظ و معنی مضاف الیہ کا ہونا ضروری ہے ۔ نیز ان کا مضاف الیہ ہمیشہ تثنیہ معرفہ ہوتا ہے خواہ وہ تثنیہ باعتبار لفظ و معنی ہو خواہ

Marfat.com

صرف باعتبار معنی ہو۔ پہلی مثال جیسے: جاءنی کلاالرجلین، جاءتنی کلتا المرأتین دوسری مثال جیسے: جائنی کلاهما جائتنی کلتاهما۔

شرح ابن عقیل ص ۳۰۶ میں ہے:

من الاسماء اللازمة الاضافة لفظا ومعنی کلا و کلتا ولا یضافان الا الی معرفة مثنی لفظا ومعنی نحو جاءنی کلا الرجلین و کلتا المرأتین او معنی دون لفظ نحو جائنی کلاهما و کلتاهما۔

Marfat.com

ضمائر کی پہیلیاں

(۱) وہ کونسی صورت ہے کہ ضمیر منفصل نہیں لائی جاسکتی؟
(۲) وہ کونسی صورت ہے کہ ضمیر معطوف علیہ نہیں ہوسکتی؟
(۳) وہ کونسی صورت ہے کہ ضمیر معطوف علیہ موکداور مبدل منہ نہیں ہوسکتی؟
(۴) وہ کونسی صورت ہے کہ ضمیر مرفوع متصل ہمیشہ مستتر ہی ہوگی؟
(۵) وہ کونسی صورت ہے کہ ضمیر کو مرجع سے پہلے لایا جاسکتا ہے؟
(۶) وہ کونسی صورت ہے کہ مرجع لفظاً و رتبۃً موخر ہو پھر بھی ضمیر کو مقدم کیا جاسکتا ہے؟

جوابات ضمائر کی پہیلیاں

(۱)۔ جب تک ضمیر متصل لا نا متعذر نہ ہو اس وقت تک منفصل نہیں لائی جاسکتی ۔ کیونکہ کلام عرب میں اصل ایجاز ہے اور ضمائر کی وضع ایجاز ہی کے لئے ہوئی ہے اور حروف کی قلت کے پیش نظر متصل بنسبت منفصل کے اخصر ہے لہذا جب تک متصل لا نا متعذر نہ ہو اس وقت تک اصل سے عدول کر کے منفصل نہیں لائی جاسکتی اور متصل لا نا متعذر نہ ہونے کے چند مقام ہیں:

(۱) جہاں ضمیر عامل پر مقدم ہو۔ جیسے: ایاك نعبد
(۲) جہاں ضمیر منفصل کسی ایسی غرض کے تحت لائی جائے جو متصل سے حاصل نہ ہو جیسے:
وما ضربك الا انا کہ حصر بغیر انفصال حاصل نہیں ہوگا۔
(۳) جہاں عامل ضمیر محذوف ہو جیسے: ایاك والشر
(۴) جہاں عامل ضمیر معنوی ہو جیسے: انا زید

Marfat.com

(۵) جہاں عامل حرف ہو اور ضمیر مرفوع ہو جیسے: ما انت الا قائما ۔

(۶) جہاں ضمیر کی جانب کسی صفت کی نسبت کی گئی ہو اور وہ صفت کسی ایسی چیز کی خبر یا صلہ واقع ہو جن کے لئے وہ صفت نہ ہو جیسے: ھند زید ضاربته ھی ۔

حاشیہ ہدایۃ النحو ص ۵۶ میں ہے:

زیرا کہ اصل درکلام عرب ایجاز است وضمائر برائے ایجاز موضوع شدہ اند و بسبب کمی حروف متصل بنسبت منفصل اخصر ست پس تا وقتیکہ آوردن متصل ممکن خواہد شد عدول از اصل درست نخواہد بود مگر وقت تعذر متصل وتعذر متصل در چند مقام می باشد۔ اول جائیکہ ضمیر متصل بر عامل مقدم باشد۔ دوم ہر جا کہ ضمیر منفصل برائے غرضے آرند کہ از متصل حاصل نمی شود۔ سوم مقامیکہ عامل ضمیر محذوف باشد۔ چہارم مقامیکہ عامل ضمیر معنوی باشد۔ پنجم محل کہ عامل حرف باشد وضمیر مرفوع ششم در جائیکہ بجانب ضمیر صفتے مسند بود کہ خبر یا صلہ از چیزے آید کہ برائے اونباشد۔

(۲) ۔ضمیر مرفوع متصل بارز یا مستتر معطوف علیہ واقع نہیں ہو سکتی جب تک اس کی تاکید ضمیر منفصل سے نہ لائی جائے جیسے: ضربت انا وزید ،، اور اگر ضمیر مرفوع متصل اور معطوف کے درمیان فاصلہ کر دیا جائے تو یہی ضمیر اب معطوف علیہ بھی واقع ہو جائے گی جیسے:

ضربت الیوم ھند

ہدایۃ النحو ص ۴۹ میں ہے:

اذا عطف علی الضمیر المرفوع المتصل یجب تا کیدہ بالضمیر المنفصل نحو ضربت انا وزید الا اذا فصل نحو ضربت الیوم وزید ،

(۳) ۔ جب ضمیر شان کسی جملہ میں آئے تو یہ معطوف علیہ، موکد اور مبدل منہ نہیں ہو سکتی۔

ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع جلد اول ص ۶۷ میں ہے:

والفرق بینه وبین الضمائر انه لا یعطف علیه ولا یؤکد ولا یبدل منه ۔

(۴) ۔ ماضی کے واحد مذکر غائب اور متکلم کے دونوں صیغوں نیز صفت کے تمام صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر ہی ہو گی۔

ہدایۃ النحو ص ۵۵ میں ہے:

Marfat.com

واعلم ان المرفوع المتصل خاصة يكون مستترا فی الماضی للغائب والغائبة کضرب ای هو و ضربت ای هی و فی المضارع المتکلم مطلقا نحو اضرب ای انا و نضرب ای نحن و للمخاطب کتضرب ای انت وللغائب والغائبة کیضرب ای هو و تضرب ای هی و فی الصفة اعنی اسم الفاعل والمفعول وغیرهما مطلقا،،

(۵)۔ جب ضمیر کو مرجع سے مقدم کرنے کی صورت میں صرف لفظا اضمار قبل الذکر لازم آئے رتبۃً نہیں یعنی مرجع باعتبار لفظ مؤخر ہو لیکن باعتبار رتبہ مقدم ہی رہے تو اس صورت میں ضمیر کو مرجع سے پہلے لانا درست ہے جیسے: ضرب غلامہ زید کہ یہاں ضمیر مجرور زید کی جانب راجع ہے اور زید اگر چہ باعتبار موخر ہے لیکن باعتبار رتبہ مقدم ہے کیونکہ یہ فاعل ہے جس کا اصل مقام فعل سے متصل ہے لہذا ضمیر کا تقدم اس صورت میں جائز ہے۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۵۴ میں ہے: پس معلوم شد کہ زید فاعل ست باعتبار رتبہ مقدم ست اگر چہ بحسب لفظ موخرست واضمار قبل الذکر لفظا ورتبہ ممتنع است نہ لفظا فقط۔

(۶)۔ جب ضمیر شان یا قصہ ہو تو اس کا مرجع لفظا ورتبۃً دونوں اعتبار سے موخر ہوتا ہے اور وہ جملہ ہوگا جو اس ضمیر کی تفسیر کریگا۔

ہدایۃ النحو ص ۵۶ میں ہے: واعلم ان لهم ضمیر ایقع قبل کلمة تفسره و یسمی ضمیر الشان فی المذکر و ضمیر القصة فی المونث نحو قل هو الله احد وانها زینب قائمة،

اور یہ اضمار قبل الذکر عمدہ میں بصریوں کے نزدیک بشرط تفسیر جائز ہے۔

جامع الغموض جلد اول ص ۱۷۱ میں ہے:

نزدیک نحات بصریہ اضمار قبل الذکر در عمدہ بشرط تفسیر جائز است مثل قولہ تعالیٰ: قل هو الله احد۔

Marfat.com

غیر منصرف کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صیغہ جمع میں الف جمع کے بعد دو حرف ہوں۔ یا تین حرف ہوں اور درمیانی حرف ساکن ہو۔ لیکن پھر بھی وہ منصرف ہی رہتا ہے۔ غیر منصرف نہیں ہوتا؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صیغہ جمع میں ھاء ہوز ہو لیکن پھر بھی وہ غیر منصرف ہوتا ہے؟

جوابات غیر منصرف کی پہیلیاں

(۱)۔ جب صیغہ جمع میں الف جمع کے بعد دو حرف ہوں اور پہلا مفتوح ہو یا تین حرف ہوں اور پہلا مفتوح ہو تو وہ اسم منصرف ہی رہتا ہے اس لئے کہ جمع کے سبب منع صرف ہونے کے لئے صیغہ منتھی الجموع ہونا شرط ہے۔ اور صیغہ منتھی الجموع اسی وقت ہوگا جبکہ الف جمع کے بعد واقع ہونے والے دو یا تین حروف میں سے پہلا حرف مفتوح نہ ہو بلکہ مکسور ہو۔

لہذا صحاری (کہ صحراء کی جمع تکسیر ہے) اور کمالات (کہ کمال کی جمع تکسیر ہے) کو غیر منصرف نہیں پڑھا جائے گا۔ کیونکہ اس میں شرط مفقود ہے۔

جامع الغموض شرح کافیہ جلد اول ص ۱۱۸ میں ہے:

ودر کمالات وصحاری صیغہ منتھی الجمع موجود نیست زیرا کہ صیغہ منتھی الجمع ایں است کہ اول او مفتوح بود و ثالث او الف و بعد الف دو حرف بودند و اول ایں دو حرف مکسور باشد یا بعد الف سہ حرف بودند ساکن الاوسط و حرف اول ازیں سہ حروف مکسور بود چوں صحاری اگر چہ بعد الف دو حرف اند لیکن حرف اول مکسور نیست و ہمچنیں در کمالات اگر چہ بعد الف سہ حروف اند لیکن اول آنہا مکسور نیست۔

Marfat.com

(۲)۔ جب صیغہ جمع میں ایسی ہاء ہوز ہو جس کو تاء تانیث کے بدلے میں نہیں لایا گیا ہے بلکہ وہ خود حروف اصلیہ میں سے ہے تو ہاء کے باوجود اس کو غیر منصرف ہی پڑھا جائیگا۔ جیسے فوارہ کہ یہ فارہ کی جمع ہے اور ہاء حرف اصلی ہے

جامع الغموض جلد اول ص ۱۱۸ میں ہے:

پس نحو فوارہ کہ جمع فارہ است وارد نمی شود زیرا کہ ہاء ہوز در و بدل از تاء تانیث نیست بلکہ از ذات کلمہ است۔

Marfat.com

تثنیہ کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم ممدود کے الف کو تثنیہ بناتے وقت واؤ سے بدلنا اور باقی رکھنا دونوں جائز ہے؟

(۲) وہ کونسے واحد ہیں جو مونث بالتاء ہیں اور ان کے تثنیہ میں تائے تانیث کو حذف کرنا جائز ہے؟

جوابات تثنیہ کی پہیلیاں

(۱)۔ جب اسم ممدود واحد میں الف ممدودہ نہ اصلی ہو اور نہ تانیث کے لئے ہو بلکہ یا تو الحاق کے لئے ہو۔ جیسے علباء کہ ان کا ہمزہ قرطاس سے الحاق کے لئے ہے۔ یا واؤ یا یاء اصلی سے بدل کر آیا ہو۔ جیسے: کساء، رداء کہ ان دونوں کی اصل کساو اور ردای۔ تھی تو اس ہمزہ کو تثنیہ میں واؤ سے بدلنا اور اپنے حال پر باقی رکھنا دونوں جائز ہیں۔ لہٰذا "علباءان" اور "علباوان"۔ اسی طرح کساءان اور کساوان، رداأن اور رداوان، دونوں جائز ہیں۔ ہمزہ کا باقی رکھنا اس لئے جائز ہے کہ علباء کا ہمزہ اس واو یا یا کے بدلہ میں ہے جو قرطاس کی سین کے مقابل ہونے کی بنا پر اصل کے ساتھ لاحق اور حرف اصلی کی مانند ہے لہٰذا یہ ہمزہ حکماً حرف اصلی ہوا اور کساء اور رداء کا ہمزہ اس واو اور یا کے عوض میں ہے جو اصلی ہیں لہٰذا یہ ہمزہ بھی حرف اصلی کے حکم میں ہوا اس طرح علباء، کساء اور رداء کے ہمزہ قراء کے ہمزہ اصلیہ کے مشابہ ہو گئے اور اس مشابہت کی بنا پر ان کا باقی رکھنا جائز ہوا۔ اور ہمزہ کا واؤ سے بدلنا اس لئے جائز ہے کہ ان تینوں اسماء کے ہمزہ حقیقۃً حرف اصلی نہیں ہیں لہٰذا اصل نہ ہونے میں حمرا کے ہمزہ کے مشابہ ہوئے اور چونکہ حمراء کا ہمزہ واؤ سے بدل جاتا ہے اس سے مشابہت ...

Marfat.com

اعتبار سے ان تینوں کے ہمزہ کو بھی واؤ سے بدلنا جائز ہوا۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۷۴ میں ہے:

والا ای وان لم تكن الهمزة اصلية ولا للتانيث بان تكون للالحاق كعلباء فان همزته للالحاق بقرطاس او منقلبة عن واو او ياء اصلية ككساء ورداء فان اصلهما كسا وورداى فالوجهان المذكوران جائز ان احدهما ثبوت الهمزة وبقائها لان الهمزة فى الصورة الاولى منقلبة عن واو ياء ملحقة بالاصل وفى الاخرى عن اصلية فشابهتا همزة قراء فتثبت فى الصورتين كما فى قراء وثانيها قلب الهمزة واوا لان عين الهمزة فى الصورتين ليست باصلية فشابهت همزة حمراء فانقلبت مثلها واو۔

(۲)۔وہ واحد خصیہ والیہ ہیں کہ ان دونوں کا تثنیہ بناتے وقت۔علے خلاف قیاس تاء تانیث کو حذف کرنا جائز ہے۔حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ ہی تھا کہ تاء نیث کو لانا واجب ہوتا۔ جیسے: شجرتان ثمرتان وغیرہ میں لانا واجب ہے لیکن یہاں اس لئے حذف کرنا جائز ہے کہ دونوں خصیے ایک دوسرے کے ساتھ اور دونوں سرین آپس میں ایک دوسرے سے ایسا شدید اتصال رکھتے ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرے سے انتفاع ممکن ہی نہیں۔لہذا یہ دونوں مفرد کے درجہ میں ہوگئے ہیں اور تاء تانیث کو حذف کرکے خصیان ،الیان کہنا جائز ہے۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۷۵ میں ہے:

وحذف تاء التانيث التى قياسها ان لا تحذف عن آخر المثنى كشجرتان وثمرتان فى خصيان واليان على خلاف القياس مع جواز اثباتها فيهما على القياس اتفاقا ووجه حذفها فيهما ان كل واحدة من الخصيتين والاليتين لما اشتد اتصالهما بالاخر بحيث لا يمكن الانتفاع بها بدونها صارتا بمنزلة المفرد وتاء التانيث لا تقع فى حشوه۔

Marfat.com

جمع کی پہیلیاں

(۱)۔وہ کونسی صورت ہے کہ اسم ذات کی جمع مذکر سالم نہیں آتی ؟

(۲)۔وہ کونسی صورت ہے کہ اسم صفت کی جمع مذکر سالم نہیں آتی ؟

(۳)۔وہ کونسی صورت ہے کہ اسم صفت کی جمع مونث سالم نہیں آتی ؟

جوابات جمع کی پہیلیاں

(۱)۔اسم ذات کی جمع مذکر سالم آنے کے لئے شرط ہے کہ وہ مذکر علم اور ذی العقل ہو لہذا جب یہ تینوں شرطیں نہ پائی جائیں یعنی جب اسم ذات غیر مذکر، غیر علم اور غیر ذوی العقول میں سے ہو تو اس کی جمع مذکر سالم یعنی واو اور نون یا یاء اور نون کے ساتھ نہیں آتی ہاں تینوں شرائط ایک ساتھ مفقود ہوں، جیسے عین یا دو شرائط جیسے امرأۃ۔یا ایک شرط جیسے۔ اعوج (جب کہ یہ فرس کا علم ہو) ان تینوں کی جمع واو اور نون یا یاء اور نون کے ساتھ نہیں آتی۔اس لئے کہ جمع مذکر سالم جموع میں اشرف ہے۔ کیونکہ واحد کی بنا اس میں سالم رہتی ہے۔اور مذکر علم عاقل بھی اپنے غیر سے اشرف ہے لہذا اشرف اشرف کو دیدیا گیا اور جس اسم میں یہ شرائط نہ پائی جائیں اس کے لئے یہ صیغہ باقی ہی نہیں رہا۔

فوائد ضیائیہ ص/۲۷۸ میں ہے:

و شرطه ای شرط اسم ارید بجمعه جمع الصحیح المذکر یعنی شرط صحة جمعیته ان کا ن ذلك الاسم اسما ای اسما محضا من غیر معنی و صفیة فیه فمذکر علم ای فکونه مذکر اعلما یعقل من حیث مسماه لا من حیث لفظه وا نما اشترط ذلك لکون هذاالجمع اشرف الجموع لصحة بناء الوا حد فیه والمذکر

Marfat.com

العلم العاقل اشرف من غیره فاعطی الاشرف للاشرف فان فقد فیه الکل کالعین او اثنان کالمراۃ او واحد نحو اعوج للفرس لم یجمع هذا الجمع۔

(۲)۔ جب اسم صفت غیر مذکر، غیر یعقل ہو یا افعل کے وزن پر آنے والا مذکر کا ایسا صیغہ ہو جس کی مونث فعلاء کے وزن پر آتی ہو، یا فعلان کے وزن پر آنے والا مذکر کا ایسا صیغہ ہو جسکی مونث فعلی کے وزن پر آتی ہے۔ یا جس میں مذکر و مونث برابر ہوں۔ یا جس مذکر میں تاء تانیث ہو تو ان تمام کی جمع مذکر سالم یعنی واو اور نون یا یاء اور نون کے ساتھ نہیں آتی۔ اول کی وجہ ما سبق میں معلوم ہو چکی کہ مذکر یعقل اشرف ہے اپنے غیر سے ثانی میں اس لئے کہ اس افعل اور اسم تفضیل کے افعل میں فرق باقی رہے۔ کیونکہ اسم تفضیل کی جمع واو اور نون وغیرہ کے ساتھ بھی آتی ہے۔ جیسے افضلون فرق واضح کرنے کے لئے اس کے برعکس بھی ہوسکتا تھا۔ لیکن اس لئے نہیں کیا گیا کہ وصفیت کے معنی اسم تفضیل میں کامل ہیں، کیونکہ اس میں زیادت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ لہذا اشرفیت اسی کو حاصل ہے۔ فجمعه كذلك یعنی اس کی جمع بھی ایسی ہی ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ اس وزن پر آنے والا اسم صفت ظاہر ہے اس کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ اس کے لئے یہ صیغہ باقی ہی نہیں رہا۔ جیسے: احمر کہ اس کی مونث حمراء آتی ہے۔ ثالث میں اس لئے کہ اس فعلان اور اس فعلان میں جس کی مونث فعلانة کے وزن پر آتی ہے فرق باقی رہے۔ کیونکہ اس دوسرے فعلان کی جمع واو اور نون وغیرہ کے ساتھ آتی ہے جیسے ندمانون۔ یہاں بھی وضاحت فرق کیلئے اس کے برعکس اس لئے نہیں کیا گیا کہ فعلان اور فعلانة کے درمیان تذکیر و تانیث میں فرق تاء اور عدم تاء کے اعتبار سے ہے۔ اور تاء و عدم تاء تذکیر و تانیث کے درمیان فرق کرنے میں اصل ہے لہذا اس حامل اصل کو جمع کا وزن بھی باعتبار اصل ملا کہ جمع سالم بھی جموع میں اصل ہے جیسے سکران کہ اس کی مونث سکری آتی ہے۔ رابع میں اس لئے کہ جب یہ مذکر و مونث میں سے کسی کے ساتھ خاص ہی نہیں تو اب اس کی ایسی جمع بھی نہ لائی جائے جو کسی ایک کے ساتھ خاص ہو جیسے جریح کہ مذکر و مونث دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہذا اب اس کے لئے واو اور نون وغیرہ کے ساتھ جمع لانے کا صیغہ ہی باقی نہیں رہا ورنہ مذکر سے تخصیص لازم آئے گی، اور یہ خلاف مفروض ہے۔ خامس میں اس لئے کہ صیغہ جمع مذکر اور تاء تانیث کا اجتماع مکروہ ہے۔ اور ... کر دیا جائے تو یہ التباس ہوگا

Marfat.com

کہ یہ جمع اس اسم کی ہے جو تاء کے ساتھ ہے یا بغیر تاء ہے جیسے: علامۃ۔

فوائد ضیائیہ ص/۱۷۹ میں ہے:

وشرطه اى شرط الاسم الذى اريد جمعه جمع المذكر الصحيح ان كان صفة من الصفات غير علم كاسمى الفاعل والمفعول فمذكر يعقل اى له شروط فالشرط الاول كونه مذكرا يعقل لما مر والشرط الثانى ان يكون ذلك الاسم الكائن صفة افعل فعلاء اى مذكرا غير مستوفى صيغة الصفة الكائن ذالك الاسم اياها مع المونث بل يكون المذكر على صيغة افعل والمونث على صيغة فعلاء مثل احمر حمراء للفرق بينه و بين افعل التفضيل كافضلون ولم يعكس لان معنى الصفة فى افعل التفضيل كامل لدلالته على الزيادة والشرط الثالث ان لا يكون ذلك الاسم فعلان فعلى اى مذكرا غير مستو فى تلك الصيغه مع المونث بل يكون المذكر على صيغة فعلان والمونث على صيغة فعلى مثل سكران سكرى فانه لا يقال فيه سكرانون للفرق بينه وبين فعلان فعلانة كندمانون ولم يعكس لان فعلان فعلانة اصل فى الفرق بين المذكر والمونث لانه فيه بالتاء وعدمها والشرط الرابع ان لا يكون الاسم المذكور مذكرا مستويا فيه اى فى هذه الصفة بتاويل الوصف مع المونث مثل جريح و صبور يقال رجل جريح و صبور وامراة جريح و صبور فلا يجمع بالواو والنون ولا بالالف والتاء فانه لما لم يختص بالمذكر ولا بالمؤنث لم يحسن ان يجمع جمعا مخصوصا باحدهما بل المناسب ان يجمع جمعا يستويان فيه مثل جريح و صبور والشرط الخامس ان لا يكون الاسم المذكور مذكرا متلبسا بتاء التانيث مثل علامة كراهة اجتماع صيغه جمع المذكر وتاء التانيث ولو حذفت التاء لزم اللبس۔

(۳)۔ جب اسم صفت مونث کا مذکر ہو مگر ایسا نہ ہو کہ جسکی جمع واو اور نون کے ساتھ لائی گئی ہو۔ یا اس کا مذکر ہی نہ ہو اور صیغہ مونث تاء تانیث سے خالی ہو۔ ان دونوں صورتوں میں اس کی جمع مونث سالم نہیں لائی جائے گی۔ اول کی مثال جیسے: حمراء اور سکری کہ ان کے مذکر احمر اور سکران کی جمع واو اور نون کے ساتھ نہیں آئے گی لہذا حمراء اور سکران کی جمع

Marfat.com

واواورنون کے ساتھ نہیں آتی۔لہذا حمراء اور سکری کی بھی جمع مونث سالم یعنی الف اور تا کے ساتھ نہیں آئے گی البتہ فضلی کہ اس کا مذکر افضل ہے جس کی جمع واواورنون کے ساتھ آتی ہے۔ثانی کی مثال جیسے: حائض کہ اس کا مذکر ہی نہیں اور یہ خودتاء تانیث سے خالی ہے۔لہذا اس کی جمع جمع سالم نہیں آ سکتی۔البتہ حائضہ کہ اس کا مذکر تو نہیں ہے لیکن یہ خودتاء تانیث سے خالی نہیں۔لہذا اس کی جمع الف وتاء کے ساتھ لائے جاتی ہے جیسے: حائضات۔

حاشیہ فوائد ضیائیہ ص ۲۸۰ میں ہے:

والحاصل ان كان له مذكر فان جمع مذكره بالواو والنون كافضل جمع بالواو والنون كافضلون جمع المونث بالالف والتاء كفضلي جمع على فضليات وان لم يجمع مذكره بالواو والنون لم يجمع المونث بالالف والتاء اصلا كاحمر حمراء وفعلان وفعلى كسكرى وان لم يكن له مذكر اصلا فشرطه ان لا يكون المونث مجردا عن التاء كحائضة فانه يجمع على حائضات بخلاف الحائض فانه لم يجمع بالالف والتاء۔

Marfat.com

اسم فاعل کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم فاعل کی اپنے مفعول کی طرف اضافت معنویہ واجب ہے؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم فاعل کے نون تثنیہ اور جمع کو حذف کرنا جائز ہے؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم فاعل میں کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے پھر بھی وہ عامل ہوگا؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم فاعل میں کوئی سا بھی زمانہ پایا جائے لیکن وہ عامل ہوگا؟

(۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم فاعل کے بعد آنے والا معمول کسی فعل مقدر کا معمول ہوتا ہے؟

(۶)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم فاعل و اسم مفعول میں بھی صفت مشبہ کی طرح اٹھارہ صورتیں ہوسکتی ہیں؟

جوابات اسم فاعل کی پہیلیاں

(۱)۔ جب اسم فاعل متعدی ماضی کے معنی میں ہو اور اس کے بعد اس کے مفعول کو ذکر کرنا چاہیں تو مفعول کی جانب اسم فاعل کی اضافت معنویہ واجب ہوگی۔ اس صورت میں اضافت لفظیہ نہیں پائی جاسکتی کیونکہ اضافت لفظیہ کے لئے یہ شرط ہے کہ اس میں مضاف ایسی صفت ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور یہاں اسم فاعل کا مضاف الیہ بحسب الظاہر اس کا معمول نہیں کیونکہ اسم فاعل متعدی صرف اس وقت عامل ہوتا ہے جب حال یا استقبال کے

Marfat.com

لئے ہو لہذا جب ماضی کے معنی میں ہو تو عامل نہیں ہو گا پھر اضافت لفظیہ کس طرح پائی جا سکتی ہے۔ نیز اسی وجہ سے مذکورہ بالا صورت میں اس مفعول کو منصوب کرنا بھی جائز نہیں بلکہ اس کی طرف اسم فاعل کی اضافت ہی واجب ہے جو کہ معنویہ ہوگی۔ جیسے: زید ضارب عمرو وامس۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۸۶ میں ہے:

فان كان اسم الفاعل المتعدى للماضى اى للزمان الماضى بالاستقلال او فى ضمن الاستمرار واريد ذكر مفعوله وجبت الاضافة اى اضافة اسم الفاعل الى مفعوله معنى اى اضافة معنوية لفوات شرط الاضافة اللفظية مثل زيد ضارب عمرو وامس۔

حاشیہ فوائد ضیائیہ ص ۲۸۷ میں ہے:

لان شرطها ان يكون المضاف فيها صفة مضافة الى معمولها فاذا كان اسم الفاعل بمعنى الماضى لا يعمل بحسب الظاهر لاشتراط الزمانين المذكورين فى عمله فلا يكون ح مضافا الى معموله بحسب الظاهر۔

(۲)۔ جب اسم فاعل اپنے کسی معمول کو مفعولیت کی وجہ سے نصب دے تو اسم فاعل سے نون تثنیہ و جمع کو حذف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ تخفیف مطلوب ہے جیسے المقيمى الصلوٰة یہ مثال جب بن سکتی ہے جبکہ الصلوٰة کو نصب پڑھا جائے اور اسم فاعل نکرہ ہو تو بھی نون کو حذف کرنا جائز ہے لیکن بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان لذائقوا العذاب پہلی صورت میں بغیر ضعف اس لئے جائز ہے کہ اسم فاعل صلہ واقع ہوا ہے اور صلہ میں طوالت سے اختصار اچھا ہے۔ دوسری صورت میں اسم فاعل صلہ ہی واقع نہیں کہ اختصار و تخفیف مقصود ہوں۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۸۸ میں ہے:

ويجوز حذف النون اى نون المثنى والمجموع مع عمله فى معموله بنصبه على المفعولية بخلاف ما اذا كان مضافا اليه فان حذفها واجب و مع التعريف تخفيفا لمفعول له للحذف اى يجوز حذفها لوجود هذين الشرطين تقصد

Marfat.com

التخفيف لطول الصلة بها كقرأة من قرء المقيمى الصلوٰة بنصب الصلوٰة على المفعولية واما على تقدير التنكير مثل قوله تعالى لذا ئقوا العذاب با لنصب فحذفها لان اسم الفاعل لم يقع صلة اللام و القرأة مما لا اعتماد عليه ۔

(۳)۔جب اسم فاعل صرف فاعل میں عامل ہو تو اس میں کسی زمانے کی شرط نہیں وہ بغیر زمانہ ہی اپنے فاعل میں عامل ہوگا کیونکہ زمانہ کی شرط مفعول میں عمل کرنے کے لئے لگائی جاتی ہے البتہ اسم فاعل میں اعتماد علی صاحبہ وغیرہ اب بھی ضروری ہے۔

حاشیہ فوائد ضیائیہ ص/۲۸۶ میں ہے:

وانما قيد بالمتعدى لان اشتراط الزمان فى عمل اسم الفاعل لا جل عمله فى المفعول وليس ذلك شرطا فى العمل فى الفاعل ۔

(۴)۔جب اسم فاعل پر الف لام داخل ہو جائے تو اب اس میں تمام زمانے برابر ہیں ۔خواہ کوئی زمانہ ہو بہر حال یہ عامل ہوگا جیسے: مررت بالضارب ابوه زيدا امس او غدا اوالآن اس لئے کہ یہ حقیقۃً فعل ہی تھا چونکہ فعل پر الف لام داخل کر نہیں سکتے تھے اس لئے اسم کی جانب عدول کر لیا گیا۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۸۷ میں ہے:

فان دخلت اللام الموصولة على اسم الفاعل استوى الجميع اى جميع الازمنة فتقول مررت بالضارب ابوه زيدا امس كما تقول مررت بالضارب ابوه زيد الآن او غدا لانه فعل بالحقيقة حينئذ عدل عن صيغة الفعل الى صيغة الاسم لكراهتهم ادخال اللام عليه۔

(۵) وہ اسم فاعل متعدی کہ جس میں زمانہ ماضی پایا گیا اور وہ مفعول میں عمل نہ کرنے کی وجہ سے دجو با فعل کی جانب مضاف ہو گیا۔اگر اس اسم فاعل کے بعد کوئی دوسرا معمول پایا جائے تو وہ کسی فعل مقدر ہی کا معمول ہوگا۔اور وہ فعل مقدر بھی اسی اسم فاعل کے مادہ سے ماخوذ ہوگا۔جیسے زيد معطى عمرو درهما امس کہ یہاں درهما سے پہلے اعطاه مقدر ہے اس لئے کہ جب کسی قائل نے کہا:

زيد معطى عمرو امس تو گویا سائل نے سوال کیا کہ اس کو کیا دیا تو اس نے

Marfat.com

جواب میں کہا: اعطاہ درھما۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۹۷ میں ہے:

فان کان لہ ای لاسم الفاعل معمول آخر غیر ما اضیف اسم الفاعل الیہ فبفعل مقدرای فانتصابہ بفعل مقدر لا باسم الفاعل نحو زید معطی عمرو درھما امس فدرھما منصوب باعطی المقدر فانہ لما قیل معطی عمرو قیل ما اعطاہ فقیل درھما ای اعطاہ درھما۔

(۶)۔ جب اسم فاعل واسم مفعول متعدی نہ ہوں تو ان میں بھی صفت مشبہ کی طرح اٹھارہ صورتیں ہوسکتی ہیں۔ جن میں دو ممتنع، آٹھ، احسن، چار حسن، اور چار قبیح ہوں گی۔ جیسے صفت مشبہ میں ہوتی ہیں۔

کافیہ ص/۹۱ میں ہے:

واسما الفاعل والمفعول غیر المتعدیین مثل الصیغۃ فی ذلک۔

Marfat.com

صفت مشبہ کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صفت مشبہ کا استعمال ممتنع ہے؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صفت مشبہ کا استعمال احسن ہے؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صفت مشبہ کا استعمال حسن ہے؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صفت مشبہ کا استعمال قبیح ہے؟

(۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صفت مشبہ میں ضمیر نہیں ہوتی؟

(۶)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ صیغہ صفت مشبہ فعل کی طرح ہوتا ہے؟

جوابات صفت مشبہ کی پہیلیاں

(۱)۔ جب صفت مشبہ کی اضافت سے تخفیف کا فائدہ حاصل نہ ہو یا صفت مشبہ کے معرف باللام ہونے کی وجہ سے نکرہ کی جانب اضافت ممتنع ہو۔ پہلی صورت جب پائی جاتی ہے کہ صفت معرف باللام کی اضافت اس کے ایسے معمول کی جانب ہو جو ضمیر موصوف کی جانب مضاف ہے خواہ وہ ضمیر صفت مشبہ کے موصوف کی جانب بالواسطہ راجع ہو یا بلاواسطہ۔ جیسے: الحسن وجہ غلامہ اور الحسن وجھہ دوسری صورت جب پائی جاتی ہے کہ صفت معرف باللام ایسے معمول کی جانب مضاف ہو جو مجرد عن اللام ہے جیسے الحسن وجہ اور الحسن وجہ غلام اس لئے کہ اس صورت میں الحسن کی اضافت جو وجہ کی جانب ہے اگرچہ تخفیف کا فائدہ دیا ہے کہ ضمیر حذف ہو کر صفت میں مستتر ہے۔ لیکن نحویوں نے اس اضافت کو جائز قرار نہیں دیا ہے اس لئے کہ معرفہ کی اضافت نکرہ کی جانب اگرچہ لفظیہ ہوتی ہے اور مفید تخفیف ہوتی ہے۔ لیکن یہ اضافت ایسی ہے جو اضافت معہودہ کے عکس کے مشابہ ہے۔ کیونکہ

Marfat.com

یہاں مضاف معرفہ ہے اور مضاف الیہ نکرہ اور اس اضافت لفظیہ میں مضاف نکرہ ہوتا ہے اور مضاف الیہ معرفہ۔ عکس کے مشابہ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ اضافت اپنی حقیقت و معنی کے اعتبار سے تخفیف کا فائدہ تو دیتی ہی ہے۔

فوائد ضیائیہ ص/۲۹۲ میں ہے:

اثنان منها ای من تلك الاقسام مستنعان احدهما ان تكون الصفة باللام مضافة الى معمولها المضاف الى ضمير الموصوف بواسطة او غير واسطة مثل الحسن وجهه والحسن وجه غلامه لعدم افادة الاضافة فيه خفة لان الخفة فى الصفة المشبهة اما بحذف التنوين او النون كحسن وجهه بالاضافة او بحذف ضمير الموصوف من فاعل الصفة او مما اضيف اليه الفاعل واستتاره فى الصفة مثل الحسن الوجه والحسن وجه الغلام او بحذفهما معا ولا خفة فيه بواحد منها و ثانيهما ان تكون الصفة باللام مضافة الى معمولها المجرد عن اللام مثل الحسن وجه او وجه غلام لان اضافة الحسن الى وجه وان افادت التخفيف بحذف الضمير واستتاره فى الصفة لكنهم لم يجوزوها لان اضافة المعرفة الى النكرة وان كانت لفظية مفيدة للتخفيف لكنها فى الصورة تشبه عكس المعهود من الاضافة۔

اور حاشیہ فوائد ضیائیہ ص ۲۹۲ میں ہے:

لان المعهود هو اضافة النكرة الى المعرفة دون العكس وانما قال فى الصورة تشبه ولم يقل لكنها عكس المعهود من الاضافة لانها بحسب الحقيقة والمعنى تفيد التخفيف

(۲)۔صفت مشبہ کے جس استعمال میں ایک ضمیر ہو خواہ وہ ضمیر صفت مشبہ میں ہو اور یہ سات صورتیں ہیں جیسے: الحسن الوجه۔ الحسن وجه "حسن الوجه، حسن الوجه، الحسن وجها، حسن وجها، حسن وجه "یا اس کے معمول میں ہو اور یہ دو صورتیں ہیں جیسے: الحسن وجهه، حسن وجهه ان تمام صورتوں کا استعمال احسن ہے۔اس لئے کہ ضمیر اس میں بقدر حاجت ہے نہ اس میں زیادتی ہے اور نہ کمی۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۹۲ میں ہے:

Marfat.com

ما کان فیہ ضمیر واحد منها ای من تلك البواقی انما فی الصفة وها سبعة اقسام الحسن الوجه بنصب المعمول والحسن الوجه بجره وحسن الوجه بنصب وحسن الوجه بجره والحسن وجها وحسن وجها وحسن وجه بجره واما فی المعمول مثل الحسن وجهه وحسن وجهه برفعه فیهما وهما قسمان والمجموع تسعة احسن۔

(۳)۔صفت مشبہ کے جس استعمال میں دو ضمیریں ہوں۔ایک صفت مشبہ میں ہو اور دوسری معمول میں ہو اس کی دو صورتیں ہیں الحسن وجهه حسن وجهه ان دونوں صورتوں کا استعمال حسن ہے اس لئے کہ اس میں ضمیر موجود ہے جو محتاج الیہ ہے۔احسن اس لئے نہیں کہا کہ ایک سے زیادہ ضمیر کو شامل ہے جو بلا ضرورت ہے۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۹۳ میں ہے:

وما کان فیها ضمیر ان منها احدهما فی الصفة والاخر فی المعمول مثل حسن وجهه والحسن وجهه بنصبه فیهما فهو قسمان حسن لا شتماله علی الضمیر المحتاج الیه غیر احسن لاشتماله علی ضمیر زائد علی قدر الحاجة،،

(۴)۔صفت مشبہ کے جس استعمال میں کوئی ضمیر نہ ہو۔اس کی چار صورتیں ہیں الحسن الوجه۔حسن الوجه۔الحسن وجه حسن وجه ان چاروں صورتوں کا استعمال قبیح ہے۔اس لئے کہ موصوف سے لفظ میں رابطہ پیدا کرنے والا کوئی نہیں۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۹۳ میں ہے:

وما لا ضمیر فیہ منها وهو اربعة اقسام الحسن الوجه وحسن الوجه والحسن وجه وحسن وجه برفعه فیهما قبیح لعدم الرابطة بالموصوف لفظا۔

(۵)۔جب صفت مشبہ کا معمول مرفوع ہوگا تو صفت میں ضمیر نہیں ہوگی اس لئے کہ اس کا معمول اس وقت فاعل ہے اب اگر اس میں ضمیر بھی لائی جائے تو تعدد کا فاعل لازم آئے گا اور یہ درست نہیں۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۹۳ میں ہے:

ومتی رفعت معمول الصفة بها فلا ضمیر فیها ای فی الصفة لان معمولها

Marfat.com

حینئذ فاعل لها فلو کان فیها ضمیر یلزم تعدد الفاعل۔

(۶)۔ جب صفت مشبہ میں ضمیر نہ ہو تو فعل کی طرح ہوتی ہے یعنی جسطرح کہ فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فاعل کے تثنیہ وجمع ہونے کی صورت میں فعل کو تثنیہ وجمع نہیں لایا جاتا اسی طرح صفت مشبہ کے معمول کے تثنیہ وجمع ہونے کی صورت میں صفت مشبہ کو تثنیہ وجمع نہیں لایا جائے گا۔

فوائد ضیائیہ ص/۲۹۳/میں ہے:

فهي اى تلك الصفة ح كالفعل فكما ان الفعل لا يثنى ولا يجمع بتثنية فاعله الظاهر وجمعه كذلك تلك الصفة لا تثنى ولا تجمع بتثنية معمولها وجمعه۔

Marfat.com

اسم تفضیل کی پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ فعل ثلاثی مجرد لون وعیب کے معنی میں ہو یا فعل ثلاثی مزید فیہ یا رباعی ہو تو بھی اسم تفضیل اس سے بنا سکتے ہیں؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال اضافت کے ذریعہ نہیں ہوسکتا؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم تفضیل کو مفرد اور موصوف کے مطابق لانا دونوں جائز ہے؟

(۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ جس میں مطابقت ضروری ہے؟

(۶)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسم تفضیل کو مفرد مذکر ہی لایا جائے گا؟

جوابات اسم تفضیل کی پہیلیاں

(۱)۔ جب مصدر ثلاثی مجرد بمعنی لون وعیب ہو یا ثلاثی مزید فیہ ہو یا رباعی ہو تو اس سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں لایا جا سکتا۔ اس لئے کہ رباعی اور ثلاثی مزید فیہ سے بنانے کی صورت میں ان کے تمام حروف کی محافظت متعذر ہے۔ کیونکہ اس صیغہ میں تین حروف سے زیادہ کی گنجائش نہیں۔ اب اگر بعض حروف کو ساقط کر دیا جائے تو التباس لازم آئے گا کہ یہ ہی معلوم نہیں ہو پائے گا کہ یہ رباعی سے مشتق ہے یا ثلاثی مجرد سے یا مزید فیہ سے۔ اس لئے کہ یہ تین حروف یا تو ثلاثی مجرد کے ہونگے یا رباعی مجرد کے حروف میں سے بعض ہونگے اور سب اصلی ہونگے یا یہ حروف مزید فیہ کے ہونگے تو یا تو اس میں سب اصلی حروف ہونگے یا سب زائد ہونگے یا بعض اصلی اور بعض زائد۔ تو یہی متعین نہیں ہوسکتا کہ کونسے حرف زائد ہیں اور کونسے اصلی۔ لون

Marfat.com

وعیب کی صورت میں یہ خرابی ہے کہ یہ صیغہ ان افعال سے غیر تفضیل کے لئے آتا ہے اب اگر تفضیل کے لئے بھی آئے تو یہ متعین و معلوم نہیں ہو سکے گا کہ مراد کیا ہے کیونکہ احمر۔اعور محض معنی فاعلیت کے اظہار کے لئے ہیں اب تفضیل کے لئے بھی مان لیا جائے تو یہ معلوم ہونا دشوار ہوگا کہ یہ ذو حمرہ اور ذو عور کے لئے ہیں یا زائد الحمرہ اور زائد العور کے لئے ہے۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۹۵ میں ہے:

وشرطه ان يبنى اى اسم التفضيل من حدث ثلاثى لا رباعى مجرد لا مزيد فيه ليمكن بناء افعل وفعلى منه اذالبناء من الرباعى والثلاثى المزيدفيه مع المحافظة على تمام حروفه متعذرلان هذه الصيغة لا تسع الزيادة على ثلثةحروف ومع اسقاط بعضها يلزم الالتباس فانه لا يعلم انه مشتق من الرباعى۔

اوالثلاثى المجرد اوالمزيد فيه فان هذه الحروف الثلاثه تحتمل ان تكون تمام حروف ثلاثى مجرد او بعض حروف رباعى مجرد كلها اصول او تكون من حروف المزيد فيه اما من اصوله او من زوائده او ممتزجا منهمافلا يتبين ما هو المشتق منه فلا يتعين المعنى ليس بلون اى من ثلاثى مجرد ليس بلون ولا عيب ظاهرى لانهما اشتق افعل لغيره اى لغير اسم التفضيل كاحمرو اعور فلو اشتق اسم التفضيل ايضا منهما لا تتبين ان المراد ذو حمرة و عور او زائد الحمرة او العور،،

(۲)۔ جب ابواب مذکورہ سے اسم تفضیل بنانا چاہیں تو مصدر کو منصوب ذکر کرکے اس سے پہلے اشد۔اکثر۔اقبح وغیرہ جیسے الفاظ بڑھا کر ہر باب سے اسم تفضیل بنا سکتے ہیں۔جیسے: هو اشد منه استخراجا وبياضا وعمى۔

کافیہ ص ۹۱ میں ہے:

فان قصد غيره توصل اليه باشد مثل هو اشد منه استخراجا وبياضا وعمى۔

(۳) جب اسم تفضیل سے مضاف الیہ پر زیادتی مقصود ہو تو اسم تفضیل کے لئے یہ

Marfat.com

شرط ہے کہ موصوف مضاف الیہ کا بعض ہو اور باعتبار مفہوم لفظ یہ موصوف اس مضاف الیہ کے افراد میں داخل ہو۔ جیسے: زید افضل الناس یہاں زید۔ الناس کا بعض ہے اور باعتبار مفہوم لفظ زید۔ الناس کے افراد میں داخل ہے، اب اگر یہ شرط نہ پائی جائے تو اضافت بایں معنی جائز نہ ہوگی جیسے: یوسف احسن اخوانہ۔ اس لئے کہ یوسف۔ اخوۃ کے مفہوم سے خارج ہے۔

کافیہ ص ۹۲ میں ہے:

فاذا اضیف فلہ معنیان احدھما وھو الاکثر ان تقصد بہ الزیادۃ علی من اضیف الیہ فیشترط ان یکون منھم مثل زید افضل الناس فلا یجوز یوسف احسن اخوتہ لخروجہ عنھم باضافتھم الیہ۔

(۴)۔ جب اسم تفضیل سے اس کے مضاف الیہ پر زیادتی مقصود ہو تو اس کو مفرد اور موصوف کے مطابق دونوں طرح لانا جائز ہے جیسے: زید افضل القوم الزیدان افضلا القوم۔ الزیدون افضلو القوم۔ ھند فضلی القوم الھندان فضلیا القوم الھندات فضلیات القوم۔

کافیہ رص ر۹۳ رمیں ہے:

ویجوز فی الاول الافراد والمطابقۃ لمن ھو لہ،،

(۵)۔ جب اسم تفضیل مضاف مطلقاً زیادتی مراد ہو اور اسم تفضیل معرف باللام ہو تو مطابقت ضروری ہے

کافیہ ص ۹۳ میں ہے: واما الثانی و المعرف باللام فلا بد من المطابقۃ۔

(۶)۔ جب اسم تفضیل کا استعمال من کے ذریعہ ہو تو اسم تفضیل کو مفرد مذکر ہی لایا جائے گا۔

کافیہ ص ر۹۳ میں ہے: والذی بمن مفرد مذکر لا غیر،،

Marfat.com

متفرق پہیلیاں

(۱)۔ وہ کونسے افعال ہیں جن سے اسم فاعل اور اسم مفعول نہیں آتا؟

(۲)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ مفسر اور مفسر کا اجتماع جائز ہے؟

(۳)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ کم استفہامیہ اور خبریہ دونوں کے لئے بظاہر صدر کلام ضروری نہیں حالانکہ یہ صدارت کلام کو چاہتے ہیں؟

(۴)۔ وہ کونسی صورت ہے کا غیر کا مضاف الیہ محذوف ہوسکتا ہے؟

(۵)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ اسمائے افعال کا استعمال بغیر ضمیر متصل مخاطب کے لئے نہیں ہوسکتا؟

(۶)۔ وہ کونسی صورت ہے کہ رو ید اور بله کا معمول مجرور ہوتا ہے؟

(۷) وہ کونسی صورت ہے کہ مصدر مفعول مطلق واقع ہو جب بھی عمل کر سکتا ہے؟

جوابات متفرق پہیلیاں

(۱)۔ وہ افعال غیر متصرفہ ہیں۔ جیسے بئس وغیرہ ان سے اسم فاعل و اسم مفعول نہیں آتا۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۳۷ میں ہے:

اذغیر المتصرف نحو نعم وبئس وحبذا وعسی ولیس لا یجئی منه اسم الفاعل ولا المفعول ،،

(۲)۔ جب مفسر میں ابہام حذف کی وجہ سے پیدا نہ ہوا ہو بلکہ اسمیں بذاتہ موجود ہے جیسے: جانی رجل ای زید۔

فوائد ضیائیہ/ ۸۱ میں ہے:

بخلاف المفسر الذی فیه ابهام بدون حذفه فانه یجوز الجمع بینه وبین مفسره کقولك جانی رجل ای زید ،،

Marfat.com

(۳)۔ جب ان دونوں سے پہلے حرف جر یا مضاف آئے تو ان دونوں کے لئے صدارت کلام ضروری نہیں۔ بلکہ حرف جر اور مضاف کے بعد ہی ان کو ذکر کیا جائے گا البتہ جار مجرور اور مضاف اور مضاف الیہ ایک کلمہ کی منزل میں ہیں۔ اور اب ان کے لئے صدارت کلام ہے اس صورت میں جار کی تقدیم اس لئے ضروری قرار دی گئی کہ جار کا مجرور سے موخر کرنا جائز نہیں اس لئے کہ یہ عمل میں ضعیف ہے جیسے: بکم درھما اشتریت

یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے جس پر حرف جر داخل ہے۔

اور جیسے: غلام کم رجلا ضربت۔

یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے جس سے پہلے مضاف ہے۔

فوائد ضیائیہ ص/۲۴۸ میں ہے:

وكل ما قبله اى كل واحد من كم الا ستفهامية والخبرية وقع قبله حرف جار نحو بكم درهما اشتريت او بكم رجل مررت او مضاف نحو غلام كم رجلا ضربت وعند كم رجل اشتريت مجرور بحرف الجر او الاضافة وانما جاز تقديم حرف الجراو المضاف عليهما مع ان لهما صدر الكلام لان تاخير الجار عن المجرور ممتنع لضعف عمله فيجوز تقديم الجار عليهما على ان يجعل اسما كان او حرفا مع المجرور ككلمة واحدة مستحقة للصدر،،

(۴) جب غیر۔ لا یا لیس کے بعد واقع ہو تو اس کا مضاف الیہ محذوف ہو سکتا ہے جیسے: افعل ھذا لا غیر ۔اور۔ جاءنی زید لیس غیر۔

فوائد ضیائیہ ص/۲۵۲ میں ہے:

ولا تحذف منه المضاف اليه الا بعد لا وليس نحو افعل هذا لا غير وجائني زيد ليس غير لكثرة استعمال غير بعد هما،،

(۵)۔ جب اسمائے افعال جار مجرور یا ظرف سے منقول ہوں تو ان کا استعمال بغیر ضمیر متصل مخاطب کے نہیں ہو سکتا جیسے: علیک کہ الزم کے معنی میں ہے اور جار مجرور سے منقول ہے اسی طرح کہ یہ تنح کے معنی میں ہے اور جار مجرور سے منقول ہے اور جیسے دونک کہ یہ خذ کے معنی میں ہے اور ظرف سے منقول ہے لہذا انکو بغیر ضمیر متصل مخاطب کے استعمال

Marfat.com

نقل کیا جا سکتا۔

حاشیہ الفیہ ص ۱۰۱ میں ہے:

ومنه ما نقل من عبرد اما من جار ومجرور نحو عليك بمعنى الزم واليك بمعنى تنح او ظرف نحو دونك بمعنى خذ مكانك و بمعنى اثبت واما مك بمعنى تقدم ووراءك بمعنى تاخر ولا يستعمل هذا النوع الا متصلا بضمير المخاطب ،،

(۶)۔ جب " رويد " اور " بله " مصدر ہوں تو ان کا معمول مجرور ہوتا ہے، جیسے: رويد زيد ـ بله زيد ـ

الفیہ ابن مالک ص ۱۰۱ میں ہے:

كذا رويد بله نا صبين ـــ ويعملان الخفض مصدرين ،،

(۷)۔ جب مفعول مطلق فعل سے بدل واقع ہو یعنی اس کے فعل کو حذف کرنا لازمی ہو اور اس فعل کے مقام پر اس مفعول مطلق کو رکھ دیا جائے جیسے: شكرا له ـ سقيا له ـ حمدا له تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں۔ پہلی یہ کہ فعل کو عمل دیا جائے کیونکہ وہ عمل میں اصل ہے۔ دوسری یہ کہ مصدر کو عمل دیا جائے اس لئے کہ وہ فعل کا نائب ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلی وجہ یہ ہے کہ مصدریت کی وجہ سے عمل دیا جائے اور دوسری وجہ یہ کہ مصدر کو فعل کا بدل ہونے کی بنا پر عمل دیا جائے۔

فوائد ضیائیہ ص ۲۸۳ میں ہے:

وان كان اى المصدر مفعولا مطلقا واقعا بدلا منه اى من الفعل وهو ما كان حذف فعله لازما نحو سقيا له وشكرا له وحمدا له فوجهان اى فيجوز فيه وجهان عمل الفعل للاصالة وعمل المصدر للنيابة وقيل عمل المصدر للمصدرية وعمله للبدلية ففى قوله وجهان وجهان ،،

Marfat.com

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

اللہ تعالیٰ جس شخص کیلئے بھلائی کا ارادہ کرے اُسے دین کی "فقہ" عطا کرتا ہے

عجائب الفقہ

یعنی

فقہی پہیلیاں

تصنیف

مُفتی جلال الدین احمد امجدی

دار العلوم براؤں شریف ضلع بستی

Marfat.com

حدیث نبوی ﷺ کا ایک عظیم علمی خزانہ

مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

تصنیف

علامہ ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ

شارح و مترجم

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ

حسن پبلیشرز

اردو بازار لاہور

مکمل 8 جلدیں دستیاب ہیں

Marfat.com

Marfat.com

درس نظامی کے طلباء کے لیے چند کتب

مکتبہ اعلیٰ حضرت

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

0315-8842540

Marfat.com

درس نظامی کے طلباء کے لیے چند کتب

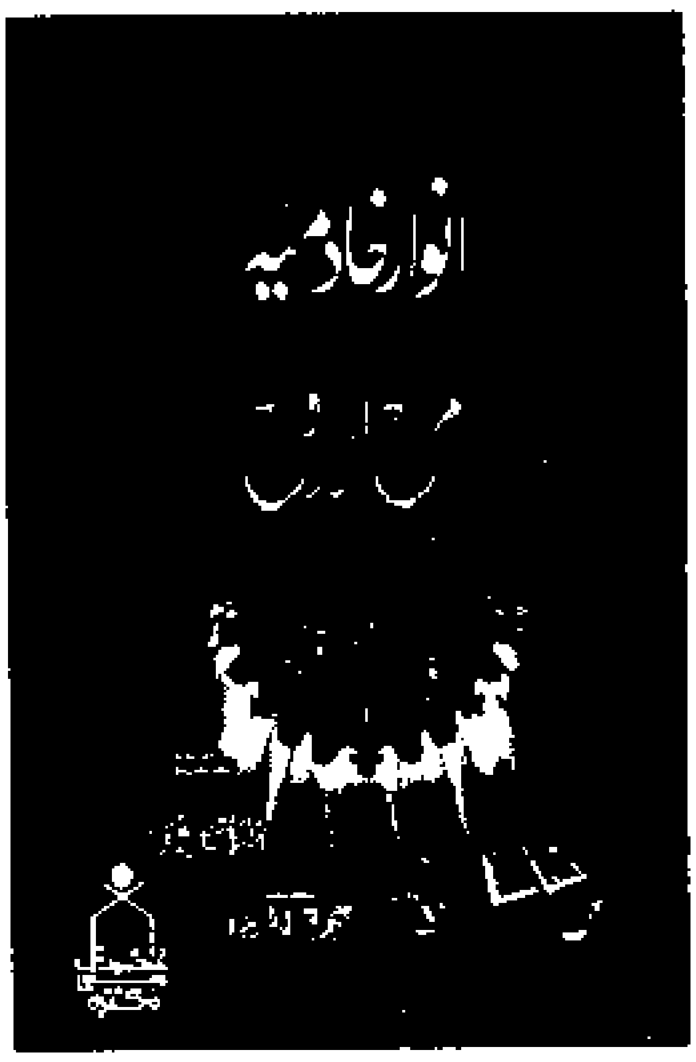

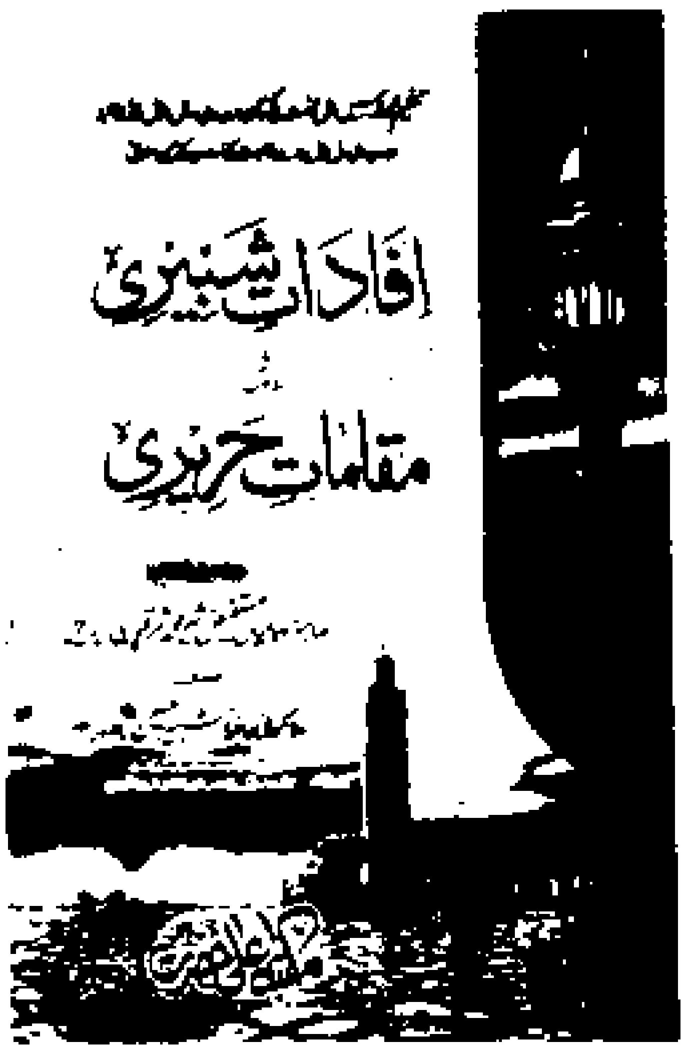

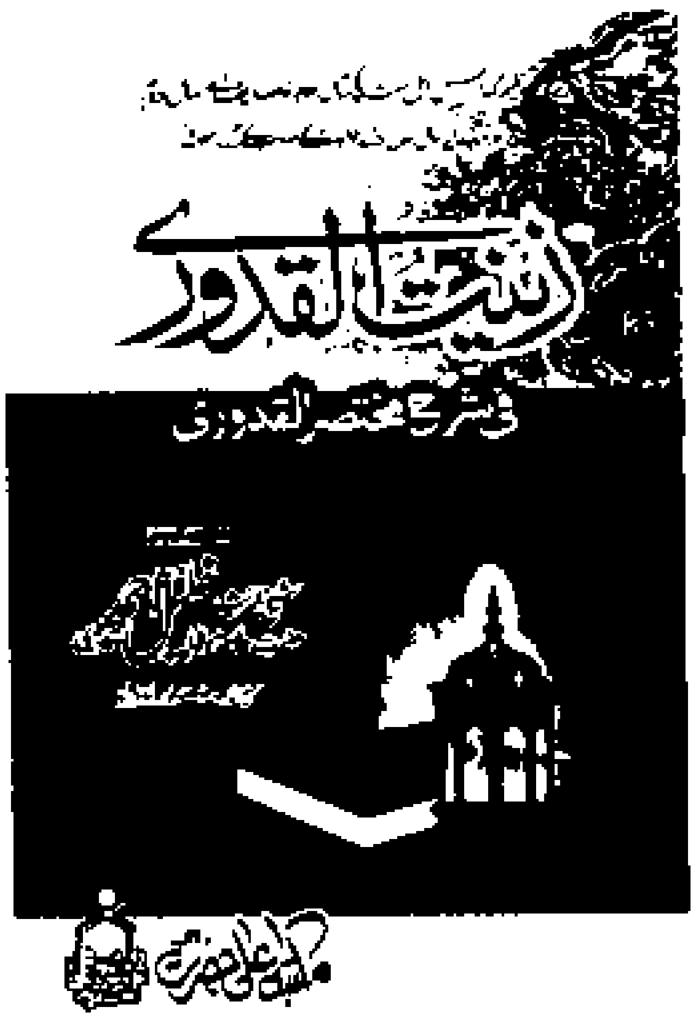

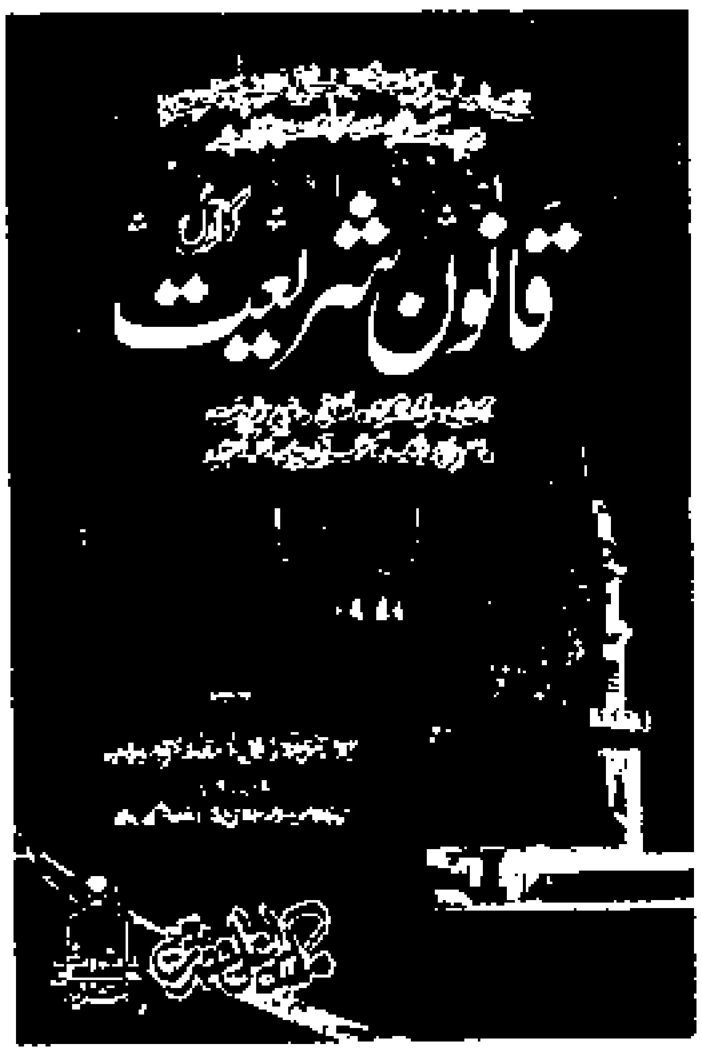

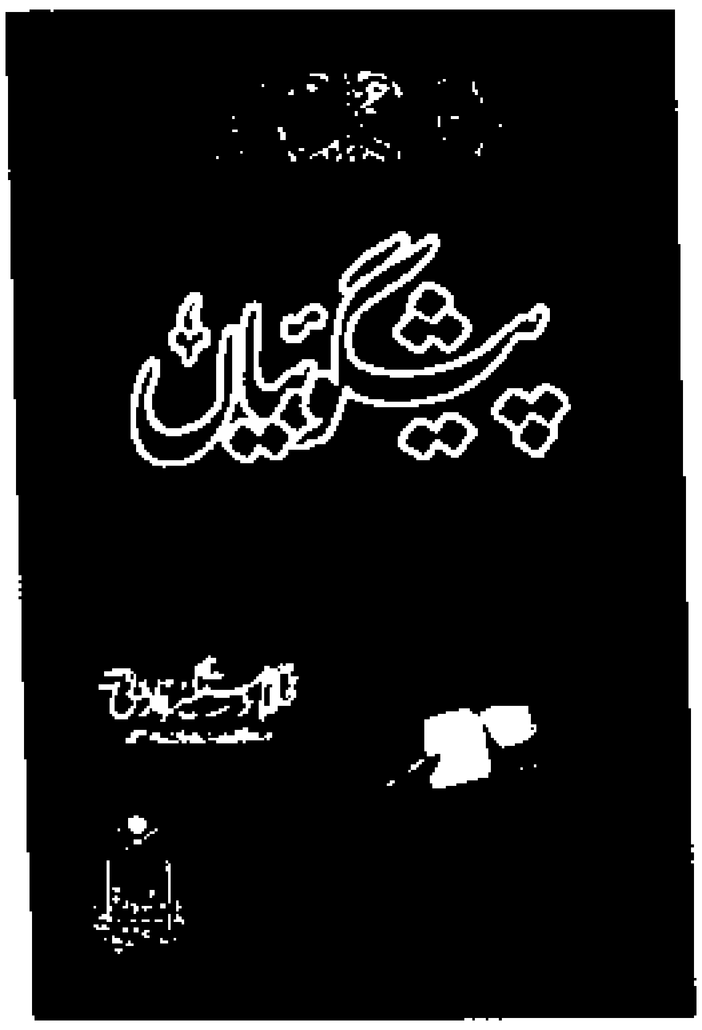

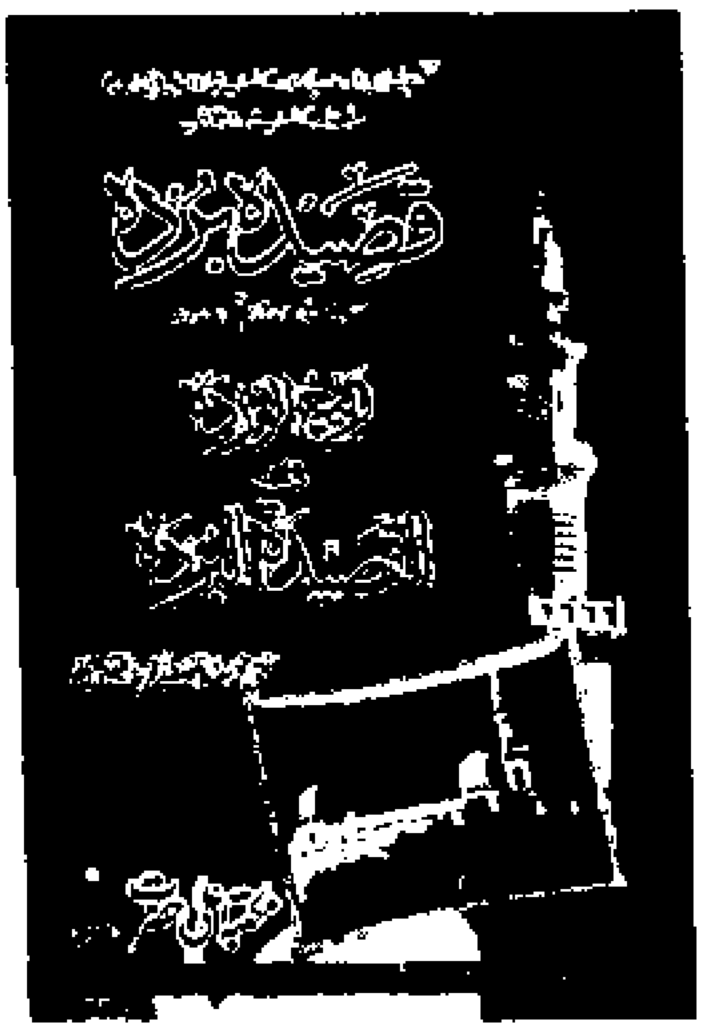

مکتبہ اعلیٰ حضرت
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37247301
0300-8842540
0315-8842540

Marfat.com